UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232212
UNIVERSAL
LIBRARY

ما شاء الله لا قوة الا بالله

بفضل بخشنده یکتا این تصنیف بی‌مثل و تالیف بی‌بدل بزبان فصیحان طلیق اللسان جناب منشی بیجا صاحب بیمار مخلص بمحمد و آله مختص و مقصر بر اتمام رسید یعنی

نگارستان بیجا

باهتمام [illegible] حاجی محمد روشن خان مغفور تربیت یافته حضرت اعلی مظهر محمد مصطفی خان مبرور

در [illegible] واقع کانپور مطبوع گردید

۲ ۱۲۳۹۹
ف ۵۲
۴۹۱۵۵
س - ج
1952
CHECKED 1956
Checked 1969.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کاملترین صناعتِ کلام حمد اوس ناظمِ امورات تمامۂ مخلوقات کی ہی جسنے اپنے فضل سے بحورِ مختلفۂ عروض کو مانند بحارِ سبعۂ ارض کے کمال موزونیت سے زبانِ شعرا پر جاری فرمایا اور بالغترین حجت مقال ستایش اوس موجد علوم عالم صوری و معنوی کی ہی کہ اپنے لطف کامل سے واسطے زینت عبارات کے طریقہ ایجاد صنائع اور بدائع لفظی و معنوی کا بتایا **اما بعد** بندۂ ہیچمیرز کج مج زبان ولیدہ بیان لوچہ تحقیق دست پاگم کردۂ قلزم تدقیق بے بضاعت و کم استعداد اضعف عباد دیبی پرشاد متخلص بہ سحر ابن ہدایون شعرائے ہالصفات کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ یہ رسالہ مشتمل ہی علوم بلاغت کو کہ حسب فرمایش بعض احبا ان اردو مین کتب معتبرۂ فارسی مثل حدائق البلاغۃ و معیار الاشعار و کافل العروض و عروض سیفی وغیرہ سے تصنیف و ترجمہ کرکے **معیار البلاغۃ** سے موسوم کیا مشتمل پانچ باب اور رکھتے پر **باب اول** علم بیان مین **باب دوم** علم بدیع مین **باب سوم** علم عروض مین **باب چہارم** علم قوافی مین **باب پنجم** اقسام نظم و **خاتمہ** عیوب کلام مین

باب اول علم بیان مین

علم بیان وہ ہی کہ جس سے ایک معنی کو کئی طریق سے لکھہ سکین کہ اونمین سے طریق معنی مطلوب پر دلالت واضح رکھتا ہو اور کوئی واضح تر اور دلالت تین قسم پر ہی اگر لفظ تمام معنی موضوع علیہ دلالت کرے وہ وضعی ہی جیسے دلالت لفظ شیر کی جانور معروف پر اور اگر لفظ جزء موضوع لہ پر دلالت کرے وہ تضمنی ہی جیسے دلالت لفظ شیر کی حیوان پر اور اگر لفظ اوس معنی پر دلالت کرے جو حقیقت موضوع لہ سے خارج لیکن لازم اوسکے ہو وہ التزامی ہی جیسے دلالت لفظ شیر کی شجاع پر دلالت وضعی کو دلالت مطابقی اور التزامی کو عقلیہ کہتے ہین پس ظاہر ہی کہ علم بیان مین بحث صرف دلالت تضمنی اور التزامی سے ہی اسلیے کہ دلالت وضعی واضح

باب اول علم بیان مین

اور اوضح نہین ہوسکتی کیونکہ لفظ شیر اور اسد اور ضیغم معنی موضوع لہ پر سب یکسان دلالت کرتے ہین البتہ دلالات اغیرہ
مین ممکن ہی کیونکہ لنبے انکر کہے دالا یعنی شخص دراز قد دلالت بے واسطہ ہی اور بہت دھوئیں والا یعنی مہمان دوست اسمین
کئی واسطے ہین کیونکہ بہت راکھ ملزوم بہت لکڑی جلنے کی ہی اور بہت لکڑی جلنا لازم بہت روٹی پکنے کی اور وہ لازم
کثرت مہمان کی اور وہ لازم مہمان دوست ہونے کی ہی پس اول دلالت بہ نسبت دوم واضح تر ہی آپ واضح ہو کہ جب کوئی
لفظ معنی موضوع لہ کے واسطے استعمال کیا جائے اوسکو حقیقت کہتے ہین اور اگر معنی غیر حقیقی کے واسطے استعمال
کرین اوسکو مجاز پس اس صورت مین معنی حقیقی اور مجازی مین کچھ علاقہ ضرور ہوگا اور مجاز مین جبکہ معنی موضوع لہ
متروک ہون اگر وہ علاقہ تشبیہ کا ہی اوسکو استعارہ اور اگر اور کچھ علاقہ مثل لزوم وسببیت وغیرہ کا ہی اوسکو مجاز مرسل
کہتے ہین اور اگر معنی موضوع لہ کا بھی ارادہ ہی اوسکو کنایہ کہتے ہین جیسے استعمال لفظ نرگس کا بجاے چشم استعارہ ہی
اور استعمال لفظ قارورہ کا بول مریض پر مجاز مرسل ہی چونکہ بول مریض کا اکثر قارورے یعنی شیشی مین رکھتے ہین پس یہان
علاقہ معنی حقیقی و مجازی مین ظرفیت کا ہی اور لنبے انکر کہے دالا یعنی دراز قد کنایہ ہی مثال استعارہ مین مراد صرف
چشم سے ہی نہ نرگس علی ہذا القیاس مجاز مرسل مین صرف بول سے نہ شیشی سے اگر کنایہ مین لنبے انکر کہنے والا اور دھوئیں سے مراد ہی پر
چونکہ استعارہ منحصر ہی ادراک ماہیت تشبیہ پر لہذا مدار علم بیان کا چار چیز پر ہی تشبیہ استعارہ مجاز مرسل کنایہ اب ایک ایک کا بیان ایک فصل مین ہوتا ہی

فصل اول تشبیہ کے بیان مین

تشبیہ عبارت مشارکت دو چیز سے ہی ایک معنی پر
اون دونون کو مشبہ اور مشبہ بہ کہتے ہین اور معنی مشترک کو وجہ شبہ کہتے ہین اور کہ مشبہ اور مشبہ بہ اگر
حقیقت مین مشترک ہون گے تو صفت مین مختلف اور یا بالعکس کیونکہ اگر حقیقت اور صفت کا
کسی مین اختلاف نہوگا تو تشبیہ باطل ہو جائے گی اور صفت وجہ شبہ مشبہ مین کم اور مشبہ بہ مین زیادہ ہونا چاہیے
ورنہ تشبیہ سے کچھ فائدہ نہوگا اور تشبیہ سے جو مطلب متکلم کا ہوتا ہی اوسکو غرض تشبیہ کہتے ہین اور جو لفظ دلالت
تشبیہ پر کرتا ہی اوسکو ادات تشبیہ کہتے ہین پس واضح ہو کہ ارکان تشبیہ کے پانچ چیز ہین ہین مشبہ ۲ مشبہ بہ ۳ وجہ شبہ
۴ غرض تشبیہ ۵ ادات تشبیہ جیسے پھول سا چہرہ یہان چہرہ مشبہ پھول مشبہ بہ رنگینی وجہ شبہ اظہار خوبی مشہود
غرض تشبیہ اور لفظ سا ادات تشبیہ ہی اب اقسام تشبیہ باعتبار ان اصول پنجگانہ کے بیان کیے جاتے ہین

بیان مشبہ و مشبہ بہ

مشبہ و مشبہ بہ کبھی دونون حسی ہوتے ہین یعنی جو کسی حس سے منجملہ حواس پنجگانہ
مدرک ہون حکیم تصدق حسین خان لکھنوی **شعر** سرو و ساقد تو گل سے رخسارے ۔ شانے بازو بھرے بھرے سارے
کبھی دونون عقلی مستزاد **ظفر شعر** ہی حیات ابدی گر ہو شہادت حاصل ۔ ترے ہاتھون قاتل تیرے آب دم شمشیر کو تیرا
بسمل سمجھے ہر آب بقا ۔ تشبیہ شہادت کی حیات ابدی سے ہی یہ دونون مدرک بعقل ہوتے ہین اور کبھی ایک
حسی اور ایک عقلی بھی ہوتے ہین **بیان وجہ شبہ** وجہ شبہ بھی کبھی حسی کبھی عقلی ہوتی ہی قتال اور وجہ شبہ

کبھی متعدد ہوتی ہی جیسے تشبیہ شجاع کی شیر کے ساتھ کبھی متعدد جیسے تشبیہ قد کی سرو کے ساتھ کہ یہان راستی اور بلندی
اور وجہ شبہ مین کبھی ایک ہیات مجموعی دوسری ہیات مجموعی سے تشبیہ دی جاتی ہی اوسکو تشبیہ مرکب یا ممثل کہتے ہین
ذوق شعر ارادہ گر کرے ناقص علو جاہ کامل کا + تو یہ جانو کہ نابینا کنار بام چلتا ہی + وله گاہ می خم مین ہی کہ شیشے
مین کیا کیا پیے سیر + روح کرتی ہی کسی مست کی قالب تبدیل + سودا شعر زلفین بکھری ہوئی مین چہرہ پہ + تھین دل
جسطرح ایک کھلونے پہ ہٹین دو بالک + کبھی دو شی متضادہ کو بطور طنز اور ظرافت کے تشبیہ دیتے ہین
اوسمین معنی متضادہ وجہ شبہ ہوتی ہی جیسے بخیل کی تشبیہ حاتم کے ساتھ — جس تشبیہ مین وجہ شبہ مذکور ہوتی ہی
اوسکو مفصل کہتے ہین جیسے نسیم شعر گول اوسکے ستون تھے ساعد حور + چلمن مژگان چشم مخمور + ورنہ مجمل
بیان غرض تشبیہ غرض تشبیہ کی بہت قسمین ہین کبھی تزیین مشبہ نظر سامع مین اور کبھی مذمت اور تقبیح مشبہ
نظر سامع مین اور کبھی بیان حال مشبہ غرض تشبیہ ہوتی ہی جرات شعر بشکل مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن + جو تم پھر
تو پیارے پھر ہین ہمارے دن + یہان غرض اظہار حال سرگشتگی ہی + امانت شعر ہنس پڑا وہ گل رعنا تو تماشا دیکھا
گہر و نیلم و یاقوت کو یکجا دیکھا + غرض تزیین مشبہ سے ہی + نسیم شعر زنبور سیاہ خال اوسکے برگد کی جٹائین
بال اوسکے + غرض مذمت مشبہ سے ہی ادوات تشبیہ جس تشبیہ مین ادات تشبیہ ہوتے ہین اوسکو مرسل
اور جسمین نہین ہوتے اوسکو موکد کہتے ہین اور الفاظ تشبیہ مستعملہ اردو مانند جیسا جون چون نظیر مقابل مشابہ برابر
عدیل برنگ بسان وغیرہ ہین مثال مرسل + ذوق شعر انس ہی کیا دل کو تیرے پیارے سے + ہی مشابہ خم مے سو فارسے
وله یون نکلے ہی چشم یارسے + مست جیسے خانہ خمارسے + وله نظر آتا ہی برنگ لب ساغر جو ہلال + ٹپکا پڑتا ہی
لب مست سے شوق تقبیل + مثال موکد + ناسخ شعر ہوا سے بال اوڑ کر آتے ہین جو اوسکے چہرے پر + غزالان چشم شوخی کرتے ہین
چین گیسو مین + تشبیہ مطلق اوسکو کہتے ہین کہ ایک چیز کو تشبیہ دین دوسری چیز سے اور تشبیہ مین چار چیز ین ہوتی ہین
مشبہ اور مشبہ بہ اور حروف تشبیہ اور وجہ شبہ چنانچہ بیان انکا ہو چکا مثال شعر رخ تراشل الٰہی رنگین + ذرہ روز
مراجعت زعیار + تشبیہ تفضیل یہ ہی کہ ایک شی کو کسی شی سے تشبیہ دین اور پھر مشبہ کو مشبہ بہ پر ترجیح دین بعد رجوع کے
چنانچہ یہ شعر شعر تو ہی گل اور نہین کہ ہی دائم + تجھے خرمن رنج گل گلزار + تشبیہ مشروط یعنی تشبیہ سرو اور دولت
کی ساتھ محبوب کے بشرط رفتار و قیام قرار دی ہی شعر سرو ہی تو اگر ہو سرو روان + تو ہی دولت اگر ہو اوسکو قرار +
تشبیہ اضمار اس طرح سے تشبیہ دینا کہ تشبیہ معلوم نہو شعر تیرہ کسواسطے ہی میرا بخت + گرہی وہ زلف تیرہ جون شب تار +
تشبیہ تسویہ تشبیہ مین دونون کا مساوی کر دینا شعر قد مرا اور تیرے ابرو کج + دیکھ خمیدہ ہی کمان کردار +
تشبیہ کنایت تشبیہ مین مشبہ کو ذکر نکرنا شعر مین ہون کیون تلخکام گرچہ سدا + لعل شیرین ہی تیرا شکر بار +
تشبیہ عکس یعنی مشبہ کو مشبہ بہ اور پھر مشبہ بہ کو مشبہ قرار دینا شعر مین ہون لالہ تری کمر کیطرح + ہی کمر تیری جیسا مین ہون نمدار

بیان میں استعارے کے فصل دوم

فصل دوم استعارے کے بیان میں اوپر ذکر ہوچکا کہ مجاز میں جب معنی حقیقی و مجازی کے درمیان علاقہ تشبیہ کا ہوتا ہی اوسکو استعارہ کہتے ہین اور غرض استعارے سے یہ ہی کہ مشبہ کو عین مشبہ بہ قرار دین پس حالت استعارہ میں مشبہ کو مستعار لہ و مشبہ بہ کو مستعار منہ و وجہ شبہ کو وجہ جامع کہتے ہین جیسے شیر یعنی مرد شجاع پس شجاع مستعار لہ شیر مستعار منہ شجاعت وجہ جامع ہی اور بطور تشبیہ مستعار لہ و مستعار منہ کبھی دونون حسی یا عقلی کبھی ایک حسی ایک عقلی قائل پس اگر صرف مشبہ کو ذکر کرین اوسکو استعارہ بالتصریح کہتے ہین جیسے + امانت **شعر** ربط رہنے لگا اوس شمع کو پروانون سے + آشنائی کا کیا حوصلہ پیگانون سے + شمع سے مراد معشوق اور پروانہ سے عاشق اور اگر صرف مشبہ کو ذکر کرین اوسکو استعارہ بالکنایہ کہتے ہین لیکن اس صورت مین قرینہ ضرور ہوگا یعنی مناسبات و لوازمات مشبہ بہ محذوف کے اور اوس قرینے کو استعارۂ تخییلیہ کہتے ہین + ناسخ **شعر** نہین ممکن کلک فکر لکھے شعر سب اچھے + برستا ہی بہت نیسان گہر ہوتے ہین کم پیدا فکر کو منشی قرار دیا اور کلک جو واسطے منشی کے ضرور ہی اوسکے واسطے ثابت کیا پس استعارہ فکر کا منشی کے ساتھ استعارہ بالکنایہ ہی اور اثبات کلک کا اوسکے واسطے استعارۂ تخییلیہ **ولہ** باس جمع نہ چاہیے ای پنجۂ جنون + بار گراں ہی جامۂ احرام دوش پر + جنون کو آدمی سے استعارہ کیا اور استعارہ دو قسم ہی اگر مستعار اسم جنس ہو وہ اصلیہ ہی جیسا مثلہ سے ظاہر ہی اور اگر مستعار فعل یا حرف ہی اوسکو استعارۂ تبعیہ کہتے ہین **ع** بھاگ ان شعبدہ بازون سے مثال سحاب اجتناب کو بھاگنے سے استعارہ کیا اور بھاگ صیغہ امر کا ہی علاوہ اسکے استعارہ تین قسم ہی مطلقہ مجردہ مرشحہ مطلقہ وہ جسمین مناسبات مستعار لہ اور مستعار منہ کے ذکر نہون نسیم **شعر** حاجت کے گمان سے جب ہوئی دیر + گھبرا کے پلنگ سے اوٹھا شیر + شیر سے مراد مرد شجاع ہی + انشا **شعر** جبین ہرگز نہین مخمل کے اوسے تکیے پر + اوس پری کے لیے ہو حور کے پر کا تکیہ + پری سے معشوق مراد ہی استعارۂ مجردہ وہ کہ صرف مناسبات مستعار لہ کے مذکور ہون + نسیم **شعر** ثابت کچھ اثر ستارے کا ہی + اس چاند کو کیا گہن لگا ہی + لفظ گہن اور ستارہ مناسب چاند کے ہی جو مستعار منہ چہرۂ یار کا ہی **ولہ** سر کی تھی جو محرم اوس قمر کی + برجون پر سے چاندنی تھی سرکی + برج سے مراد پستان اور لفظ محرم اوسکے لوازمات سے ہی + ناسخ **شعر** نہ جو یوسف خوان اغنیا + سنتا ہون یہ نحن لبنان جوین سے ہین + گمس مراد پھرنے والے سے ہی کبھی مناسبات دونون کے بھی مذکور ہوتے ہین اور کبھی استعارہ بطور تمثیل بھی ہوتا ہی یعنی مستعار منہ و مستعار لہ اور وجہ جامع ہر ایک مرکب چند چیز سے ہو اوسکو مجاز مرکب بھی کہتے ہین + نسیم **شعر** انسان و پری کا سامنا کیا + مٹھی مین ہوا کا تھامنا کیا + مٹھی مین ہوا کا تھامنا استعارہ ہی کار بیہودہ کرنے سے

بیان میں مجاز مرسل کے فصل سوم

فصل سوم مجاز مرسل کئی قسم ہی کبھی سبب کو بجاے مسبب کے لاتے ہین + قلق **شعر** رطب و یابس سے زمانے کے نہ آگاہ تھے ہم + حق بجانب ہی کہ نادان ہی وا اللہ تھے ہم + مراد رطب و یابس سے تغیر زمانہ ہی اور تغیر سبب سردی و گرمی کا ہی کبھی مسبب کو بجاے سبب کے لاتے ہین **ولہ** یاس ملاقات سے اب سیر ہوئے بھر گیا دل

کیسی چاہت تھی یہ کیسی تھی طبیعت مائل + مراد سیر سے بیزار ہونا ہی اور سیری سبب بیزاری کا غذا سے ہی کبھی مظروف
بجاے مظروف کے لاتے ہین جیسے لفظ قارورہ کہ معنی شیشے کے ہی معنی بول کے استعمال کرتے ہین کبھی مظروف کو
بجاے ظرف جیسے گلاب کو طاق مین رکھدو یعنی شیشۂ گلاب کو کبھی لفظ کو باعتبار حالت زمان ماضی کے استعمال کرتے ہین
جیسے طبیب زادے کو طبیب کہنا یا مشت خاک مراد انسان سے پھر اشعر اکسیر ہی تو کیا ہی ہی مشت خاک سہ وا + خاطر
پر جب کسی کے اوس سے ملال آیا + کبھی باعتبار حالت زمان مستقبل کے ذکر کرتے ہین جیسے طالب علم کو مولوی کہنا
کبھی کل بجاے جزا اور کبھی جز بجاے کل اور کبھی عام بجاے خاص اور خاص بجاے عام استعمال کیا جاتا ہی نسیم
شعر جب صبح ہوئی تو مُنہ مین ڈالا + کالے نے من اُڑد ہے نے کالا + کالا عام ہی اور سانپ جو مقصود ہی خاص کبھی
کسی شئی کو بالفاظ آلہ استعمال کرتے ہین ذوق شعر زبان کھولین گے مجھ پر بزبان کیا بشعاری سے + کہ مین نے
خاک بھر دی مُنہ مین اونکے خاکساری سے + بزبان یعنی بکلام ہی + نوازش شعر ساتھہ وہ میرے جنازے کے تحد تک
آئے + اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے + لفظ قدم سے مراد آنے سے ہی + نسیم شعر تحریر کیا کہ نے مروت
آیینہ ہی تجھہ پہ میری صورت + یعنی ظاہر ہی اور آیینہ آلہ ظہور صورت کا ہی مولفہ شعر سلے مین اپنے گھر مین وہ آرام
کرتے ہین کوچے مین اوسکے ہم مین کھڑے آفتاب ہین + یعنی دھوپ مین کبھی باسم مادہ کے استعمال کرتے ہین جیسے تلوار کو آہن کہنا

فصل چہارم کنایہ کے بیان مین تعریف کنایہ کی اوپر لکھی گئی اسکے + مثل شعر بیاد دوستان بہرون
مجھے ہچکی لگ آتی ہی + کبھی مذکور جب ہوتا ہی کچھہ گذرے فسانون کا + ہچکی لگنا کنایہ کثرت گریہ سے ہی +
نوازش شعر مرض پھیل پڑا ہی تپ جدائی سے + کہ پیٹھہ لگ گئی یارون کی چارپائی سے + پیٹھہ چارپائی سے
لگ جانا مراد تعوط طاقت نشست و برخاست سے ہی ولہ لگے زمین پہ اب سب اوتارنے ہمکو + یہ دن دکھاے
تو نے انتظار نے ہمکو + زمین پر اوتارنا مراد قریب الموت ہونے سے ہی + ناسخ شعر یا التجا ہی پیر مغان کی جناب مین +
رکھون مین مباق ساقی گلفام دوش پر + ساق دوش پر رکھنا کنایہ مباشرت سے ہی ذوق شعر عزیز اصلا
نہین سرمایہ ہمت کو کہ دریا نے + گرہ دے کر نہ باندھا گوہر شہوار دامن سے + گرہ دے کر دامن سے باندھنا
مراد عزیز رکھنے سے ہی **فائدہ** کنایہ مین اگر وسائط لزوم نہون اور خفا بھی نہو اوسکو ایما و اشارت کہتے ہین جیسے
امثلہ بالا سے ظاہر ہی اور اگر وسائط نہون لیکن خفا ہو اوسکو رمز کہتے ہین جیسے عریض التفا کنایہ اس سے کہ
یہ امر علم قیافے سے متعلق ہی اور اگر کثیر الوسائط ہو اوسکو تلویح کہتے ہین جیسے لنبے انکھے والا یعنی شخص دراز قامت
اوپر گذر چکا اور کنایہ سے اگر موصوف غیر مذکور مقصود ہو اوسکو تعریض کہتے ہین جیسے خطاب مین معشوق
سے وفا کے مصرع ہی دوست وہ جو دوست کی خاطر جلاے دل + مراد شاعر کی یہ ہی کہ تو از قسم دوستان نہین ہی

باب دوم علم بدیع مین

علم بدیع علم محسنات کلام کا ہی جو الفاظ و معنی مین ہوتے ہین لیکن وہ محسنات بر سبیل استحسان ہوتے ہین نہ سبیل وجوب

فصل اول صنائع معنوی مین

تضاد جسکو طباق اور مطابقہ بھی کہتے ہین یعنی دو لفظ ضد ایک دوسرے کی لانا خواہ وہ دو لفظ اسم ہون یا فعل یا حرف ۔ ذوق **شعر** لڑتے ہین گہ نصیب سے گاہی فلک سے ہم ۔ فرقت کی رات کم نہین روز مصاف سے ۔ رات اور روز مین تضاد ہی **و کہ** فلک تو ٹیڑھا ہی بس صبح سے تا شام چلتا ہی ۔ مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہی ۔ ناسخ **شعر** صبح سے کرتے ہین معمار مرے گھر کو سفید ۔ شام سے کرتی ہی فرقت کی شب تار سیاہ ۔ جرأت **شعر** خوبرویون کی خموشی مین بھی سو گھاتین ہین ۔ یہ جو ہی کم سخنی آہین بہت باتین ہین ۔

فصل صنائع معنوی تضاد مین

و لہ شعر نہ آیا اور کچھ اس چرخ کو آیا تو یہ آیا ۔ گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا ۔ اور داخل طباق ہی

تدمیج

صنعت **تدمیج** یعنی ذکر اقسام رنگون کا کرنا بطریق کنایہ ۔ امانت **شعر** گندمی رنگ کو بنکر نہ کھرا کرتے تھے دھانی جوڑے سے کبھی دل نہ ہرا کرتے تھے ۔

مقابلہ

مقابلہ یہ ہی کہ ایک کلام کے مقابل دوسرا کلام اس طرح سے ہو کہ الفاظ دونون کے باہم تضاد رکھتے ہون ۔ ذوق **شعر** خیر خواہون کے ترے چہرے پہ ہو رنگ نشاط ۔ اور بدخواہون کے رخسار پہ اشک حسرت ۔ اس صنعت کو سکاکی مصنف مفتاح نے علیحدہ لکھا ہی اور مصنف تلخیص اور مطول نے داخل تضاد کیا ہی

مراعاۃ النظیر

مراعاۃ النظیر جسکو تناسب اور توفیق بھی کہتے ہین مراد اس سے الفاظ سے ہی جنمین اور کوئی نسبت سوائے تضاد کے ہو ۔ ذوق **شعر** تیرا ہاتھی ہی فلک کا ہکشان ہی خرطوم ۔ کان دونون ہمہ و خورد دم ہی ذنب سر ہی رہا

ایہام

ایہام صنعت دو قسم ہی ایہام تضاد اور ایہام تناسب جسکو توریہ بھی کہتے ہین یعنی ایسا لفظ لانا کہ دو معنی رکھتا ہو اور معنی دوم کہ غیر مقصود ہی کسی لفظ سے اگر نسبت تضاد کی رکھتا ہو وہ ایہام تضاد ہی اگر اور کوئی نسبت ہی تو ایہام تناسب مثال ایہام تضاد کی ۔ امانت **شعر** دل جو بھر آیا تو اک شور مچایا مین نے ۔ سارے تالاب کے سوتون کو جگایا مین نے ۔ لفظ سوتون کا یہان بمعنی منبع کے ہی لیکن معنی دوم خفتہ کہ غیر مقصود ہی لفظ جگانے سے ایہام رکھتا ہی **و لہ شعر** ہجر مین رولاتا ہی ہمین ابر سیاہ ۔ غم واندوہ برساتی ہی گھٹا ساون کی ۔ لفظ گھٹا مناسب بڑھانے کے ہی اور معنی مقصود ابر کے ہین مثال ایہام تناسب ذوق **شعر** نہ چھوڑی گی جیتا مجھے چشم قاتل ۔ یقین ہی یقین بلکہ عین الیقین ہی ۔ لفظ عین کے معنی مقصود محض کے ہین اور معنی دوم مناسب چشم کے ہین

ایہام

لغوی معنی ہم معنی ڈالنا

مشاکلہ

مشاکلہ وہ ہی کہ ایک چیز کو الفاظ مناسب چیز دیگر سے ذکر کرین بسبب قرب دونون کے چنانچہ شیر **شعر** گردش ہی مین رہے ہی جو دن رات آسمان ۔ شاید یہ چال بخت سے سیر اور آئی ہی

مزاوجۃ

مزاوجۃ یہ کہ دو معنی ذکر کرین اور جو امر ایک پر لکھا جائے دوسرے پر بھی ثابت کیا جائے ۔ ہست بابونی **شعر** ہم جو چپ بیٹھین تو کہلائین بڑی ۔ آپ چپ بیٹھین تغافل ٹھہرے ۔

ارصاد

ارصاد یا تہیم یہ کہ قبل عجز بیت کے ایسا لفظ لاوین کہ سامع کو معلوم ہو جاوے کہ فلان لفظ عجز مین آوے گا بشرطیکہ روی قافیہ سامع کو معلوم ہو ۔ **شعر** کمال تجھ مین زوال اتنا ہی اور سیر لاکھ حاسد ہون ۔ بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی نے کمالی کا

مصحف

مصحف اسکو کہتے ہین

کہ بغیر تقاطع سے وہ لفظ دوسرا ہو جائے جیسے اس شعر مین لفظ کبر شعر کبر تجکو پسند ہی ہر دم + ترک کر خویہ خوش نہین زنہار +

ترلزل

ترلزل اس صنعت کی یہ ماہیت ہی کہ تبدیل حرکت سے وہ لفظ دوسری صورت پر ہو جائے جیسے لفظ آخر کا مصراع اول

عکس

مین شعر میری جانب کو گر گذر خسته + مین بھی تیرا ہون طالب دیدار عکس وہ ہی کہ اول و دوم ذکر کرین پھر جزو آخر کو مقدم اور جزو اول کو مؤخر کر دین + ذوق شعر نیست نیکتری آئینہ حسن عمل خیر ترا جلوہ حسن نیست + ولا ہم و غیر یکجا دونون ہم نہون گے + ہم ہونگے وہ نہون گے وہ ہونگے ہم نہونگے + کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ایک مصرع کے قلب سے مصرع دوم حاصل ہو اوسکو عکس و طرد کہتے ہین بیت یہ خوبی و زیبائی یوسف نے کہان پائی + یوسف نے کہان پائی یہ خوبی و زیبائی +

رجوع

رجوع وہ ہی کہ ایک کلام لکھکر اوسکو ناقص سمجھکر اوس سے بہتر لکھے فرد شعر مراد و خرمن نسرین پری سے ہمسر ہی + نہین نہین یہ خطا ہی پری سے بہتر ہی +

استخدام

استخدام یہ ہی کہ ایک لفظ دو معنیین ذکر کرین اور ارادہ ایک معنی کا ہو اور دوسری جگہ معنی دوم اوسکے ارادہ کرین لا ادری شعر مرکب حاصل کیا فرقت ہی مین تم و صال جان دی ہمنے مٹایا خلش ہجران کو + مصرع اول مین وصال سے معنی مرگ کے مراد ہین بر اعتبار لفظ ہجران کے کہ مصراع دوم

لف و نشر

مین ہی و وصل بمعنی ملاقات سمجھا جاتا ہی لف و نشر وہ ہی کہ اول چند چیز ذکر کرین پھر چند چیز ایسی ذکر کرین کہ ہر ایک جزو اسکا تعلق اجزاے جملہ اول سے رکھتا ہو پس اگر بتفصیل مطابق ترتیب اجمال کے ہی اوسکو لف و نشر مرتب کہتے ہین ورنہ غیر مرتب مثال مرتب + امانت شعر زلف و عارض پہ فدا شام و سحر رہنے لگا + برق بن بن کے بت شک قمر رہنے لگا

تفسیر

انشا شعر مثل خلیل و عیسی و نوح و ابو البشر کہین مجھکو بھی شہر جہان آتش و باد و آب و خاک + لا اعلم شعر سرو و گل شوق مین تیرے قد و عارض کے سدا + نالہ کرتے ہین ہم قمری و بلبل کی طرح + امین و بارلف ہی مثال غیر مرتب بیت یاد مین اوس طرہ و رخسار کی + ہاتھ سر پر مارتا ہون صبح و شام + کبھی نشر و ہم و برہم بھی ذکر کرتے ہین اوسکو مختلط الترتیب کہتے ہین جیسے ہوشیار شعر عقل و روی و سعادت اوسکے سے + ہی مہ و مہر و مشتری ہیکار تفسیر جسکو تبیین بھی کہتے ہین یعنی چند چیز اول مجمل ذکر کی جائین پھر اونکو مفصل کر دیا جائے لا ادری شعر ٹوٹا پھٹا مسک گیا اور پھر کھلا بندھا + مالا دوپٹہ محرم و جوڑا شب وصال انشا شعر ایک بجلا سا اک اور اسے ایک ڈولا سے اک گرا سے + لیوین لپٹ لپٹ کے جان آتش و باد و آب و خاک + یہ مثال تفسیر خفی کی ہی اگر الفاظ مبہم کو مکرر لاوین اوسکو تفسیر جلی کہتے ہین جیسے ہوشیار شعر دشمنون سے رکھے ہی داد و ستد + دے ہی غم لے ہی دلکی جان نثار + اور یہ صنعت بھی

جمع

مرتب اور غیر مرتب ہوتی ہی اور فرق لف و نشر اور تفسیر مین یہ ہی کہ اگر الفاظ کے درمیان تناسب لطف و مراعاۃ النظیر کے ہو اوسکو لف و نشر کہتے ہین ورنہ تفسیر اور واضح ہو کہ سکاکی کے نزدیک تفسیر کا وجود نہین لف و نشر ہی جمع مراد جمع کرنے چند چیز سے ہی ایک حکم مین فرد شعر خط برمارا لیٹن مین کاکل ہے گیسو بریدہ + عشق کی سرکار مین جتنے بڑھے ہندو بڑھے نسیم شعر چکنی ڈلی عطر الائچی پان نقل و مے و جام و خوان الوان + رغبت سے اونہین کھلا پلا کے + بولا شہزادہ مسکرا کے

تفریق

تقسیم مسلسل

تجرید

تقسیم

جمع مع التفریق

جمع مع تقسیم

جمع مع تفریق و تقسیم

مبالغہ مقبول

مذہب کلامی

مذہب فقہی

حسن التعلیل

تاکید المدح بما یشبہ الذم

ولہ شعر معمول سے بنرم مین ہوے جمع مینا و کباب و مجمر و شمع + **تفریق** وہ کہ دو چیز و نمین فرق بیان کیا جاے
ناسخ **شعر** شمشاد کو ترے قد موزون سے کیا شبیہ + سیسنہ کہان یہ چہرہ کہان یہ کمر کہان + **تقسیم مسلسل** طرز اس صنعت کا
یہ ہے کہ شاعر ایک مصرع یا ایک بیت مین چند چیز کو درج کرے اور دوسرے مصرع مین چند لفظ لاوے کہ ہر ایک کی
تطبیق مناسب اونکے ہو جاے چنانچہ **شعر** تیری محفل مین ہر ہر وکیوان + اک دعا کو دوم ہی خدمتگار + **تجرید**
یہ صنعت اسطرح پر ہے کہ ایک موصوف مشہور کی صفت بیان کیجاے مگر اپنے ممدوح کو ایک اسلوب سے اوسکے مساوی
کردے چنانچہ **شعر** کرم تو حاتم سے کب نخا مین ہے گو وہ دیتا تھا مال و زر بسیار + **تقسیم ادری شعر** وہی دیوے گا
مجھے صبر سکون جسنے دیا + رخ زیبا نجھے اور دیدۂ گریان مجھکو + **قطعہ** قسمت کیا ہر چیز کو قسام ازل نے + جو شخص
کہ جس چیز کے قابل نظر آیا + بلبل کو دیا نالہ اور پروانے کو جلنا + غم ہمکو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا + **جمع مع التفریق**
شعر دونون صاحب فیض ہین آپسمین نسان اور تو + پردہ دیتا ہی صدف کو قطرہ تو مجکو گہر + **جمع مع تقسیم**
شعر تیغ و اسپر کا ہی تو مالک عنایت سے تری + تیغ رستم لے گیا اسپر سکندر لے گیا + **جمع مع تفریق و تقسیم**
قطعہ سب سخی ہین ابر و دریا اور وہ عالیجناب + پاوین فیض اسنے نباتات اور غواص و گدا + پر کرے ہی نالہ دریا
ابر رووے وقت فیض + بالب خندان وہ والا فر رہے ہی دائما + **مبالغہ مقبول** یعنی مدح یا ذم مین حد سے گذر جانا
اور وہ تین قسم ہی اگر ادعای مذکور بحسب عقل اور عادت ممکن ہی اوسکو تبلیغ اور اگر بحسب عقل ممکن لیکن خلاف عادت
ہی اوسکو اغراق اور اگر بحسب عقل و عادت دونون کے ممتنع ہی اوسکو غلو کہتے ہین مثال تبلیغ انشا **شعر** ذکے نالو سنے
جگر دکھنے لگا + یان تلک روے کہ سر دکھنے لگا + اکثر کثرت گریہ سے سر درد پیدا ہوتا ہی اور قرین قیاس بھی ہی
مثال اغراق سحر لکھنوی در تعریف اسپ **شعر** صبحکو ہو کوئی انگریزا گر اوس پہ سوار + حاضری کھاے سپاٹو مین تو لبند نمیز
نفن اگرچہ عقل دلالت کرتی ہی کہ کمال تیزروی سے ممکن ہی لیکن خلاف عادت ہی مثال غلو در تعریف اسپ
ولہ شعر گردنی اوڑھ کے سو جاے اگر کوئی سئیس + رات بھر خواب مین ٹاپا کرے اوتر دکھن + **مذہب کلامی**
یعنی کلام مین دلیل مثل اہل علم کلام کے لکھی جاے **لا اعلم شعر** کس طرح ہنسے اس دہن تنگ سے وہ شوخ + تقسیم یہ
جز کے ہین دلائل سبھی باطل + **مذہب فقہی** اگر دلیل بطور علما کے ہو **لا ادری شعر** آنکھین خدا نے دیکھنے کو
دین ہین میری جان + دیکھا کسی نے تیری طرف کو تو کیا ہوا + **حسن التعلیل** یعنی کسی امر کی علت بطرز پسندیدہ
ثابت کرنا کہ درحقیقت وہ نہو ناسخ **شعر** سوا ے چشم یار کی ہی یہ بھی اک دلیل + خشکی کمال ہی جو ہرن کے کباب مین
سر پر **شعر** بنی رہتی ہی اکثر چادر مہتاب بت پر + کہ نامعلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون + انشا **شعر** یکدم تو دیکھنے کو
نکالی تھی اپنی تیغ + اندام خور یہ لرزہ ہی تا حال ملتزم + **تاکید المدح بما یشبہ الذم** یعنی اسطرح صفت کرنا کہ سامع کو
بادی النظر مین اشتباہ ہو کہ قائل ارادہ ذم کا رکھتا ہی لیکن بعد غور اور فہم معنی معلوم کرے کہ عین مدح ہی **شعر**

تو سراپا حسن ہی لیکن نہیں ہی آدمی مگر کوئی مجسما حور ہی تو یا پری ہی کیا ہی تو ۔ لفظ لیکن کے واسطے استثنا کے آتا ہی سامع کو اشتباہ دیتا ہی کہ قائل کوئی مضمون مخالف جملۂ اول کے لکھے گا مگر غور مضمون شعر سے معلوم ہوا کہ عین مدح ہی

تاکید الذم بمایشبہ المدح **شعر** برہمن نہیں کوئی زمانے مین مگر کیا ہی ۔ کہ گر صحبت مین کوئی بیٹھے تو وہ تجما ہی بن جائے ۔ نوازش **شعر** کسے تیغ جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی ۔ جو ہووے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو

استباع جسکو مدح موجہ بھی کہتے ہین وہ ہی کہ مدح کسی کی اسطرح کرین کہ ایک مدح سے مدح دوم حاصل ہو **المولفہ** **شعر** لب تیرا شیرین ہی مانند سخن ۔ اور کمر معدوم ہی مثل دہن ۔ **ادماج** وہ ہی کہ ایسا کلام ہو کہ اوس سے دو معنی حاصل ہون

جرأت **شعر** بشکل مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن ۔ جو تم پھر جاؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن ۔ لفظ پھرنا دو معنی رکھتا ہی ۔ امانت **شعر** سنی کسی نے نہین غم کی داستان میری ۔ وہ کم سخن ہون گہ گویا نہین زبان میری ۔ لفظ گویا خواہ بمعنی گوینده اور خواہ مخفف گویا کہ کلمۂ تشبیہ ہی سرور **شعر** گر اوسکے ہجر مین یون ہی اندوہگین رہے ۔ تو ہووے گا وصال لایعقل رہے ۔ وصال بمعنی مرگ و بمعنی ملاقات دونون جائز ہین لاادری **شعر** اوسکے عارض کو دیکھ جیتے ہین ۔ عارضی اپنی زندگانی ہی ۔ منسوب بعارض یا چند روزہ **توجیہ** جسکو ذوالوجہین او محتمل الضدین بھی کہتے ہین وہ ہی کہ کلام دو صورت مختلف پر دلالت کرے جیسے ہجو اور مدح علی ہذا القیاس **المولفہ** **شعر** کیا ہی تاثیر ہی واسد تری صحبت کو ۔ یک بیک لحظہ مین بن جاتے ہی احمق دانا ۔ اور اسی کی قسم ہی کہ ایک مصرع متضمن ہزل ہو اور مصرع دوم رفع اشتباہ بمعنی ہزل کا کرے چنانچہ خسرو دہلوی کہتے ہین **شعر** گہر میفروشم بدست تو خوش ۔ سخن بلے شیرین بہ از سیم و زر ۔ تو خوش خفتہ بودی کہ من گریہ ام ۔ دعا و ثنا بو قت سحر ۔ میان دو ران تو خواہم نہاد ۔ یکی آب تازی دگر زین زر ۔ **النزل الذی یراد بہ الہجو** کہ کلام مین صرف الفاظ ظرافت کے ہون مگر مضمون خوب اور بہتر ہو

اشعار دنیا اک زال سیواہی ہنے مہر و وفا ۔ نے حیا ہی ۔ مردون کے لیے یہ زن ہی رہزن دنیا کی عدو ہی دین کی شمن

تجاہل للعارف یا تجاہل عارف جسکو سکاکی مصنف مفتاح نے سوق المعلوم مساق غیرہ لکھا ہی یعنی امر معلوم سے اظہار بیخبری کا کرنا واسطے کسی فائدے کے **شعر** ہی زلف یا دھوان ہی یہ شعلۂ جمال کا ۔ اعجاز حسن ناز سے اونچا نہو سکا ۔ یا ابر آفتاب کے پہلو مین آ گیا ۔ پیدا ہی یا کہ شام غریبان یہ برملا ۔ جرأت **شعر** نکر جانے کا قائل نے نرالا ڈھب نکالا ہی ۔ بہون سے پوچھتا ہی کسنے اسکو مار ڈالا ہی ۔

قول بالموجب کسی شخص کے کلام کو خلاف مراد قائل گمان کرنا ۔ **المولفہ** **شعر** تو جو کہتا ہی کہ تو دل سے نہین کرتا ہی پیار ۔ سچ ہی پیارے مین تو تجکو جان لے ہون چاہتا

اطراد ایضاً **شعر** ناصحا کہتا ہی جو تو عشق اوسکا چھوڑ دے ۔ کیا کوئی بہتر ہی اوس سے جسپہ عاشق ہو ون مین **اطراد** یہ کہ نام ممدوح کا مع نام آبا کے بترتیب کرین قدسی **شعر** بہار گلشن دین محمد عربی ۔ ضیای چشم علی نور دیدۂ زہرا ۔ بہار خرمی خاطر حسین و حسن ۔ سرور سینۂ زین العباد شمع ہدی ۔ فروغ شمع شبستان باقر و صادق غریب خاک

تعجب

خسرہان علی بن ہوسی + **تعجب** یعنی کلام مین تعجب ظاہر کرنا + ناسخ **شعر** بگڑجاتا ہی سیب بخیہ گر دس روز رکھتے ہین + تعجب ہی کہ برسون مین نہ وہ سیب فن بگڑا + امانت **شعر** پھول سے سینے یہ کب ہین سرپستان پیدا + ہوئے گلشن مین انار ون سے پستان پیدا + **اعتراض الکلام قبل الاتمام** یا حشو اندر جملے کے ایسا لفظ لانا کہ معنی بغیر اوسکے بھی درست ہوسکین وہ تین قسم ہی ملیح و متوسط و قبیح اگر اوس لفظ سے زینت کلام ہی تو ملیح اگر رکھنا اور نہ رکھنا یکسان ہی متوسط اگر مخل فصاحت ہی قبیح ہی مثال ملیح + امانت **شعر** یان سے اب جاؤن تو مین راہ لیا ؤن اوسکو + زیب و زینت کا سب انداز بتاؤن اوسکو + زیب و زینت حشو ہی + نظیر **شعر** جور اور ظلم سے اوسکے نہ کبھی گھبرایا + نہ کبھی شکوہ بیداد زبان پر لایا + مثال متوسط **شعر** تو ہی بحر بیکران مین تشنہ و تفسیدہ لب + اے ہمان جو دو ہمت پیاس کو میری بجھا + مثال قبیح **شعر** اگر تو نے ستم مجھپر کیا تو کیا ہوا پیارے + جفا معشوق و محبوب کا سہتے ہین سب عاشق + **شعر** روئے آنسو اسقدر ہم ہجر مین + اشک کے طوفان سے دریا ہوگیا + لفظ آنسو حشو ہی کبھی ایک جملہ معترضہ بھی دوسرے جملے کے اندر واقع ہوجاتا ہی جیسے + غالب **شعر** خامہ میرا کہ وہ ہی بار بد بزم سخن + شاہ کی مدح مین یون نغمہ سرا ہوتا ہی + **تلمیح** یا تلمیح وہ صنعت ہی کہ کلام مشتمل ہو کسی قصے معروف یا کسی مضمون مشہور پر + سرور **شعر** طوکو نور کے جلوے مین جلایا اسنے + کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اسنے + ناسخ **شعر** حاجت نہین نماز کی مستی مین زاہدا + کیا مرتبہ دیا ہی خدائے شراب کو + تلمیح ہی آیہ لا تقربوا الصلوٰۃ کی طرف

تلمیح

سیاقۃ الاعداد

سیاقۃ الاعداد اعداد کو کلام مین بترتیب یا بلا ترتیب ذکر کرنا + ذوق **شعر** اب نکو شش جہت مین ہفت دریا لوگ کہتے ہین + گرے تھے اشک کے قطرے مرے دو چار آنکھون سے + امانت **شعر** ایک ہفتے مین نہین نرگس ہمارے آنکھین + کوئی دو تین دن اوس سے جو کرے چار آنکھین + **تنسیق الصفات** ایک موصوف کو صفات متوالیہ سے ذکر کرنا + انشا **شعر** مستجمع الکارم و مستحسن الشیم + منبوع فضل وجود و سخا معدن کرم + حکیم تصدق حسین خان **شعر** سینے پر دونون چھاتیان انمول + اونچی چکنی کڑی کراری گول + صنعت تلمیح و سیاقۃ الاعداد و تنسیق الصفات کو صاحب حدائق البلاغۃ نے صنائع لفظی مین لکھا ہی

تنسیق الصفات

سوال و جواب

سوال و جواب جسکو مراجعہ بھی کہتے ہین خواہ ہر مصرع مین سوال و جواب خواہ ایک بیت مین سوال دوسرے مین جواب خواہ ایک بیت مین سوال دوسرے مین جواب ہو + نسیم **شعر** پوچھا کہ طلب کیا قناعت + پوچھا کہ سبب کہا کہ قسمت + **واسوخت** بولا وہ کہ خواب دیکھتا تھا + آتش پہ کباب دیکھتا تھا + بولی وہ کہ ہم تا مین تعبیر دلسوزی کرے گا کوئی دلگیر + بولا وہ کہ رات کو افق مین + خورشید تھا آتش شفق مین + بولی وہ بشر ہو تم دلادر + سرسبز ہو قوم آتشی پر + بولا وہ کہ دیکھی اک شبستان + شعلہ ہوا انجمن مین رقصان + بولی وہ کہ شعلہ مین پری ہون + جو ناچ نچاؤ ناچتی ہون +

حسن الطلب

حسن الطلب یعنی کوئی شی بطرز پسندیدہ طلب کرنا **قطعہ** دل مرا مجسے طلب کرتا ہی سو دینار سرخ + مین یہ کہتا ہون کہ مفلس ہون اتنا رکھان + سنکے کہتا ہی کہ تمکو شرم بھی آتی نہین + جو مجھ سے کیا فائدہ فرمایئے اے مہربان +

آپ ہین نباہ لیسے کہ جسکے ہاتھہ سے ۔ بحر کا کیسہ تہی ہی اور خالی جیب کان ۔ کسکو باور ہی کہ تم رکھتے نہین ہو اندنون ۔ اسقدر دولت کہ رکھتے تھے سلاطین کہان ۔ **حسن التکریر** ۔ **شعر** تو نے مجھے پیارے بُرا گر کہا کہا ۔ یا مصلحت سے غیر کے مُنہ پر کہا کہا ۔ **حسن المطلع** وہ ہی کہ شعر اول قصیدے کا الفاظ بدیع اور معانی بلیغ سے لکھا جاے اور مستحسن اور مطبوع ہو اور الفاظ فال نیک کے ہون **حسن المقطع** وہ ہی کہ شعار آخر قصیدے کے الفاظ فصیح اور معانی خوب سے لکھے جائین **حسن التخلص** وہ ہی کہ کسی مضمون مثل ذکر عشق وغیرہ سے مدح ممدوح کی طرف رجوع کرین اور اسی کو گریز کہتے ہین ان تینون صنعت کی مثال باب چہارم مین بمثال قصیدے سے واضح ہوگی اسی صنعت حسن التخلص کو قطع الکلام بھی کہتے ہین اور اگر کوئی کلمہ شعر یہ رجوع مطلب دیگر ذکر کرین اوسکو اقتضاب کہتے ہین چنانچہ دیباچہ کتاب مین لفظ اما بعد اور خطوط مین بعد شرح شوق ملاقات وغیرہ لکھتے ہین **تشبیہ و استعارہ** بیان انکا مفصل باب اول مین ہوچکا **التفات** یہ ہی کہ ایک شخص کو کسی طریق سے یا ذکر مین منجملہ طرق ثلثہ خطاب و غیبت اور تکلم کے خواہ خطاب سے غیبت کو خواہ غیبت سے تکلم کو خواہ تکلم سے خطاب کو علی ہذا القیاس ۔ **انشا** ۔ **شعر** اون اونگلیون مین قول کے چھلے نظر پڑے ۔ والہ تم بھی سخت چلے نظر پڑے ۔ غالب **شعر** کفر سوزا و سکا وہ جلوہ ہی کہ جس سے لوٹے ۔ رنگ عاشق کی طرح روئے بتخانہ ہین ۔ جان بنا ہا دل و جان فیض رسانا شاہا ۔ وصی ختم رسل تو ہی بفتواے یقین ۔ **تعلیق** منحصر کرنا کسی امر کا ثبوت یا بقی دوسرے امر پر حکم اول کو جزا اور دوم کو شرط کہتے ہین ۔ غالب **شعر** اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجائے ۔ کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو ۔ رسالہ عبد الواسع مین اسکی کئی قسمین لکھین ہین **تلمیع** جسکو دو لسانین بھی کہتے ہین یعنی ایک مصرع یا شعر ایک زبان مین ہو اور دوسرا مصرع یا شعر زبان دیگر مین ۔ **انشا** **شعر** ای عشق مجھے شاہد اصلی کو دکھا لا ۔ قم خذ بیدی و فتک اللہ تعالی ۔ امیر خسرو **شعر** زحال مسکین مکن تغافل دُرای نیناں بنای بتیاں ۔ چو تاب ہجراں ندارم ای جان نہ لیو کاہے لگائے چھتیاں ۔ **ارسال المثل** وہ کہ کوئی ضرب المثل کلام مین لائین سودا **شعر** گالی نہین نے بوسہ مرے دلکو گوارا ۔ جھوٹا کوئی کھاتا ہی تو میٹھے ہی کے لالچ ۔ اگر دو مثل ایک شعر مین واقع ہون تو ارسال المثلین کہتے ہین ۔ **جامع اللسانین** جسکو دو روئی بھی لکھا ہی ایسا کلام کہ اوسکو نے تغیر نقاط دو زبان مین پڑھہ سکین **مثال** فارسی و ہندی یا راجاے تو بہتر ۔ **متضمن اللسانین** و متضمن الالسنہ یعنی کلام بہ تغییر نقاط دو یا کئی زبان مین پڑھا جائے انشا فارسی ۔ بیا بیا حب من حالیا بیا کی باش ۔ اردو ۔ پیا پیا جب من جالیا پیا کے پاس ۔ عربی بیا نسا حب من حالنا یبا کی ناس ۔ اسکو دو رویتین بھی کہتے ہین ۔ **قلب اللسانین** وہ کلام کہ اگر اوسکو مقلوب پڑھین زبان دیگر مین اوس سے معنی حاصل ہون **شعر** مان یار ماہ روز در خانہ اندر آ ۔ یار اے داری مارا اے بیار ۔ مقلوب بزبان عربی آر کد نا ھنا خرد زور ھام را ینا ہ ۔ رای بی مارا می دا دیما دا اے

حسن التکریر
حسن المطلع
حسن المقطع
حسن التخلص

تشبیہ و استعارہ
التفات

تعلیق

تلمیع

ارسال المثل
جامع اللسانین

متضمن اللسانین

قلب اللسانین

کلام الجامع کلام مشعر پند و نصیحت و حکمت اور شکایت روزگار کی لکھنا ابداع کلام مین نیا مضمون لکھنا
یہ حقیقت مین کوئی صنعت نہین بلکہ اساتذہ کا کلام اکثر ہوتا ہی تضمین و اقتباس وہ ہی کہ کسی دوسرے شاعر کا مصرع
یا بیت معروف اپنے کلام مین لاوین بطور مناسب تضمین مصرع کو ابداع اور رفو بھی کہتے ہین اور تضمین بیت
یا زیادہ اشعار کو استعانت کہتے ہین + غالب قطعہ مشکل ہی زبس کلام میرا اے دل + سن سنکے اوسے سخنوران
کامل + آسان کہنے کی کرے ہین فرمایش + گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل + مصرعہ چہارم مشہور کسی شاعر کا ہی

فصل دوم صنایع لفظی مین جناس بین اللفظین یا تجنیس اور یہ کئی قسم ہی اول تام یعنی دو لفظ نوع اور
عدد اور ہیئت مین موافق ہون پس اگر دونون اسم یا فعل یا حرف ہین اوسکو تجنیس تام مماثل ورنہ مستوفی
کہتے ہین مثال مماثل شعر تم رات کو نہ آئے جو اپنے قرار پر + یہ ظلم تمنے کیا کیا اس بقرار پر + قرار اول بمعنی
وعدہ اور دوم بمعنی آرام مثال مستوفی + امانت شعر آبداری سے جو ملو نظر آیا وہ گلا + رشک کی برف سے
کیا جسم صراحی کا گلا + ولہ شعر ایڑی دیکھون مین عجائب ہین درخشان پونہچے + اوسکے پونہچے کو نہ روی مہ
تابان پونہچے + دوم تجنیس مرکب یعنی دو لفظ متجانس مین سے ایک مفرد ہو دوسرا مرکب پس اگر کتابت مین موافق
ہون اوسکو مرکب متشابہ کہتے ہین ورنہ مرکب مفروق مثال مرکب متشابہ + مجروح شعر جتنے مر مر گئے بتو تم پر + اونکے
مرقد ہین سنگ مرمر کے + آباد شعر اشک برسانے مین شرط آنکھون نے باہم بدلی + صاف رونے مین
بنے دیدۂ پرنم بدلی + مثال مرکب مفروق + امانت شعر روے گل ہی نہین تیرا وہ رخسارے ہین + ایک رخ
کیسا خجل اوس سے تو رخ سارے ہین + ولہ شعر پانون آخر کو مرا اور تری پیشانی ہی + جو مین کہتا ہون وہ اک
دن ترے پیش آنی ہی + اور اگر تجنیس ایک کلمہ اور دوسرے کلمے کے جزو سے مرکب ہو اوسکو تجنیس مرفو کہتے ہین +
امانت شعر سینہ وہ سینہ کہ دیکھے تو تڑپ جا بشر + ایسے سینے نہین دیکھے ہین کسی نے سن بھر + لفظ کسی کا جزو سے
لفظ نے کے ساتھ بلکر تجنیس ہوا اور اگر صرف صورت اور تعداد حروف مین متشابہ ہون لیکن حرکات مین مختلف اوسکو
محرف کہتے ہین + ذوق شعر پھینکے ہی ایک جنبش مژگان مین دو پری + اس اپنے ناتوان کو ترے کوہ قاف سے
اور اگر ایک لفظ مین بہ نسبت دوسری کے ایک حرف زائد ہو اوسکو تجنیس زائد یا تجنیس ناقص یا تجنیس مطرف کہتے
ہین اور وہ حرف زائد تین حالت سے خالی نہین یا شروع مین یا وسط مین یا آخر مین ہوگا مثال اونکی امانت شعر
ناف اوس شوخ کی بن جا ترا قفل دہن + پیٹ کے آگے تجھے کوئی بیمیٹ آے نہ بن + ولہ شعر اوسکی قامت پہ بیاں کا
کرون گر مین خیال + کب قیامت نے بھلا پائی ہی یہ حشر کی چال + محسن شعر اوٹھہ کھڑے ہو پے تعظیم یہی طاعت ہی +
قد و قامت نہین یہ نعرۂ قد قامت ہی + سوز شعر چشم گلکام شکباری ہی + چشمہ فیض ہی کہ جاری ہی + سرور
شعر کیا جو وعدۂ شب اوسنے دن پہاڑ ہوا + یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام نہین + اور اگر وہ دو لفظ

کلام مجانس یا تضمین و اقتباس

بیان تجنیس بین اللفظین

فصل دوم صنایع لفظی مین

نوع حروف مین مختلف ہون پس اگر حروف مختلفہ قریب المخرج ہین اونکو جناس مضارع کہتے ہین ورنہ جناس لاحق مثال جناس مضارع + انشا شعر اقرب سمجھ کے اپنے سے رہ جاے وہ ہین بس + عقرب کے نیش پر بھی رکھے گل قدم + مثال جناس لاحق + امانت شعر جان نا ساز ہو وہ نغمہ خوش آواز ہی یہ + دل مضطر کو سدا سوز ہو وہ ساز ہی یہ + ولہ شعر عشق کے نام سے جسم سبک گاہ تھا + دور تھا کوہ مصیبت غم جانکاہ تھا + نسیم شعر خط خاتم لے کے وہ ہوائی پہنچا ہوئی اور پتے پرائی + اور جو کسی قسم تجنیس کے دو لفظ متجانس بلا فصل متواتر واقع ہون اونکو تجنیس مکرر و مزدوج کہتے ہین مثال تام مکرر + انشا شعر میری زبان سے مدح کہان ادا ہو سکے + توصیف مین ہی جسکے زبان قلم قلم + مثال مرکب مکرر + ولہ شعر جو بات تجھسے چاہے ہی اپنا مزاج آج + قربان تیرے گل پہ نہ ٹال کج آج آج + دیکھے ہی آگ دلمین بڑھی اشتیاق کی + تیرے سوا ے کس سے ہوا سکا علاج آج + تمام غزل اسی صنعت مین ہی مثال ناقص مکرر + نوادر ایونی شعر یہ بر مینا و جام مے بن بگڑ بجاے کمان کمانہ + ہماری چھاتی کے داغ دل کا کرے ہی تک کر نشان نشانہ + تمام غزل اسی صنعت مین ہی + ناسخ شعر یہ التجا ہی پیر مغان کی جناب مین + رکھون مین ساق ساقی گلفام و دوش پر + مثال جناس لاحق مکرر + انشا شعر جب تک کہ خوب واقف راز نہان نہون + مین تو سخن مین عشق کے بولون نہ ہان نہون + خلوت مین تیری بار نہ جلوت مین مجھکو ہاے + باتین جو دل مین بھری ہین سو کہان کہون + تمام غزل اسی صنعت مقید مین ہی اور اگر صرف صورت کتابت مین موافق ہون اونکو تجنیس خط یا تصحیف کہتے ہین جیسے الفاظ رحم و چشم و جسم و شمع و سمع وغیرہ + غالب شعر باغ شگفتہ تیرا بساط نشاط دل + ابر بہار خمکدہ کس کے دماغ کا + اور اسی مین داخل ہی لانا الفاظ دائرہ دار متواتر کا + لا اعلم شعر رتبہ بڑے ہی خلق سے اپنی ہی شان کا + صاحب کے سے کچھ بھی گھٹے ہی نہ بانکا + یا آنا مدات حروف کا متواتر اور تجنیس ہی کی ایک قسم ہی قلب یعنی اختلاف ترتیب حروف کا اور وہ دو قسم ہی قلب کل اور قلب بعض قلب کل وہ ہی کہ حروف کلمہ بالترتیب قلب کیے جائین + انشا شعر ابھی جھڑ لگاوے بارش کوئی مست بھر کے نعرہ + جو زمین پہ پھینک مارے قدح شراب الٹا + ولہ شعر تو جو باتون مین لگے گا تو یہ ہوگا کہ سمجھا مرے جان و دل کے مالک نے مرا کلام الٹا + مجھے مار کیون نہ ڈالے تری لعل لب کے کافر + کہ سکھا دیا ہی تونے اوسے لفظ رام الٹا + سحر ایک باش پھینکا جو مجھے دکھا کے اوسنے + تو اشارہ مین نے تاڑا کہ یہ لفظ شام الٹا + فقط اس لفافے پہ ہی کہ خط اشنا کو پونہچے + تو لکھا ہی اوسنے انشا یہ ترا ہی نام الٹا + مقلوب بعض وہ کہ حروف کلمے کے نا مرتب قلب کرین جیسے مرحوم و محروم + شعر شعر کمال بحث ہی علم کلام مین رہتی + وہ ہین ہین لوگ بہت قیل و قال کرتے ہین + اور اگر تمام کلام کے قلب سے وہی کلام حاصل ہو اوسکو مقلوب مستوی کہتے ہین مصرع اول شعر انشا کا مقلوب مستوی ہی شعر رواج اور یہ ہی وہ ہو + انشا + کہ ہو رہا ہو وہ آگاہ رسم اہل کلام + اور جب ایک بیت یا مصرع کے الفاظ اول و آخر مقلوب ہون اوسکو مقلوب مخبّن کہتے ہین جیسے ہوشیار شعر رہے وہ شخص کہان جو خاک ہو دل + حال پہ میرے رحم کرے یار +

قلب

اسکے اجزا مقلوب مستوی ہین کیونکہ تمام مصرع مقلوب مستوی ہوتا ہی + انشا شعر مرا روح و روان و روح و روان + مآل کل امور سر و مآل کلام + اسمین غیر منقوط و مقلوب مستوی دونون صنعتین مجتمع ہین اور ایک قسم قلب کی ہی ایسی رباعی کہ لفظ اول مصرع دوم مقلوب لفظ آخر مصرع اول اور لفظ اول مصرع سوم مقلوب لفظ آخر مصرع دوم کا ہو علی ہذا القیاس رباعی رُت پر پید ا ہمیشہ ہووے نوبر + رب کی قدرت سے ہوتے ہین اسپ دُر + رد جو کوئی یہ بات کرے او سکا تن + نرت دیکھیے قیمیان لگا خون سے تر + اور شامل تجنیس ہی اشتقاق و شبہ اشتقاق **اشتقاق** ایسے الفاظ کا لانا کہ ایک مادے سے مشتق ہون + نسیم شعر ہنستے ہنستے کہا ہنسے کیون + ہنسا نہین بے سبب کوئی یون **شبہ اشتقاق** امانت شعر سچ اگر پوچھو تو وہ ساعد دن کی جانمین ہین + کشور حسن مین شانون کی بڑی شانین ہین + **ولہ** کلیان پر پڑتی تھین کب اگلبدن اس طرح کی جب + پانچا بسی کا ترے پانچون مین فرق ہی اب + **ولہ العجز علی الصدر** یہ صنعت منحصر ہی بعض مصطلحات عروض کے جاننے پر واضح ہو کہ باصطلاح عروضیان جزو اول مصرع اول کو صدر اور اسکے جزو آخر کو عروض اور مصرع دوم کے جزو اول کو ابتدا اور جزو آخر کو ضرب و عجز کہتے ہین اور اجزاے وسط حشو و مصاریع کو حشو ہین یہ صنعت چار قسم ہی اول یہ کہ جو لفظ صدر مین آئے وہی عجز مین دوم یہ کہ جو لفظ حشو مصرع اول مین واقع ہو وہی عجز مین آئے سوم جو لفظ عروض مین ہی وہی عجز مین بھی چہارم جو لفظ ابتدا مین واقع ہو وہی عجز مین واقع ہو مگر ہر ایک قسم تین تین نوع پر ہی کیونکہ وقوع لفظ کا مکرر تین حالت سے خالی نہین یا وہی لفظ بعینہ مکرر لکھا جائے یا بطریق تجنیس یا بطریق اشتقاق یا شبہ اشتقاق + سر شعر کمال شی زوال شی ہی او پیر لاکھ حاسد ہون + بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی نے کمالی کا + مجرد شعر جتنے مرمر گئے ہو تم پر + اونکے مرقد ہین سنگ مرمر کے + انشا شعر سابقہ جلسے مری آہ سے رکھتی ہی گرم + تب سے ہے برق شرر بار پہ اتش + **ولہ** شعر تھا وہان نام خدا عالم خود بینی گرم + اوسکے تھنون کی پھرک مین تھی غضب گرمابٹ **ولہ** قدرت خدا کی دیکھو تو ہلال کا شرف + دم مارنے کی جا ہی نہین بارے نہ دم + اور اسی صنعت کی ایک قسم ہی کہ لفظ آخر مصرع اول مصرع دوم کے اول مین ہو اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع اول کے سوم کے اول مین علی ہذا القیاس اور اوسکو معاد کہتے ہین + رنگین شعر فرہاد کو شیرین جو بہت آتی یاد + یاد اوسکی مین اپنے دل کو رکھتا وہ شاد + شاد اوسکا ہمیشہ ذکر رکھتا اوسکو + اوسکو کر یاد شاد رہتا فرہاد + اسی قسم سے ہی امانت شعر اوسکے سلک دندان سے جو آنکھ اپنی لڑی + جب لڑی آنکھ تو اک فکر طبیعت کو پڑی + جب پڑی فکر تو ثابت ہوئی موتی کی لڑی + کیسی موتی کی لڑی اوسمین شرارت ہی بڑی + ہی شرارت جو بڑی اونمین تو سیارے ہین + ہین جو سیارے تو آنکھون کے مرے تارے ہین + **لزوم مالایلزم** یا اعنات وہ صنعت ہی کہ قافیے مین التزام کسی حرف کا قبل روی کے کرین بیس یہ صرف دس قافیے مین جسمین حرف قید یا تاسیس ہو واقع ہو سکتا ہی + انشا شعر اب کے یہ سروی پڑی ہر یک تا رحم کیا

اشتقاق
شبہ اشتقاق

ردالعجز علی الصدر

لزوم مالایلزم

کاسۂ چرخ برین سارے کا سارا جمع کیا + تمام غزل مین التزام کیا ہی کہ قبل الف ردی کے الف ورا لایا ہی ورنہ قافیہ تارا کا پیدا بھی ہو سکتا ہی اور اسی مین داخل ہی لزوم کسی چیز کا ہر بیت یا مصرع مین + لا اعلم **شعر** نا گنی سیلی تری اور حلقۂ بینی ہی مور + جسطرح ہو مور سے اس نا گنی کو تو بچا + نا گنی جان ہر کمان ہو مور سے تدبیر بن + مور جسکا ہو چلے وان نا گنی کا زور کیا + ہر مصرع مین نا گنی اور مور آیا ہی اور اسی قسم سے ہی غزل شہیدی ہتکرار لفظ دو شہیدی + **شعر** سوند تم دو ہی بوسے دو وے کچھ ڈھب کے دو + قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو + اور اسی قسم مین ہی **قطع الحروف** یعنی حذف کسی حرف کا کلام مین جیسے حذف والف لفظ مین ایک عبد العزیز اعجاز سہو والی **شعر** سینہ شق ہو سنو جو یکسر + عشق کی دل پہ وہ مصیبت ہی + اور اسکی قسم مین ہین منقوط و غیر منقوط و رقطا و خیفا و مقطع و موصل

منقوط منقوط وہ کہ کلام کے سب حروف معجمہ ہون **شعر** فارسی بخشش فیض ہمینی زین جشن + جنبش غیظ نبینی زین جشن +

غیر منقوط غیر منقوط باتطیل جسمین سب حروف مہملہ ہون انشاء اللہ خان کا ایک دیوان تمام اسی صنعت مین ہی یہ شعر اول اوسکا ہی **شعر** اور کسکا آسرا ہو سر گروہ اس راہ کا + آسرا اللہ اور آل رسول اللہ کا +

رقطا رقطا وہ کہ ہر کلمے مین ایک حرف منقوط (نقوی معنی کو سفید دہن ۱۲)

خیفا ایک غیر منقوط بالترتیب ہو **خیفا** یہ کہ کلام مین ایک کلمے کے حروف معجمہ اور ایک کے مہملہ بترتیب ہون اس شعر کا مصرع اول رقطا اور مصرع دوم صنعت خیفا مین ہی + انشا **شعر** شہ بلند نسب اب مجھے بھی دیو + جبین لامع زینت حصول جشن مرام +

مقطع مقطع وہ کہ تمام حروف کلام کے کتابت مین علیحدہ لکھے جاوین **عاجز** بدایونی **شعر** ارے دے وہ دوا ے درد دوام + دوڑ دوڑا ے رات دن آرام +

موصل موصل وہ ہی کہ وحرف تمام کلام کے ملا کر لکھے جائین خواہ تین تین خواہ چار چار علی ہذا القیاس کبھی تمام حروف مصرع کے ملا کر لکھے جاتے ہین **عاجز** **شعر** کبھی کہنی سنی تمنے حیف جی کی خبر + بنے گی کیسی ستم کیش نے کہے ہمپر + بھیکھیسنیتمنیعیفجیکیخبر + بنیگیکیسیستمکیشنےکہےہمپر +

واسع الشفتین جب موصل لکھے سے حروف ندانہ دار بکثرت آوین اوسکو منشاری کہتے ہین یعنی بصورت ارہ **واسع الشفتین** جسکے پڑھنے مین لب سے لب ملے **عاجز** **شعر** اقرار کر گیا تھا کہ آؤنگا رات کو + کیا ہو گیا نہ آیا ہنوز انتظار ہی + نظیر کی ایک تمام غزل اسی صنعت مین ہی شعر اول اوسکا یہ ہی نظیر **شعر** آیا نہین جو کر کر اقرار ہنستے ہنستے + مجمل دے گیا ہی شاید عیار ہنستے ہنستے +

واصل الشفتین **واصل الشفتین** جسکے پڑھنے مین لب سے لب ہر کلمے مین ملے مثال فارسی **شعر** بت من مبدم فریبندہ + بلب من لب پیالہ بنہ +

تحت النقاط تحت النقاط کہ سب حروف کے نقطے نیچے ہون **اعجاز** **شعر** صد مرحبا + اے دل لگیر میرے واسطے +

فوق النقاط فوق النقاط کہ سب حروف کے نقطے اوپر ہون + **اعجاز** **شعر** اسقدر کم ہمت اودل تو نتھا + عشق آفت ناکا گر کرتا گلا +

سجع سجع نثر مین ایسا ہی جیسا قافیہ نظم مین لیکن سجع نظم مین بھی واقع ہوتا ہی اور سجع تین قسم ہی مطرف متوازی موازنہ سجع مطرف وہ ہی کہ فقرۂ نثر مین دو کلمے آخر کے وزن مین مختلف اور روی مین متفق ہون جیسے وہ یار بڑا بد اطوار ہی اور نظم مین جیسے میر تقی **شعر** عشق ہی تازہ کار

و تازہ خیال + ہر جگہ اوسکی الگ ہی چال + اور سجع متوازی وہ ہی کہ دو فقرے کے کلمات آخر وزن اور روی دونون متفق
ہون جیسے مین تجھپر جان دیتا اور اپنے سر پر بلا لیتا ہون اور نظم مین جیسے میر حسن شعر کرون پہلے توحید یزدان
رقم + جھکا جسکے سجدے کو اول قلم + اگر جمیع الفاظ نثر یا نظم مین مقابل اور متحد الوزن و القوافی لائین اوسکو ترصیع کہتے
ہین جیسے نثر تیری تعریف تحریر سے بیرون ہی اور تیری توصیف تقریر سے افزون ہی + اور نظم + غالب شعر تیری دانش
مری اصلاح مفاسد کی ہین + تیری بخشش مرے انجاح مقاصد کی کفیل + لفظ آخر بسبب رعایت قافیہ اصل قصیدہ رہ مقفی
نہین اور سجع موازنہ وہ ہی کہ کلمات آخر دو فقرے نثر کے متحد الوزن ہون مگر روی مختلف جیسے ہمارا یار بڑا جمیل ہی اور
زمانے مین نے نظیر ہی اور کبھی ایسا سجع موازنہ ہوتا ہی کہ سب الفاظ نثر یا نظم مین متحد الوزن اور مختلف الروی مقابل واقع
ہوتے ہین اور یہ بمنزلہ ترصیع ہی جیسا قامت عزیزون کے روبرو سرو رواں نا چیز ہی اور کاکل بیچان کے سامنے مشک ختن نے قدر ہی
اور مثال نظم + غالب شعر + اے شہنشاہ فلک منظر و بے مثل و نظیر + اے جہاندار کرم شیوہ و بے شبہ و عدیل + مصنف تلخیص نے اسکا مماثلہ
نام رکھا ہی مگر سکاکی نے اوسکو بھی داخل ترصیع لکھا ہی مگر اصل یہ ہی کہ ترصیع مین اتحاد وزن و قافیہ دونون شرط ہین اور یہان
قافیہ معتبر نہین اور واضح ہو کہ وزن یہان مراد وزن عروضیان سے ہی کہ اوسمین توافق حرکات کا ضرور نہین جیسے ارے دہر
بروزن مفاعیلن نہ وزن صرفیان مراد ہی کہ اوسمین توافق حرکات کا ضرور ہی اور شعرائے عجم مسجع اوس نظم کو کہتے ہین
کہ ہر بیت قصیدے یا غزل مین تین سجع لائین اور چوتھا قافیہ اصل قصیدہ یا غزل کا ہو + تاسخ + شعر + یہ نور ہی روے ممہ جبین کا یہ
ہو خجل چاند چودھوین کا + جو حلقہ ہی زلف عنبر ین کا + وہ ایک نافہ ہی مشک چین کا + زبسکہ وصف دہان شیرین کا ہی ورد زبان
شیرین + بدن مین جبتک ہی جان شیرین مزا دہن مین ہی انگبین کا + یہ جوش پر بان ہی شک کا یم کہ ساتون دریا ہین قطرے سے کم +
جسے کہ کہتے ہین عجب نمک شوری ہی اک آہ آتشین کا + ذو القافیتین جسمین دو قافیے ہون + واللہ اعلم + شعر غیر کے آنے مین گھر تیرے
ہی نقصان ترا + مین ترے واسطے کہتا ہون کہا مان مرا + اور اگر دو قافیے کے درمیان ردیف ہو اوسکو ذو القافیتین
مع الحاجب کہتے ہین + شعر + کہین آنکھو نسے خون ہو کے بہا + کہین دلمین جنون ہو کے رہا + متلون جو شعر دو یا زیادہ
بحرون مین پڑھا جائے + انشا + شعر + بیٹھے جہان ہین غیر سب مجھکو بلاتے ہو عبث + دل کو گڑھا کر اور بھی جی کو جلاتے ہو
عبث + مفتعلن مفاعلن چار بار یا مستفعلن آٹھ بار + رولہ + شعر + نرگستان کی ہی ٹک دیکھو پھبن + باغ مت جاؤ کہ ہی امن
چمن + آئینے مین + فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا + فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن + رولہ + شعر + کچھ یہ مجھی کو یون نہین اوسکی
پھبن نے غش کیا + غنچے بھی چٹ سے غش ہوئے سارے چمن نے غش کیا + مثل شعر مثال دوم یہ چارون غزلین اسی صنعت مین
ہین علی بحش شرر بدایونی کی غزل چار بحر مین پڑھی جاتی ہی شعر اول + شعر + ضعف سے پاؤن پہ سر آیا ہی آہ + ہو گئے نالون سے
ہم اپنے تباہ + اول بحر رمل مسدس فاعلاتن فاعلاتن فاعلات دوم رمل مسدس مخبون فاعلاتن فعلاتن فعلات سوم خفیف
مخبون مقصور مشعب فاعلاتن مفاعلن فعلان چہارم سریع مطوی موقوف مفتعلن مفتعلن فاعلات متلون کی ایک قسم ہی

ذو القافیتین

متلون

محذوف محذوف و منقوص **محذوف** وہ شعر کہ جسکا لفظ اول ہر مصرع کا دور کر دیا جاوے تو کسی دوسری بحر مین ہو جاوے
لا اعلم **شعر** مجھکو سوا نکر لے آفت جان بہر خدا + بندہ تیرا ہون مین کر رحم میان بہر خدا + اسمین کیا فائدہ مجھکو جو کیا
قتل + کچھ بھی انصاف کر اے سرو روان بہر خدا + لفظ مجھکو و بندہ و اسمین و کچھ بھی ہر چار مصرع سے دور

منقوص کیجیے تو بحر دوم ہو جاتی ہی اور معنی قائم **منقوص** لا اعلم **شعر** بیرحم جلا نہ جی کو میرے چپہ + معلوم ہین مجھکو مکر تیرے
چپہ + کسواسطے اسقدر ہوئے بس بس + تو آوے گا ہاے میرے ڈیرے چپہ + لفظ چپہ تین مصرع سے اور مصرع

ترافق سوم لفظ بس دور کرنے سے وزن دیگر ہوتا ہی اور معنی قائم **ترافق** جسکو توافق بھی کہتے ہین چار مصرع اسطرح
کہنا کہ جس مصرع کو چاہین اول قرار دین اور علی ہذا القیاس دوم سوم چہارم لا اعلم **شعر** مفتون ہون مین اس شرم و حیا کا دلسے +
عاشق ہون مین اس ناز و ادا کا دلسے + شیدا ہون مین اس لطف و وفا کا دلسے + کشتہ ہون مین اس طرز و فا کا دلسے +

نظم النثر **نظم النثر** یہ صنعت ایجاد امیر خسرو دہلوی ہی اور وہ یہ ہی کہ ایسے اشعار کہے جاوین کہ نثر بھی پڑھے جاوین لیکن حالت
نثر مین بندش اور نشست الفاظ کا درست ہے نا اور صفاے کلام ضرور ہی کیونکہ بلا لحاظ اس قید کے ہر نظم کو نثر پڑھ سکتے ہین
نظم اجی صاحب سنو تو تمنے کل + کیا کہا تھا اور آج کسلیے ٹل + گئے اپنے کلام سے صاحب + ایسی الفت بھی کچھ نہین اچھی صاحب +
ہمتو سر دینے تک بھی حاضر تھے + پر تمھارے تو دیکھے ڈھنگ نئے + واہ جی واہ آپکے قربان + ہو چیے کیا ہی نتھے اور

معرب نادان + بن گئے ہو خدا سے نک تو ڈرو + یاد تو کیجیے قرارون کو + **معرب** یعنی اگر التزام فتحہ کا کیا جاوے تو کسرہ
و ضمہ نہ آئے اور اگر التزام کسرہ کا ہو تو فتحہ اور ضمہ نہ آئے اور در حالت التزام ضمہ کسرہ اور فتحہ نہ واقع ہو مثال فتحہ

جامع الحروف لمولفہ **شعر** کل کا وعدہ کر گیا ہی کل صنم + گر نہ آیا آج تو بس ہی غضب + مثال ضمہ از ہوشیار **شعر** صلصل و سنبل و گل و بلبل +
مجھکو جو ہون حصول خوب ہو یار + لفظ یار مین فتحہ بسبب التزام قافیے قصیدے کے ہی **جامع الحروف** وہ کلام ہی جسمین
سب حروف تہجی موجود ہون **شعر** این جفا ہا الغیاث اے کافر ترسا لقب + لذت صد حظ مریض عشق تو بردار حطب +
اور اسی قسم سے ہی یہ قطعہ کہ ایک ایک جملہ حروف متشابہ مین سے بترتیب او رمقطع واقع ہوئے ہین **قطعہ** جواب علاج ہو
کچھ دیا س کا لے کاش + تو ہوئے حرص نشاط اور سماع دف کا ذوق + ہلاک ہون کہ دل خام کار نادان کو + فغان و آہ یہ

توشیح لائے ہین ہاے غم کے شوق + **توشیح** وہ کلام نظم ہی کہ اگر حروف اول جملہ مصاریع کو یکجا کرین کوئی نام یا بیت حاصل ہو
جیسے باہم چھوٹے لعل **لمولفہ** **شعر** چشم نے تیری مجھے لوٹ لیا اے دلدار + ہی بُرا حال مرا دیکھا دھر کو اے یار + وعدہ
وصل کسی روز تو پورا کر دے + ٹالے بالے مین گنوارے گا کہان تک ہر بار + یا خدا کونسا جادو کیا مجھپر اوسنے کیا

مبدلۃ الراسین چمین کے مجھسے خرد و صبر و قرار + عشق مین تیرے ہوا سحر کا یہ حال نہ بون + لب شیرین سے نہ پوچھا کبھی حال دل نار +
مبدلۃ الراسین وہ ہی کہ دو لفظ مین حروف اول تبدیل کر دیا جائے **لمولفہ** **شعر** اگر حق نے بخشی ہی عقل عجیب +
ایتہ الاستہلال تو سن مجھسے یا یک نقل عجیب **براعۃ الاستہلال** اس ایسے الفاظ کا اول قصیدے یا مثنوی وغیرہ مین کہ جس سے

معلوم ہو جائے وہ مطلب جو آگے بیان کیا جائے گا جیسے مثنوی گلزار نسیم کے شعر اول اکثر بوستان کے اسی صنعت مین ہین

نسیم شعر پایا جو سفید چشم صفحا + یون میل قلم نے سرمہ کھینچا + وہ شعر شادی کے لیے ہی کلک شنجرف + انگشت تیول

دیدۂ حرف + **تضمن المزدوج** مراد اس سے ہی کہ کلام مین دو لفظ مسجع لائین + نسیم شعر وان پھانس چبھی ہی

اوسکے غم کی + یان سیاہی نہین ہی ایک دم کی + پھانس اور سیاہی تضمن المزدوج ہی **اظہار مضمر** جیسے ع ہی لب دوست

مخزن شکر + ۲ **باعی** اعاشق سامہر دار راز دل زار + ۲ سو طرح کا زیور اور خال رخسار + ۳ سب آوکر و غور

بنشان دصاحب + ۴ مشتاق کا عرم جانکر آخر کار + اگر کوئی شخص ایک حرف مصرع بالا سے لے لیوے اور اس سے

پوچھے کہ رباعی کے کون کون مصرع مین وہ حرف واقع ہی جنمین بتلاوے اونکے ہندسے جمع کر کے مصرع مذکور

مین سے مطابق اوسکے شمار کر کے وہی حرف ہوگا **معما** وہ کلام ہی کہ جس سے کوئی نام مرد کا بموجب اصول وقواعد معما

کے نکلے جیسے باسم مہتاب ای رحیم مومن خان مومن **شعر** بنے کیونکر سبھی ہی کار اولٹا + ہم اولٹے بات اولٹی یار اولٹا +

بعمل قلب نام مہتاب ای مصرع دوم سے حاصل ہوتا ہی اگرچہ معما داخل علم بدیع ہی مگر چونکہ اسکے شعب اور فروع بہت ہین

لہذا برا سہ ایک فن گنا جاتا ہی **لغز** وہ کلام ہی کہ جس سے باعتبار علامات اور خواص اور صفات کے کوئی چیز معلوم

کیجاوے اور اوسکو فارسی مین چیستان کہتے ہین مثال فارسی ترا زو شعر کی اسپی عجب دیدم کہ شش پا و دو دم دارد + عجائب

ازین بشنو میان پشت دم دارد + **چیستان** باسم گرسی از سید وارث علی سیفی تخلص **شعر** چیست آن چیزی کہ ہست

اندر مکان + چار پا دارد ولی نبود روان + گاہ بالای فلک گہ بر زمین + آیتی باشد ز رب العالمین + ہست زیبا

در عمارات بلند + بہر حسن خط ہمہ مدد پسند + گرچہ در آغوش انسانرا کشد + بیشو و منسوب خاکش بخرد + ہار سلوک و فقر

میباید اساس + تاکہ باشد اوسپے سیفی لباس + **مدور** وہ کہ ارکان شعر کو

دائرے مین لکھین جس جگہہ سے چاہین شروع کرین

وزن اور معنی قائم رہین **مثال لمولفہ مصرع**

مربع وہ صنعت کہ اشعار طول اور عرض مین یکسان پڑھے جاوین مثال لمولفہ

کرن کیا	خفا ہی	آہی	وہ دلبر
عبث ہی	وہ مجھسے	عبث کیون	سمن بر
آہی	عبث کیون	خفا ہی	غضب ہی
وہ دلبر	سمن بر	غضب ہی	ستمگر

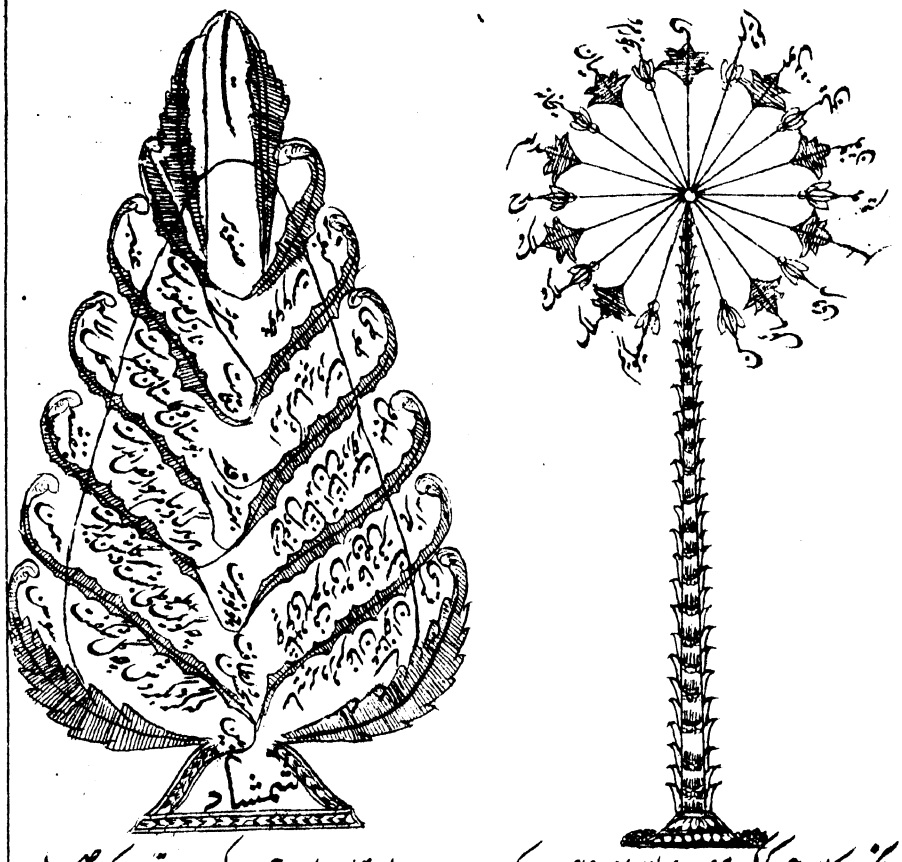
مثلث وہ ہی کہ رباعی کے تین مصرع کہے جائین اور بعض الفاظ اونمین مصرعون سے مصرع چہارم بن جاوے

رباعی تجھسا نہین پیارا کوئی اے رشک قمر + محبوب کوئی نہوگا تجھسے بہتر + اے دلبر نازنین تجھے کہتے ہین سب +

تضمن المزدوج
اظہار مضمر
معما
لغز
مدور
مربع
مثلث

شجرہ

تجھسا نہین محبوب کوئی اے دلبر مشجر جو کلام کہ بصورت شجر لکھکر پہنچنے مین اسکے مثال درخت تاڑ



تاریخ

تاریخ وہ کلام جسکے کسی مصرع یا الفاظ خاص کے حروف سے باعتبار حساب جمل سنہ کسی واقعے کے حاصل ہوتے ہون مثال اسکی تاریخات تصنیف کتاب ہذا سے مبرہن ہوگی کبھی تاریخ مین بطور تعمیہ اشارہ کرتے ہین تدخلے یا تخرجے کیطرف یعنی کوئی حرف زائد یا کم کردینے پر تخرجہ تاریخ تولد مین فال اچھی ہے

باب سوم علم عروض مین مشتمل مقدمے اور فصل پر

مقدمہ

مقدمہ تعریف عروض و شعر اور فضیلت شعر مین واضح ہو کہ عروض وہ علم ہے کہ جس سے کلام موزون یعنی نظم اور غیر موزون یعنی نثر مین تمیز ہو جاتی ہے اور کلام موزون گو کہ بامعنی اور مقفی ہو بشرطیکہ قصد متکلم سے صادر ہوا ہو شعر کہتے ہین اور بقول بعض قصد متکلم شعر مین داخل شرط نہین یہ قول غلط ہے کیونکہ ایسا شخص کوئی شاذ ہوگا کہ کبھی کلام موزون نے قصد اوس سے سرزد نہوا ہو پس تمام جہان شاعر ہوا اس لیے کلام الٰہی ثُمَّ اقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا اور حدیث شریف انا ابن عبد المطلب انا النبی لا کذب شعر نہین اور قول بعض کا ہے کہ قافیہ بھی شعر مین ضروریات سے نہین بل امر عارضی ہے مثل مطلع غزل وغیرہ

اور واضع عروض کا خلیل بن احمد بصری ہی کہ کوبہ گاذر کی آواز سے اس علم کو استخراج کیا اور وجہ تسمیہ مین اسکے اختلاف ہی بعض کہتے ہین کہ عروض نام مکے کا ہی اور خلیل کو مکے مین اس علم کا الہام ہوا تیمنا اوسکو مکے کے نام سے موسوم کیا یا یہ کہ عروض کے معنی ظہور کے ہین اور اس علم سے بھی فن صحیح اور غیر صحیح ظاہر ہو جاتا ہی یا یہ کہ عروض کے معنی جا ظہور کے ہین اور یہ علم بھی معروض علیہ شعر کا ہی اور بقول بعض عروض راہ کشادہ دَرّہ کوہ کو کہتے ہین چنانچہ راہ درہ کوہ سے موضع اور منزل کو پہونچ جاتے ہین اسی طرح اس علم سے کلام صحیح و غیر صحیح و موزون و غیر موزون معلوم ہو جاتے ہین اور بقول بعض عروض بمعنی ابر ہی اور جیسے ابر سے فائدہ پہونچتا ہی ایسے ہی علم عروض سے فوائد کلام حاصل ہوتے ہین اور یا یہ کہ عروض نام ستون خیمے کا ہی اور بیت بمعنی خانہ پلاس کہ اکثر اہل عرب مانۂ قدیم مین بناتے تھے پس جیسا کہ خیمے کو ستون اور رسی اور میخ ضرور ہی بیت کو بھی عروض بہت مدد فاصلہ لازم ہی اور شعر اول آدم علیہ السلام نے زبان سریانی مین ہابیل کے مرثیے مین جبکہ قابیل نے اوسکو مار ڈالا کہا ہی اور سکے مطلع کا ترجمہ زبان عربی مین یہ ہی **شعر** تغیرت البلاد ومن علیہا + ووجہ الارض مغبرا وقبیحا + اور موجد شعر عربی یعرب بن قحطان بن سام بن نوح علیہ السلام ہی شعر اول وسکا یہ ہی **شعر** من الناس من ابی ام + خلیف جہل وطیف علم + اور موجد شعر فارسی بہرام گور بادشاہ جد سوم مین فیروزان عادل ہی شعر اول وسکا یہ ہی شعر منم آن پیل ومان منم آن شیر یلہ + نام بہرام مرا و پدرم بوجبلہ + اور بعض کہتے ہین کہ مصرع دوم ع نام بہرام ترا و پدرت بوجبلہ + دلارام نام اوسکی معشوقہ کا ہی کہ اوسکے جواب مین کہا تھا اور بقول بعض موجد شعر فارسی ابوحفص حکیم سعدی ہوا کہ سنہ ۳۰۰ ہجری مین تھا شعر اوسکا یہ ہی **شعر** آہو کوہی و روشت چگونہ دوود + پاندار دنبی پای چگونہ رود + اور اوسکے بعد سنہ چار صدی ہجری مین عنصری و عسجدی و فرخی نامے شاعر ہوئے اور پھر سنہ پانصدی مین فلکی و خاقانی شروانی و رودکی وغیرہ نامور ہوئے من بعد نظامی اپنے وقت کے اوستاد ہوئے اور کہا ہی **قطعہ و شعر** سہ تن ہمیرند + ہر چند کہ لانبی بعدی + ابیات قصیدہ و غزل را فردوسی و انوری و سعدی + اور اردو مین شعر گوئی زمانۂ شیخ سعدی اور امیر خسرو سے پائی جاتی ہی اور صاحب دیوان اول ولی شاعر ہوا اور فن شعر بہترین فنون ہی جو لوگ مذمت شعر مین کلام الہی اَلشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُہُمُ الْغَاوٗنَ سند لاتے ہین وہ استثنائے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کو خیال نہین کرتے اور حدیث اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ لَسِحْرًا وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً اور نیز ان المؤمن لیضرب بالسیف واللسان اور الشعراء تلامذۃ الرحمن اور الشعراء امراء الکلام سے خبر نہین رکھتے اگر فی الحقیقت فن شعر معیوب ہوتا تو اصحاب و مشائخ اسطرف توجہ نکرتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قصیدہ بانت سعاد مصنفہ کعب بن زبیر کو اصلاح نفرماتے اور قصائد حسان بن ثابت پر صلہ تحسین عنایت نکرتے فرید الدین عطار نے کہا ہی **شعر** شاعری جزویست از پیغمبری + جاہلانش کفر خوانند از خری + لیکن بمضامین کفریہ اور کلام ہزل الستہ داخل عیب ہی سو وہ مخصوص نظم نہین نظم و نثر

دونون مین ممنوع ہی اور الشعراء کذابھم اون شعرا کے حق مین ہی جو ایام جہالت مین تعریف ملات و سنات کی شعر و سخن مین کہتے تھے اور اونکو خدا سمجھتے تھے اور مبالغہ و استعارہ و تشبیہ مثلاً کہنا کہ معشوق کا منہ مثل چاند کے ہی یا ممدوح کا گھوڑا افلاک الافلاک کی سیر کرتا ہی یا تیز روی مین دریا ہی داخل کفر اور جھوٹ نہین جھوٹ وہ ہی کہ سننے والے کو اوس سے ادراک غلط حاصل ہو اور ایسے کلام کو سنکر ہر آدمی جانتا ہی کہ معنی حقیقی مراد نہین ہی تعریف مین مبالغہ ہی ایسی عبارتین حدیث شریف مین بھی آئی ہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ کے گھوڑے کو دریا فرمایا چنانچہ صحیح بخاری مین ہی

فصل اول ارکان اور اسما اور تعداد اور اصول بحورین

۱۵ بحرین حصر نہین ہو سکتا اور اونکو چند الفاظ مین جنکو ارکان و اصول افاعیل و افعال و تفاعیل کہتے ہین منتظم کیا وہ دس ہین دو خماسی یعنی پنج حرفی فعولن فاعلن آٹھ سباعی مفاعیلن فاعلاتن مستفعلن مفاعلتن متفاعلن مفعولات بضم التا بلا تنوین فاع لاتن مس تفع لن منفصل اور تین چہار سے جنکو اصول سہ گانہ کہتے ہین مرکب ہین اول سبب یعنی کلمہ دو حرفی پس اگر اول متحرک دوم ساکن ہو تو اوسکو سبب خفیف کہتے ہین جیسے دل اگر دونون متحرک ہون اوسکو سبب ثقیل کہتے ہین جیسے لفظ دل اور علامت اضافت دوم وتد یعنی کلمہ سہ حرفی پس اگر آخر ساکن ہی تو وتد مقرون یا مجموع کہتے ہین جیسے حین اور اگر وسط ساکن تو مفروق جیسے لفظ یار اور علامت اضافت سوم فاصلہ اگر تین حرف متحرک متوالی اور چہارم ساکن ہو تو صغری جیسے صنما اور اگر چار حرف متحرک متوالی اور پنجم ساکن ہو تو کبری کہتے ہین جیسے لفظ شکنش فارسی مین فاصلے کی مثال اردو مین مسموع نہین بعض فاصلہ صغری کو فاصلہ بصاد مہملہ اور فاصلہ کبری کو فاصلہ بضاد معجمہ کہتے ہین اور بعض دونون کو بضاد معجمہ بولتے ہین مع قید صغری و کبری اور بعض فاصلے کا کچھ وجود نہین رکھتے ہین کیونکہ فاصلہ صغری اجتماع سبب ثقیل اور خفیف کا ہی اور کبری اجتماع سبب ثقیل اور وتد مقرون کا ہی اور بعض عروضیان پارسی سبب و وتد و فاصلہ تینون کو تین تین قسم کہتے ہین سبب خفیف و ثقیل و متوسط و وتد مجموع و مفروق و کثرت فاصلہ صغری و کبری و عظمی مثال سبب متوسط یا یعنی ایک متحرک دو ساکن و وتد کثرت دو متحرک دو ساکن جیسے جہان فاصلہ عظمی پانچ حرف متحرک متوالی ایک ساکن اسکی مثال نہین ملی شعرائے قدیم نے اصول سہ گانہ مین اشعار مفرد کہے یعنی شعر مین صرف سبب یا صرف وتد یا صرف فاصلہ آجاوے لیکن جب وہ پسند طبائع نہوئے اوسکو چھوڑ کر اصول سہ گانہ کو باہم ترکیب دیکر اوزان ایجاد کیے اور واضح ہو کہ فعولن مرکب ہی وتد مجموع سے مقدم سبب خفیف پر اور فاعلن بالعکس اسکے اور مفاعیلن وتد مجموع سے مقدم دو سبب خفیف پر اور مستفعلن بالعکس اوسکے مفعولات دو سبب خفیف سے مقدم وتد مفروق پر اور فاع لاتن بالعکس اور مس تفع لن وتد مفروق سے درمیان دو سبب خفیف کے اور مفاعلتن وتد مجموع سے مقدم فاصلہ صغری پر اور متفاعلن بالعکس اسکے اور ۱۵ بحر ایجاد خلیل سے ہین ہزج رجز رمل منسرح مضارع مقتضب مجتث سریع خفیف طویل مدید بسیط وافر کامل تقارب بحر متدارک۔ ابو الحسن اخفش نے ایجاد کی بعد اخفش کے یوسف عروضی نیشاپوری نے

نشر معنی لغوی
وجوہ تسمیہ بحور
ہیچ آوند بقدم
قوت آینده و دلیل بر
گشتاسپی بحور مین
گفتگو ہین بحور کے
نقوی یعنی اضطراب
و مرعوب اہل عرب اشعار
کو شعر ہونے مین بطور فخر
بیان کرتے ہین اسی بحرین
مین کہ مقام قطب
و کلمات سرخ کا ہوتا ہی
اور بقول بعض جزو نون
کو حرکت کے ساتھ ہی ساکن
ہو جاوے اور اس تحرین
اول ارکان مین دو سبب
خفیف ہین اور بعد ارکان
کے ساکن تک لغوی یعنی
جسمین خوف و ہراس تحرین
ایک وتد درمیان دو سبب کے
دو وتد درمیان دو سبب کے
بعد کی یا بالعکس اور اوتاد کو
باہم جوڑ کر یا ملا کر ایک قسم
کا کلی یا دو رباعی کا وزن
ہی یعنی

بحر قریب[۱] نکالی پھر کسی شخص نے[۲] متشاکل[۳] نکالی بعدہ بزرجمہر نے[۴] بعید[۵] جسکو غریب بھی کہتے ہین ایجاد کی متواے[۶] انکے رکفت[۷] زلل[۸] اور فرعیض[۹] خبب[۱۰] مواسع[۱۱] مرکن[۱۲] عمیق[۱۳] مدیل[۱۴] ضریم[۱۵] قلیب[۱۶] کبیر[۱۷] حمیم[۱۸] سلیم[۱۹] حمید[۲۰] صغیر[۲۱] بحور مخترعہ متاخرین ہین

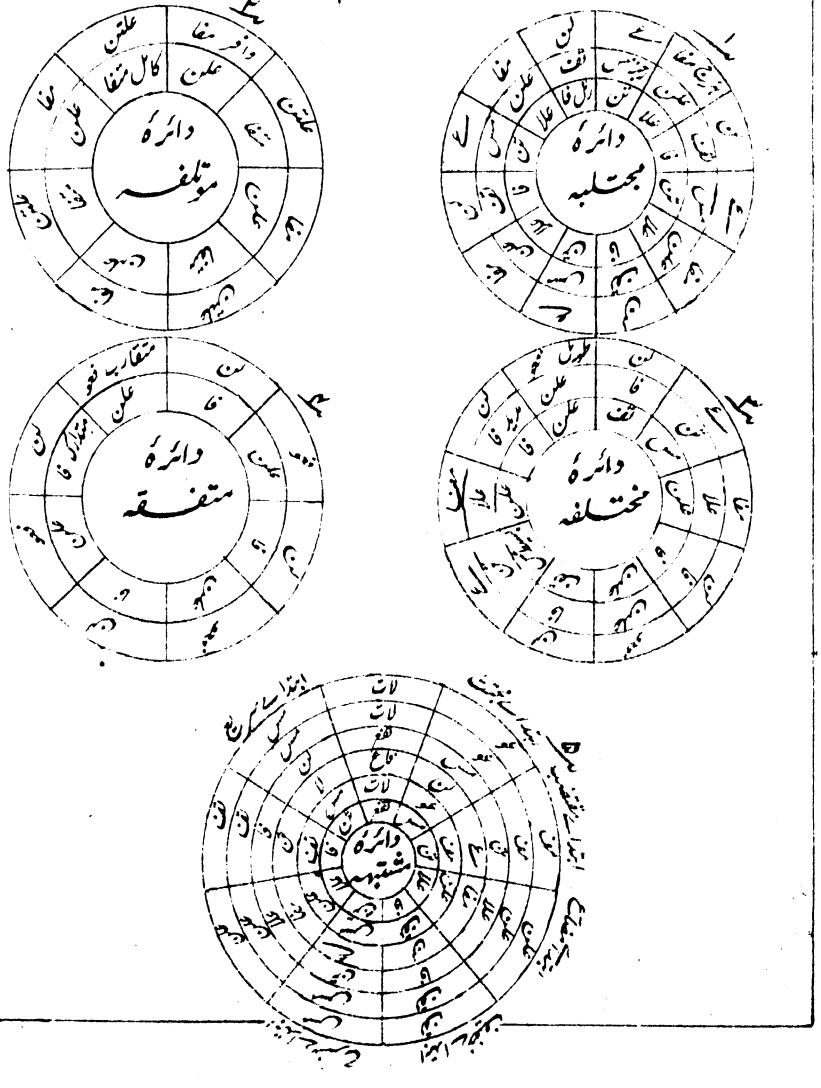
اب ہم حرف ۱ بحر اول کا بیان کیا جاتا ہی پس ان مین سے سات بحرین مفرد ہین یعنی تکرار ایک رکن سے حاصل ہوتی ہین اول وافر اور اوسمین بیت آٹھ مفاعلتن سے تمام ہوتی ہی اور کامل[۲] مین آٹھ متفاعلن سے اور ہزج[۳] مین آٹھ مفاعیلن سے اور رجز[۴] مین آٹھ مستفعلن سے اور رمل[۵] مین آٹھ فاعلاتن سے اور متقارب[۶] مین آٹھ فعولن سے تمام ہوتی ہی اور متدارک[۷] آٹھ فاعلن سے اور نو بحرین مرکب ہین یعنی تکرار دو رکن سے حاصل ہوتی ہین اول طویل[۱] اوسمین بیت چار فعولن مفاعیلن سے اور مدید[۲] مین چار فاعلاتن فاعلن سے اور بسیط[۳] مین چار مستفعلن فاعلن سے اور سریع[۴] مین دو مستفعلن مفعولات سے اور خفیف[۵] مین دو فاعلاتن مس تفعلن فاعلاتن سے اور منسرح[۶] مین چار مستفعلن مفعولات سے اور مجتث[۷] مین چار مس تفعلن فاعلاتن سے اور مضارع[۸] مین چار مفاعیلن فاعلاتن سے اور مقتضب[۹] مین چار مفعولا مستفعلن سے تمام ہوتی ہی اور واضح ہو کہ اوزان مذکورہ بالا بطور اصول کے ہین اور انکو سالم کہتے ہین اور یہ سبب الحاق خاف کے جسکا بیان آگے آئے گا بہت قسم ہو جاتی ہین جسمین خاف ہوتا ہی اوسکو مزاحف کہتے ہین اور جس بیت مین آٹھ رکن ہوتے ہین اوسکو مثمن اور جسمین چھ ہون اوسکو مسدس کہتے ہین اور یہی و مستعمل شعراے عجم ہین باقی مربع و مثلث و مثنی و موجد مخصوص عرب ہی اور متاخرین نے بعض بحور کو دس[۱۰] سولہ[۱۶] بتیس[۳۲] رکن کا بھی کیا ہی اور اشعار مثمن و مسدس وغیرہ دو حصے ہوتے ہین ہر حصے کو مصرع کہتے ہین اور مصرع اول کے رکن اول کو صدر اور رکن آخر کو عروض اور مصرع دوم کے رکن اول کو ابتدا و مطلع اور رکن آخر کو ضرب و عجز اور باقی ارکان ہر دو مصاریع کو حشو کہتے ہین اور مربع مین حشو نہین ہوتا اور مثلث اور مثنی کو بعض بمنزلہ مصرع اول کے خیال کرتے ہین رکن اول کو صدر آخر کو عروض اور بعضے بمنزلہ مصرع دوم رکن اول کو ابتدا اور مطلع آخر کو ضرب و عجز بولتے ہین اور رکن وسط مثلث کو حشو کہتے ہین اور بحر خفیف و سریع مسدس الاصل ہین یعنی مثمن نہین آتی اور بحور مثمن الاصل کو اگر مسدس لاوین اوسکو مجزو کہتے ہین

فصل دوم انفکاک بحور مین

واضح ہو کہ بسبب حاصل ہونے ارکان عشرۂ مذکورہ کے ہمدگر سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب و اوتاد و فواصل کے بعض بحور بھی بعض بحور سے حاصل ہو سکتے ہین مثلاً رکن مفاعیلن کو اگر عکس کرین تو مستفعلن ہوتا ہی اور اگر وتد کو درمیان سے سبب کے لاؤ تو فاعلاتن ہوتا ہی اور واسطے انفکاک بحور کے خلیل نے پانچ دائرے ایجاد کیے ہین اول دائرہ مختلفہ بحر طویل و مدید و بسیط اوس سے استخراج ہین یعنی اگر فعو سے شروع کرین طویل حاصل ہوتی ہی اگر لن سے شروع کرین تو لن مفاعی لن فعو بر وزن فاعلاتن فاعلن بحر مدید حاصل ہوتی ہی اگر عیلن سے آغاز کرو تو عیلن فعولن مفاعیلن بر وزن مستفعلن فاعلن بحر بسیط ہی دوم دائرہ موتلفہ بحر کامل و وافر اس سے مستخرج ہین اگر متفا سے شروع کرین کامل اگر علن سے شروع کرین بحر وافر حاصل ہوتی ہی سوم دائرہ مختلفہ بحر ہزج رمل رجز اس سے حاصل ہوتی ہی اگر مفا سے شروع کرین ہزج اگر عیلن سے تو رجز اگر لن سے تو بحر رمل حاصل ہوگی چہارم دائرہ مشتبہ بحر سریع منسرح خفیف و مضارع و مجتث و مقتضب اسی دائرے سے مستخرج ہین

فصل دوم انفکاک بحور مین

بشرطیکہ منسرح وغیرہ مثمن کو بھی مسدس اعتبار کرین پس اگر مستفعلن اول سے شروع کرین بحر سریع اگر دوم سے تو منسرح مسدس اگر تفعلن دوم سے تو بحر خفیف اگر علن دوم سے تو مضارع مسدس اگر مفعولات سے تو مقتضب مسدس اگر عولات سے شروع کرین بحر مجتث مسدس حاصل ہوتی ہی اور اس دائرے سے ظاہر ہی کہ مس تفع لن بحر خفیف مین اور فاع لاتن بحر مضارع مین منفصل ہی کیونکہ تفع اور فاع انفکاک مین مقابل لات کے واقع ہین اور بحر جدید قریب مشاکل بھی اسی دائرے سے ہین اگر تفعلن اول سے شروع کیجیے جدید اگر علن اول سے تو قریب اگر لات سے تو بحر مشاکل ہوتی ہی واضح ہو کہ بعض اہل عروض نے دائرہ مشتبہ کو بصوت دیگر لکھا ہی اور اوس سے صرف چار بحر مثمن الاصل ہی نکالی ہین مگر مزاحف اور ایک دائرہ جدید مسمی بہ منتزعہ ایجاد کرکے اوس سے بحر سریع وخفیف وتمین بحور مجددہ یعنی قریب وجدید ومشاکل کو کہ مذہب مسدس ہین استخراج کیا ہی مگر مزاحف چونکہ مآل واحد ہی لہذا اوقات شکل اوسکی نہین لکھی پنجم دائرہ منفردہ کہ اوس سے صرف بحر متقارب حاصل ہوتی ہی اور خفش نے متدارک اوس دائرے سے استخراج کرکے نام دائرے کا متفقہ رکھا یہ ہی شکل دائرون کی ؛



فصل سوم زحاف و علل کے بیان مین

فصل سوم زحاف و علل کے بیان مین واضح ہو کہ اکثر ارکان مین تغیر واقع ہوتی ہی وہ تغیرات تین قسم ہین اول کم کرنے کسی حرف سے دوم افزایش سے سوم تسکین متحرک سے بقول بعض زحاف ساکن یا حذف کرنے حرف آخر سبب کو کہتے ہین اور یہ تغیرات کو علل اور بعض سبب تغیرات کو زحاف **قسم اول** زحاف منفردہ **اضمار** عبارت ہی اسکان تا ے متفاعلن سے اور چونکہ اہل عروض رکن مزاحف غیر مانوس کو لفظ مانوس متفق الوزن کے ساتھ بدل لیتے ہین اسلیے متفاعلن مضمر کو مستفعلن سے بدل لیتے ہین **عصب** اسکان لام مفاعلتن کو کہتے ہین اور اوسکو مفاعیلن سے نقل کرتے ہین اور عصب مخصوص بحر وافر ہی **خبن** عبارت ہی اسقاط ساکن بسبب خفیف سے کہ اول رکن کے واقع ہو پس فاعلن مخبون فعلن اور فاعلاتن متصل فعلاتن اور مستفعلن متصل یا منفصل متفعلن منقول بہ مفاعلن اور مفعولات معولات منقول بہ فعولات یا مفاعیل ہوتا ہی اور جس بحر مین یہ پانچ رکن نہون وہ مخبون نہوگی **طی** عبارت ہی اسقاط ساکن چہارم و بسبب خفیف سے کہ اول رکن مین واقع ہون پس مستفعلن مستعلن منقول بہ مفتعلن اور مفعولات مفعلات منقول بہ فاعلات اور طی بحر بسیط اور رجز اور سریع اور منسرح اور مقتضب مین آتا ہی اور بشرط اضمار بحر کامل مین بھی آتا ہی **کف** عبارت ہی اسقاط ساکن ہفتم سبب سے پس مفاعیلن مفاعیل اور فاعلاتن متصل یا منفصل فاعلات ہوتا ہی اور یہ زحاف بحر طویل اور مدید اور ہزج اور رمل اور خفیف و مجتث و مضارع مین واقع ہوتا ہی **قبض** عبارت ہی اسقاط ساکن پنجم سبب سے پس مفاعیلن مفاعلن اور فعولن فعول ہوتا ہی اور یہ زحاف بحر طویل و ہزج و مدید و متقارب و مضارع مین واقع ہوتا ہی **قسم دوم** زحاف مزدوجہ یعنی جو دو زحاف سے مرکب ہین **خبل** اجتماع خبن اور طی کو کہتے ہین پس مستفعلن متعلن منقول بہ فعلتن اور مفعولات معلات منقول بہ فعلات ہو جاتا ہی اور بحر منسرح وغیرہ مین واقع ہوتا ہی **خزل** اجتماع اضمار و طی کا ہی پس متفاعلن متفعلن ہو جاتا ہی منقول بہ مفتعلن آتا ہی اور یہ مخصوص اسی رکن اور بحر کامل سے ہی **وقص** عبارت ہی اجتماع اضمار و خبن سے رکن متفاعلن مین منقول مفاعلن سے ہو جاتا ہی اور مخصوص بحر کامل ہی **عقل** مراد اجتماع عصب اور قبض سے ہی پس مفاعلتن منقول بہ مفاعلن ہو جاتا ہی اور مخصوص بحر وافر ہی **شکل** مراد اجتماع خبن و کف سے ہی پس فاعلاتن فعلات اور مستفعلن متفعل بضم لام منقول بہ مفاعیل ہو جاتا ہی اور یہ بحر خفیف اور مدید و رمل و مقتضب و مجتث مین واقع ہوتا ہی **نقص** عبارت اجتماع عصب و کف سے پس مفاعلتن مفاعیل ہو جاتا ہی اور مخصوص بحر وافر ہی اور صاحب حدائق البلاغۃ نے لکھا ہی کہ نقص عبارت اجتماع اضمار و طی سے ہی رکن متفاعلن مین پس متفعلن منقول بہ مفتعلن ہوتا ہی اور مخصوص بحر کامل ہی اور داخل زحاف ہی **تشعیث** عبارت اسقاط متحرک و تد مجموع فاعلاتن سے ہی بقول بعض عین ساقط ہوتا ہی اور بقول بعض لام اور بقول بعض ساکن و تد مجموع یعنی الف کو ساقط کرکے ما قبل کو ساکن کر دیتے ہین تینون صورت مین منقول مفعولن سے ہوتا ہی اور یہ مدید و خفیف و رمل و مجتث مین آتا ہی مضارع مین نہین آتا کیونکہ اوسمین و تد مجموع نہین ہی و تد مفروق ہی **معاقبہ** وہ سبب خفیف کہ کسی شعر مین مجتمع ہون اونکا زحاف سے سلامت رکھنا بطور جواز

یا ایک سلامت رکھنا بطور وجوب اور یہ اجتماع دو سبب کا خواہ از روے وضع رکن کے ہو جیسے مستفعلن و مفاعیلن میں خواہ زحاف سے جیسے مستفعلن کو مستفاعلن سے بعمل اضمار حاصل ہوتا ہی اور مفاعلتن عصب سے مفاعیلن ہو جاتا ہی خواہ دو ارکان کے اتصال سے مثلاً بحر رمل میں فاعلاتن یا سبب آخر رکن اول اور سبب اول رکن آخر دونوں کو سالم رکھکے تن فا کو یا نون سبب اول کو حذف کرکے تا کو یا الف سبب ثانی کو دور کرکے تن ف پڑھو اور نہیں جائز ہی کہ نون و الف دونوں بمعاً دور کرکے ت ف پڑھو کیونکہ اس صورت میں تفعلا فاصلہ کبری کہ اہل عروض ثقیل سمجھتے ہیں پیدا ہو جائے گا اور معاقبہ مدید و منسرح و رمل و وافر و ہزج و خفیف و طویل و کامل و مجتث میں واقع ہوتا ہی اور کامل و وافر میں بشرطیکہ مضمر و معصوب ہو واقع ہوگا **مراقبہ** معاً حذف کرنا دو سبب خفیف کا مفاعیلن و مفعولات و مستفعلن سے مشاکل و قریب و جدید میں مراقبہ لازم ہی سریع و منسرح میں اکثر واقع ہوتا ہی اور خفیف میں جائز ہی **مکانفہ** بحر سریع و منسرح و بسیط و رجز میں تین حالت میں جائز رکھنا یعنی ان بحور میں جائز ہی کہ دونوں سبب خفیف کو معاً سلامت رکھیں یا معاً حذف کردیں یا ایک کو سلامت رکھیں ایک کو ساقط کردیں **قسم سوم** علل کے بیان میں یعنی تغیرات سوائے زحاف و تین قسم ہیں اول وہ کہ آخر رکن میں زیادہ کریں تین ہیں **اذالہ** وہ ہی کہ الف و نون مجموع میں کہ آخر رکن کے ہو قبول از ساکن زیادہ کریں پس مفاعلن متفاعلان اور فاعلن فاعلان اور مستفعلن مستفعلان ہوتا ہی اور یہ رجز و متدارک و بسیط و کامل و سریع و منسرح و مقتضب میں آتا ہی اور عروض و ضرب میں اکثر واقع ہوتا ہی اور حشو میں شاذ اور صدر و ابتدا میں ممنوع **تسبیغ** یا اسباغ وہ ہی کہ سبب خفیف میں کہ آخر رکن کے واقع ہو قبل ساکن کے الف لائیں پس مفاعیلن مفاعیلان اور فعولن فعولان اور فاعلاتن فاعلاتان منقول بہ فاعلیان اور بحر ہزج و رمل و مضارع و متقارب و مدید و طویل و مجتث میں مکمل الوقوع ہی **ترفیل** وہ مجموع میں کہ عروض و ضرب میں واقع ہو سبب خفیف زیادہ کرنا پس متفاعلن متفاعلن تن منقول بہ متفاعلاتن اور مستفعلن مستفعلن تن منقول بہ مستفعلاتن اور فاعلن فاعلن تن منقول بہ فاعلاتن ہو جاتا ہی اور یہ نادر الوقوع ہی عربی میں مخصوص بحر کامل ہی اور رجز میں بھی آتا ہی اور جو اول رکن میں زیادہ کریں **خرم** وہ ہی یعنی ایک یا دو یا تین یا چار حرف زیادہ کردینا اور اوسکو تقطیع میں شمار نہیں کرتے اور یہ مخصوص اشعار عرب ہی قدماے فارسی ایک حرف زیادہ لے آتے تھے مگر متاخرین فارسی اور اردو میں متروک اور جو آخر ارکان سے ساقط ہوتے ہیں نو ہیں **حذف** عبارت ہی اسقاط سبب خفیف سے آخر رکن سے پس فعولن فعو منقول بہ فعل مفاعیلن مفاعی منقول بہ فعولن فاعلاتن فاعلا منقول بہ فاعلن ہوتا ہی اور حذف رمل و طویل و متقارب و مجتث و مدید و ہزج و خفیف میں واقع ہوتا ہی **قطف** عبارت اجتماع عصب و حذف سے ہی پس مفاعلتن مفاعل منقول بہ فعولن صحیح حاصل ہوتا ہی اور مختص بحر وافر ہی **قصر** عبارت اسقاط ساکن سبب سے کہ آخر رکن کے ہو اور اسکان ماقبل سے ہی پس مفاعیلن مفاعیل اور فاعلاتن فاعلات یا فاعلان اور فعولن فعول اور مس تفع لن منفصل مستفعل منقول بہ مفعولن ہو جاتا ہی **قطع** عبارت اسقاط ساکن و مد مجموع کا کہ آخر رکن کے ہو اور اسکان ماقبل سے ہی

آوردن بیان کا بعد کسی کلمہ کے تاکید کے واسطے

مکانفہ دو رکن کو دو سبب کا

اذالہ زیادہ کرنا

تسبیغ زیادہ کرنا

ترفیل کے بیان میں

خرم

حذف کے بیان میں

قطف کے بیان میں

قصر کے بیان میں

قطع کے بیان میں

پس مستفعلن مستفعل منقول مفعولن فاعلن فاعل منقول فعلن بسکون عین متفاعلن متفاعل منقول فعلاتن ہوتا ہی اور قطع فاعلاتن میں اسطرح ہوتا ہی کہ سبب خفیف آخر کو دور کرکے اور ساکن وتد مجموع کو بھی دور کرکے ماقبل کو ساکن کرین پس فاعل منقول فعلن رہتا ہی اور یہ بحر رجز و کامل و رمل و متدارک و بسیط و مدید و سریع و خفیف و مجتث و مقتضب میں آتا ہی **حذ** و عبارت اسقاط وتد مجموع سے ہی آخر رکن سے پس مستفعلن مستف اور فاعلن فا اور متفاعلن متفا اول منقول فعلن بسکون عین دوم یہ فع سوم یہ فعلن بتحریک عین ہوا اور یہ بحر کامل و رجز و متدارک میں اکثر آتا ہی **صلم** عبارت اسقاط وتد مفروق سے ہی رکن مفعولات سے پس مفعو منقول بہ فعلن بسکون عین رہا **وقف** عبارت ہی اسکان تا کے مفعولات اور نقل یہ مفعولان سے **کسف** عبارت ہی اجتماع وقف و کف سے مفعولات میں پس مفعولا منقول بہ مفعولن ہوا اور صلم و وقف و کسف تینون بحر سریع و منسرح و مقتضب میں آتے ہین **بتر** اجتماع حذف و قطع کا ہی فعولن میں فع رہا اور اجتماع قطع و حذف کا فاعلاتن میں فاعل منقول بہ فعلن اور اجتماع خرم و جب کا مفاعیلن میں فا منقول بہ فع حاصل ہوا اور یہ بحر تقارب و ہزج و رمل و مضارع و مجتث و خفیف میں آتا ہی بیان خرم و جب کا آگے آئے گا اور جس رکن میں یہ حاصل ہوتا ہی اوسکو ابتر کہتے ہین اور جو اول رکن سے ساقط ہوتے ہین دس ہین **خرم** عبارت ہی اسقاط حرف اول وتد مجموع سے کہ اول رکن میں واقع ہو جیسے مفاعیلن میں فاعیلن منقول بہ مفعولن ہوا اور یہ تغییر جب مفاعیلن میں ہوتی ہی اوسکو اخرم ہی کہتے ہین اور بحر ہزج و مضارع میں واقع ہوتا ہی ورنہ جب اور کسی رکن میں واقع ہوتا ہی تو کسی لقب خاص سے کہا جاتا ہی چنانچہ جب فعولن میں صرف خرم کرین اوسکو اثلم کہتے ہین اگر خرم کو قبض کے ساتھ جمع کرین اوسکو اثرم **ثلم** جملہ فعولن میں خرم کرین عولن منقول بہ فعلن بسکون عین حاصل ہوتا ہی **ثرم** عبارت اجتماع قبض و خرم سے ہی فعولن میں پس عول منقول بہ فعل رہا یہ دونون تغیر طویل و متقارب میں واقع ہوتے ہین **شتر** اجتماع خرم و قبض کا ہی مفاعیلن میں پس فاعل حاصل ہوا اوسکو اشتر کہتے ہین **خرب** اجتماع خرم و کف کا ہی مفاعیلن میں پس فاعیل منقول بہ مفعول رہا اشتر و اخرب دونون ہزج و مضارع میں واقع ہوتے ہین **عضب** مفاعلتن میں خرم کرنا فاعلتن منقول بہ مفتعلن ہوا **اقصم** اجتماع خرم اور عضب یعنی اصلم و مہملہ کا ہی مفاعلتن میں پس فاعلتن منقول بہ مفعولن رہا **جحم** اجتماع عقل و خرم کا مفاعلتن میں پس فاعتن منقول بہ فاعلن ہوا **اعقص** اجتماع خرم و نقص سے ہی مفاعلتن میں پس فاعلت منقول بہ مفعول رہا **اعضب** و اقصم و اجم و اعقص مخصوص بحر وافر ہین **رفع** اسقاط ایک سبب کا اوس رکن سے جسکے اول میں دو سبب واقع ہون چنانچہ مستفعلن تفعلن منقول بہ فاعلن اور مفعولات عولات منقول بہ مفعول ہوا اور یہ بحر منسرح و رجز میں آتا ہی **قسم چہارم** مرکبات جدیدہ میں یعنی جو متاخرین نے بعد خلیل کے استخراج کیے **جبب** اسقاط دو سبب خفیف کا ہی آخر مفاعیلن سے پس مفا منقول بہ فعل رہا **ہتم** اجتماع حذف و قصر کا ہی مفاعیلن میں پس مفاع منقول بہ فعول ہوا **زلل** اجتماع خرم و ہتم کا ہی مفاعیلن میں فاع رہا یہ تینون ہزج و مضارع میں واقع ہوتے ہین **خلع** اجتماع خبن و قطع کا ہی پس مستفعلن فعولن اور فاعلن فعل ہو گیا **جحف** یہ کہ اول فاعلاتن کو خبن کیا فعلاتن رہا پس فعلاکہ فاصلہ صغریٰ ہی دور کیا تن رہا منقول

یہ رفع ہوا رابع اجتماع خبن و قطع کا ہی فاعلاتن میں بعد خبن فعلاتن بعد قطع فعل رہا بسکون لام مستفعلن میں آتا ہی **جدع** اسقاط دونون سبب خفیف مفعولات کا اور اسکان تا کا پس لات متحرک فاع رہا **نحر** مفعولات میں بعد جدع کے دور کر دینا الف کا فاع میں سے فع رہا اور یہ دونون بحر سریع و منسرح و مقتضب میں آتے ہین **کشف** اجتماع طی و کسف کا مفعولات میں پس مفعلا متحرک فاعلن ہوا **قسم پنجم** اس ذکر میں کہ ہر یک رکن میں کون کون تغیرات واقع ہوتے ہین اور فروع ہر رکن کے کسقدر ہین **زحاف مفاعیلن** کے ۱۲ ہین قبض ۱ کف ۲ حرم ۳ خرب ۴ بتر ۵ شتر ۶ حذف ۷ قصر ۸ ہتم ۹ جب ۱۰ زلل ۱۱ تسبیغ ۱۲ اور **فروع** ۱۶ مقبوض مفاعلن ۱ مکفوف مفاعیل ۲ اخرم مفعولن ۳ اخرب مفعول ۴ ابتر فع ۵ اشتر فاعل ۶ محذوف فعولن ۷ مقصور مفاعیل ۸ بسکون لام اہتم فعول ۹ مجبوب فعل ۱۰ ازل فاع ۱۱ مسبغ مفاعیلان ۱۲ مقبوض مسبغ مفاعلان ۱۳ اخرم مسبغ مفعولان ۱۴ اشتر مسبغ فاعلان ۱۵ محذوف مسبغ فعولان ۱۶ **زحاف فاعلاتن** ۱۱ ہین خبن ۱ کف ۲ شکل ۳ قطع ۴ حذف ۵ قصر ۶ شعث ۷ حصف ۸ تسبیغ ۹ ابتر ۱۰ رفع ۱۱ **فروع** ۱۵ ہین مخبون فعلاتن ۱ مکفوف فاعلات ۲ مشکول فعلات ۳ مخبون محذوف فعلن ۴ بکسر عین ۵ محذوف فاعلن ۶ مقصور فاعلات ۷ مشعث مفعولن ۸ مجحوف فع ۹ مسبغ فاعلیان ۱۰ ابتر فعلن ۱۱ بسکون عین ۱۲ مرفوع فعل ۱۳ مقصور مخبون فعلان ۱۴ بکسر عین ۱۵ مقطوع مسبغ فعلان ۱۶ بسکون عین ۱۷ محجوب مسبغ فاع ۱۸ مخبون مسبغ فعلیان ۱۹ **زحاف مستفعلن** ۹ ہین خبن ۱ طی ۲ خبل ۳ قطع ۴ خلع ۵ حذ ۶ ذا ۷ ذاذا ۸ لہ ۹ رفع ۱۰ ترفیل **فروع** ۱۶ مخبون مفاعلن ۱ مطوی مفتعلن ۲ مخبول فعلتن ۳ مقطوع مفعولن ۴ مخلع فعولن ۵ محذوف فعلن ۶ بسکون عین ۷ ذال مستفعلان ۸ مرفوع فاعلن ۹ مرفل مستفعلاتن ۱۰ مخبون ذال مفاعلان ۱۱ مطوی ذال مفتعلان ۱۲ مرفوع ذال فاعلان ۱۳ محذوف ذا ۱۴ مخبول ذال فعلتان ۱۵ مخبون مرفل مفاعلاتن ۱۶ مطوی مرفل مفتعلاتن **زحاف مفعولات** ۹ ہین خبن ۱ طی ۲ وقف ۳ کسف ۴ صلم ۵ رفع ۶ خبل ۷ جدع ۸ نحر اور **فروع** ۱۵ ہین مخبون مفاعیل ۱ بضم التا مطوی فاعلات ۲ بضم التا موقوف مفعولان ۳ مکسوف مفعولن ۴ اصلم فعلن ۵ بسکون عین ۶ مرفوع مفعول ۷ مخبول فعلات ۸ بضم تا مجدوع فاع ۹ منحور فع ۱۰ مخبون موقوف مفاعیل ۱۱ بسکون لام مطوی موقوف فاعلات ۱۲ بسکون تا مطوی مکسوف فاعلن ۱۳ مخبول موقوف فعلات ۱۴ مخبول مکسوف فعلن ۱۵ بکسر عین ۱۶ مخبون مکسوف فعولن **زحاف مفاعلتن** سات ہین عصب ۱ عضب ۲ عقل ۳ قطف ۴ قصم ۵ جم ۶ عقص **فروع** آٹھ ہین معصوب مفاعیلن ۱ معضوب مفتعلن ۲ معقول مفاعلن ۳ مقطوف فعولن ۴ اقصم مفعولن ۵ اجم فاعلن ۶ اعقص مفعول ۷ معصوب مکفوف مفاعیل ۸ **زحاف متفاعلن** سات ہین اضمار ۱ وقص ۲ قطع ۳ خزل ۴ حذ ۵ ذا ۶ ذاذا ۷ لہ ترفیل **فروع** ۱۷ ہین مضمر مستفعلن ۱ موقوص مفاعلن ۲ مقطوع فعلاتن ۳ مخزول مفتعلن ۴ احذ فعلن ۵ بکسر عین ۶ احد مضمر مفاعلان ۷ مرفل مفاعلاتن ۸ احذ مضمر فعلن ۹ بسکون عین ۱۰ مقطوع مضمر مفعولن ۱۱ احذ مذال فعلان ۱۲ بکسر عین ۱۳ احد مضمر مذال فعلان ۱۴ بسکون عین ۱۵ مخزول مذال مفتعلان ۱۶ مضمر مذال مستفعلان ۱۷ مضمر مرفل مستفعلاتن ۱۸ موقوص مذال مفاعلان ۱۹ موقوص مرفل مفاعلاتن ۲۰ مخزول مرفل مفتعلاتن **زحاف فعولن** کے سات ہین قبض ۱ قصر ۲ حذف ۳ لم ۴ ترم ۵ بتر ۶ تسبیغ **فروع** آٹھ ہین مقبوض فعول ۱ بضم لام مقصور

فعولن بسکون لام محذوف فعل انکم فعلن اثرم فعل ابتر فع مسبغ فعولان اثلم مسبغ فعلان بسکون عین ز حاف فاعلن کے
۶ ہین قطع خبن خلع حذ ذ ترفیل اذالہ ۸ فروع ۸ ہین مقطوع فعلن بسکون عین مخبون فعلن بکسر عین مخلع فعل بفتح عین وسکون
لام محذوف فع مرفل فاعلاتن مذال فاعلان مخبون مذال فعلاتن مقطوع مذال فعلان ز حاف فاع لاتن
منفصل کے ۳ ہین کف قصر حذف فروع بھی ۳ مکفوف فاعلات بضم التا مقصور فاعلات ساکن الآخر محذوف فاعلن
ز حاف مس نفع لن کے ۳ ہین خبن قصر شکل مخبون مفاعلن مقصور مشکول مفاعل بضم لام مخبون مقصور فعولن یہ چار فرع ہین

فصل چہارم تقطیع کے بیان مین

تقطیع اصطلاح مین وہ ہی کہ اجزاے شعر کو اجزاے ارکان اوس بحر کے ساتھ
اس طرح مقابل قطع کرنا کہ متحرک مقابل متحرک کے اور ساکن مقابل ساکن کے واقع ہو اور اتفاق نوعیت حرکت کا ضرر نہین
یعنی اگر مقابل فتحے کے کسرہ یا ضمہ ہو تو مضایقہ نہین علی ہذا القیاس مثلاً مرے دلبر اور سخن کہنا دونون بروزن مفاعیلن اور
تقطیع مین حروف ملفوظی معتبر ہی غیر ملفوظی شمار مین نہین آتے پس جو حرف کہ تلفظ مین آتے ہین اور کتابت مین نہین وہ یہ ہین
اول الف ممدودہ کہ بجاے دو الف کے گنا جاتا ہی جیسے آیا ہی بروزن مفعولن اور سواے الف اور الفاظ زبان عربی کے
بھی حالت اشباع حرکت بجاے حرف شمار کیے جاتے ہین جیسے الف رحمن اور آمد اور سموات اور طہ اور ہذا کا اور واو
و یا الفاظ لہ و بہ مین **دوم** تنوین جیسے ایضاً و علماً بروزن فعلن **سوم** حرف مشدد بجاے دو حرف شمار کیا جاتا ہی جیسے
فرخ بروزن فعلن **چہارم** ہمزہ بھی ایک حرف گنا جاتا ہی جیسے جاؤ بروزن فعلن اور جو کتابت مین ہین اور تلفظ
مین نہین آتے **اول** الف وصل بعض الفاظ مثل اس اُس اب اُک وغیرہ کا جبکہ ملفوظ نہو گا تقطیع مین بھی شمار نہو گا جیسے الف
لفظ اک کا اس مصرع مین ع تا سنج مصرع ہر قدم پر جاے گرد اک آتش محشر اوٹھا + کبھی الف آخر لفظ کا بھی ملفوظ نہین ہوتا
جیسے ع رہا دل غم سے بیقرار سدا + اور الفاظ عربی مین الف اکثر نہین پڑھا جاتا جیسے ایہا الناس اور انا الحق اور ابا اُ
اور عبد المجید وغیرہ **دوم** یاے بعض الفاظ کی بھی تلفظ مین نہین آتی جیسے ع مجھے اب طاقت گفتار نہین + اور بعض
الفاظ عربی مین مثل فی الجملہ اور غازی الدین اور ابی الفضل اور اولی الالباب اور ذوی الروح وغیرہ اور یا لفظ مین کی
جیسے ع مین جہان بلبہون گلا کا ٹو یا گلے سے لگو + **سوم** واو بھی بعض مواقع مین تلفظ مین نہین آتا جیسے واو جو کو تو
وغیرہ **کل** ع یہ شرکت تو بندی کو بھاتی نہین + اور واو معدولہ جیسے خود اور خویش اور اوس کا کہ تقطیع مین خد
اور خیش اور اُس گنا جاے گا اور الفاظ عربی مین جیسے ابو الحسن اور ابو الہوس اور اولوا العلم اور واو عطف کا
جیسے واو اول و سوم اس مصرع مین ع دل و جان قرار و ہوش نہین + **چہارم** حرکت بجاے حرف گنی جاتی ہی جیسے
اضافت یا اس مصرع مین ع نکہت زلف مسلسل سے پریشان تھا دماغ + **پنجم** حرف مخلوط التلفظ جیسے گیا گھر کچھ
مجھ سے نہ ہنسا کہ تقطیع مین گا گر کچ مج مہ ہنسا گنا جاتا ہی **ششم** یاے مخفی آخر بعض الفاظ کے کبھی کبھی شمار مین نہین
آتی **تنسیم شعر** اب خامہ سے واشگاف یون ہی + دل ملنے کی راہ صاف یون ہی + اگر عروض و ضرب مین واقع ہو تو بجاے

حرف شمار مین آتی ہی + ولہ شعر مانگا کاغذ دوات خامہ لکھا گلچین کے نام نامہ + اور یہ ہا حالت اضافت مین ہمزہ یلیہ سے بدل جاتی ہی تب حرف کے شمار مین آتی ہی اور در حالت اشباع اضافت و حرف کے شمار مین آتی ہی جیسے ع نالۂ دل عرش پہ پونہچا مرا + ع نالۂ دل عرش پہ پونہچا مرا + مفتم نون غنہ بعد حرف علت جیسے کہان کہین کہون یون دون جہان تہین وغیرہ مین البتہ اگر آخر مصرع مین ہوگا بجاے حرف ساکن گنا جائے گا ناسخ شعر رعیت کبھی کسی کی گوارا یہان نہین + جس سرزمین کے ہم ہین وہان آسمان نہین + قاعدہ دیگر جب کوئی دو حرف ساکن سوائے نون غنہ بعد حرف علت کے وسط مصرع مین واقع ہون تو تقطیع مین ساکن دوم متحرک کیا جاتا ہی مگر آخر مصرع مین دونون بحال رہتے ہین + غالب شعر خون ہی دل غم ناک مین احوال بتان پر یعنی + اسکے ناخن ہوے محتاج حنا میرے بعد حرف کاف لفظ خاک کا متحرک ہوگا اور دال لفظ بعد کا بحال رہے گا اور اگر تین ساکن جمع ہون پس اگر وسط مصرع مین ہین تو اول کو بحال دوسرے کو متحرک تیسرے کو ساقط کرتے ہین اور اگر آخر مصرع مین تو ایک کو ساقط باقی کو بحال ع ہی دوست وہ جو دوست کی خاطر جلاے دل + غالب شعر آمد خط سے ہوا ہی سرد جو بازار دوست + دود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست + الفاظ جو اوپر لکھے گئے بطور نمونے کے ہین اسی طرح جانا چاہیے کہ حروف ملفوظ معتبر اور غیر ملفوظ ساقط ہوتے ہین اب ایک شعر کی تقطیع بطور مثال لکھی جاتی ہی میر حسن شعر کرون پہلے توحید یزدان رقم + جکا جسکے سجدے کو اول قلم + بروزن فعولن فعولن فعولن فعل ہی اس طرح کرو پہ فعولن لتوحی فعولن یزدا فعولن رقم فعل + جکا جس فعولن کسجدے فعولن کو اول فعولن قلم فعل + اور یاد رہے کہ تقطیع مین جاننا بحور اور ارکان کا ضرور ہی تاکہ تقطیع حقیقی اور غیر حقیقی مین تمیز ہو مثلاً ع نہوا اوس سے مایوس امیدوار + کہ بحر تقارب مین بروزن فعولن فعولن فعولن فعول ہی وزن غیر حقیقی مین بھی یون تقطیع ہو سکتا ہی نہوا اوس فعولن سہا یوس مفاعیل امیدوار + مستفعلان اور جب ایک بحر دوسری بحر کے ساتھ مشتبہ ہو تو جس سے بے تکلف حاصل ہو اوس بحر سے سمجھنا چاہیے جیسے شعر امام الدین طالب کا شعر روانہ مرے گھر سے جب ہوا صنم + ستم ہوا ستم ہوا ستم + کہ تقطیع اوسکی چھ مفاعلن سے ہی اگر مفاعلن کو مقبول مستفعلن مخبون کا سمجھین بحر رجز مسدس مخبون ہوگی اور اگر مفاعیلن مقبوض اعتبار کرین بحر ہزج مسدس مقبوض ہوگی لیکن مفاعلن مستفعلن سے بعد نقل حاصل ہوتا ہی اور مفاعیلن مقبوض سے بدون نقل لہذا اسکو بحر ہزج سے سمجھنا بہتر ہی

بحر ہزج

فصل پنجم مثال بحور اور ان مستعملہ شعراے اردو مین واضح ہو کہ بحور طویل و مدید و بسیط وافر مقتضب کامل مستعمل شعراے عجم نہین اور شاذ قابل اعتبار نہین بحر ہزج مثمن سالم مفاعیلن آٹھ بار ناسخ شعر مراسینہ ہی مشرق آفتاب داغ ہجران کا + طلوع صبح محشر چاک ہی میرے گریبان کا + اس وزن مین اگر کوئی رکن سالم اور کوئی مسبغ لائین تو جائز ہی مثمن مقبوض بہادر سنگہ کام بدایونی شعر یہ تھوڑی تھوڑی مے ندے کلائی موڑ موڑ کر + بھلا ہو تیرا ساقیا پلا دے خم نچوڑ کر + مفاعلن آٹھ بار مثمن اشتر فاعلن مفاعیلن چار بار رنگین شعر عشق مین تیرے مرا رنگ

زعفرانی ہی + ضعف ہی رفیق اپنا یار ناتوانی ہی + **مثمن اخرب** مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن آیات **شعر** بھولا ہون
مین عالم کو سرشار اسے کہتے ہین + مستی سے نہین غافل ہشیار اسے کہتے ہین + **مثمن اخرب مکفوف مقصور** مفعول مفاعیل
مفاعیل مفاعیل + ذوق **شعر** جھومر کا نظر سر پہ ترے ابتو پڑا چاند + تھا وعدہ چڑھے چاند کا لا بوسہ چڑھا چاند + **مثمن اخرب**
مکفوف محذوف مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن + ناسخ **شعر** دل لیتی ہی وہ زلف سیہ فام ہمارا + بجھتا ہی چراغ آج سر شام
ہمارا + اجتماع ان و نون وزن کا ایک شعر مین جائز ہی + ذوق **شعر** ہی بادہ کشون کے لیے اک غیب سے تاٖیید زاہد جو دعا
مانگتا باران کے لیے ہی + **مثمن مقصور محذوف** + امام الدین طالب **شعر** تپ ہجر سے ای یار دل زار جلا ہی + ذرا دیکھ
دل زار نیا باغ کھلا ہی + مفاعیل مفاعیل مفاعیل فعولن اس وزن مین اگر سب مفاعیل آوین جائز ہی **مسدس مقصور**
العروض والضرب یا محذوف الاخیرین یعنی مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن اجتماع ان و نون کا ایک شعر
مین جائز ہی + راحت **شعر** شب فرقت مین بیتابی سے ہر دم + جلا کرتا ہون مثل شمع کافور + **مسدس اخرب مقبوض**
محذوف الآخر یا مقصور الآخر و مسدس اخرم اشتر محذوف یا مقصور الآخر یعنی مفعول مفاعلن
فعولن + یا مفاعیل و مفعولن فاعلن فعولن + یا مفاعیل اجتماع ان چارون کا جائز ہی + **تسبیم شعر** انسان کا سر دو رقص کیا ہی
پریون کا ناچ دیکھتا ہی + **ولہ شعر** خالق نے دیے تھے چار فرزند + دانا عاقل نے کی خردمند + مصرع اول و دوم
وسوم و چہارم وزن اول و سوم و دوم و چہارم پر ہی **بحر رجز** **مثمن سالم** مستفعلن آٹھ بار + ناسخ **شعر** زندان مین بحر رجز
بھی کوچہ ترای یار آتا ہی نظر + بلبل قفس مین ہی وے گلزار آتا ہی نظر + **مثمن مطوی مخبون** مفتعلن مفاعلن چار بار
+ جرأت **شعر** پھرتا ہون تجھہ بغیر مین ہو کے دوانہ ہو بہو + شہر بشہر وہ بدہ خانہ بخانہ کو بکو + **بحر رمل مثمن محذوف** بحر رمل
یا مقصور فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن + یا فاعلات + **تنبیہ شعر** اس طرح دلکو محبت تجھسے ہی ای شعلہ رو +
جس طرح آتش سے رکھتا ہی سمندر اختلاط + عروض محذوف ضرب مقصور ہی **مثمن مشکول** فعلات فاعلاتن چار بار
انشا **شعر** مجھے کیون نہ آے ساقی نظر آفتاب اولٹا + کہ پڑا ہی آج خم مین قدح شراب اولٹا + **مثمن مخبون مقصور یا**
محذوف یا مخبون مسبغ مقطوع یا ابتر یعنی فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلات + یا فعلن بکسر عین + یا فعلان
بسکون عین + یا فعلن بسکون عین + فوق **شعر** شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کی طرف + صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کی طرف
ولہ شعر راہ پر لائیے جسکو وہی رہزن ہو جاے + دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہو جاے + جرأت **شعر** چیرا اس
دل کو نہ اک آن ترے بن یا + دن گیارات ہوئی رات گئی دن آیا + ان چارون کا اجتماع جائز ہی اور انمین اگر صدر
وابتدا مثل حشو کے یعنی مخبون آ جائے تو جائز ہی + امانت **شعر** نہ کسی بحر لطافت پہ کرے چشم کو وا + حلقہ گیسو
محبوب ہی گرداب بلا + صدر مخبون ہی **مسدس مقصور یا محذوف** فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + یا فاعلن
اجتماع جائز ہی + غالب **شعر** پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال + پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا + **مسدس مخبون مقصور**

یا محذوف یعنی فاعلاتن فعلاتن فعلات یا فعلن + غالب شعر کچھہ تو دے ای فلک ناانصاف + آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی + اور عروض و ضرب اگر ابتر یا مسبغ مقطوع لائین اور صدر و ابتدا بھی اگر مخبون لائین جائز ہی + ولہ شعر قطع کیجے نہ تعلق ہم سے + کچھہ نہین ہی تو عداوت ہی سہی + عروض ابتر ہی + ولہ شعر غلطی ہاے مضامین مت پوچھہ + لوگ نالے کو رسا باندھتے ہین + صدر مخبون اور ضرب مسبغ مقطوع ہی بحر سریع مطوی موقوف یا مکسوف مفتعلن مفتعلن فاعلات یا فاعلن + طالب شعر ہمنے کیا تجھپہ دل و جان نثار + تو نہوا ہاے دل و جان سے یار + ذوق شعر دیکھا دم نزع دلارام کو + عید ہوئی ذوق وے شام کو + اجتماع جائز ہی اور اگر بجاے مطوی یعنی مفتعلن کے مقطوع یعنی مفعولن آئے جائز ہی لمولفہ شعر پوچھہ نہ کچھہ مجھسے کہ ہی کیا ہوا + دل مرا تجھپر ہی شیدا ہوا + اور اسی تغیر کو عوام سکتہ کہتے ہین مطوی مقطوع مجدوع مفتعلن مفعولن فاع + طالب شعر تو ہی سراپا حسن اور ناز + مین ہون مجسم سوز و گداز + اس وزن مین بجاے مقطوع یعنی مفعولن کے لانا مکفوف یعنی مستفعل مضموم اللام کا جائز ہی جیسے مصرع ثانی مین علی ہذا القیاس بجاے مجدوع یعنی فاع کے مخبون یعنی فع لانا جائز ہی بحر منسرح مثمن مطوی موقوف مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات + سودا شعر سنئے سمجھئے کو بات حق نے دیے گوش و ہوش + حق بطرف جسکے ہو آج نر ہیو خموش + اس وزن مین اگر بجاے مفعولات مطوی موقوف یعنی فاعلات کے مطوی مکسوف یعنی فاعلن واقع ہو تو جائز ہی جیسے مصرع دوم کے حشو مین اور اگر رکن مستفعلن مین بجاے مطوی یعنی مفتعلن کے مقطوع یعنی مفعولن کسی جگہہ واقع ہو تو جائز ہی مثمن مطوی مخبور مفتعلن فاعلات مفتعلن فع + غالب شعر اکہ مری جان کو قرار نہین ہی + طاقت بیداد انتظار نہین ہی + اگر عروض و ضرب بجاے مخبور یعنی فع کے مجدوع یعنی فاع لائین جائز ہی بحر مضارع مثمن اخرب مفعول فاع لاتن چار بار + ذوق شعر ہم مین غلام اونکے جو ہین فا کے بندے + اسکو یقین جانو گر ہو خدا کے بندے + اسمین اگر عروض ضرب مسبغ آئے یعنی فاعلیان تو جائز ہی + میر درد شعر مرتا نہین ہون کچھہ مین اس سخت دل کے ہاتھون + پستا ہون آپ اپنے کمبخت دل کے ہاتھون + اور اگر اس وزن مین رکن فاع لاتن کا حشو مین ایک جا سالم اور ایک جا مکفوف یعنی فاعلات اور بجاے مفاعیلن مفاعیل آئے جائز ہی + طالب شعر ظالم نہین ہی الفت دل مین ترے ذرا بھی + رحم آیا کچھہ نہ تجھکو تڑپے عشق مین میرے ابھی + بروزن مفعول فاعلات مفاعیل فاع لاتن مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف یا مقصور مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلات + غالب شعر کیون جل گیا نہ تاب رخ یار دیکھکر + جلتا ہون اپنی طاقت دیدار دیکھکر + ذوق شعر ہون طائر خیال نہ پر ہین میرے بال + پرواز کے جا پہونچتا کہین سے کہین ہون مین + اجتماع جائز ہی اور اگر فاع لاتن اور مفعول دونون حشو مین سالم لائین جائز ہی لمولفہ شعر ظلم اوسکے دل پہ اوٹھا ہیشہ آہ + میرا جگر تو دیکھو اسد کی بناہ + مثمن مکفوف مقصور یا محذوف مفاعیل فاعلات مفاعیل فاعلات یا فاعلن لمولفہ شعر اگر دل ہی ترا صاف تو کیون مجھسے خفا ہی + مجھے صاف یہ بتلا دے کہ کیا میری خطا ہی + بحر مجتث

بحر

بحر منسرح

بحر مضارع

بحر مجتث

مثمن مخبون مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن + غالب **شعر** عجب شاہ سے جلاد کے چلے ہین ہم آگے + کہ اپنے سایے سے سر پاؤن سے ہی دو قدم آگے + **مثمن مخبون محذوف** یعنی مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن + اگر عروض و ضرب ابتر یعنی فعلن بسکون عین یا مخبون مقصور یعنی فعلان بحرکت عین یا مقطوع مسبغ یعنی فعلان بسکون عین آئے تو مضایقہ نہین + **شعر** ہوا ہوں رو یہ غم سے کہ لوٹا جو کبھی + تمام سبزہ بیابان کا زعفران ہوتا + غالب **شعر** نہین ہی سایہ کہ سنکر نوید مقدم یار + گئے ہین چند قدم پیشتر در و دیوار + **بحر خفیف مخبون** فاعلاتن مفاعلن فعلاتن + طالب **شعر** سوز دل شرح گر کرون سر محفل + داغ شمع تر کرون سر محفل + **مخبون محذوف** یعنی فاعلاتن مفاعلن فعلن + عروض و ضرب اگر ابتر یعنی فعلن بسکون عین یا مخبون مقصور یعنی فعلان بحرکت عین یا مخبون مقصور مسبغ یعنی فعلان بسکون عین آئے تو جائز ہی + غالب **شعر** دل ہوائے خرام ناز سے پھر + محشرستان بیقراری ہی + **ذوق شعر** واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد + کر شراب و کباب کی باتین + **بحر مقتضب مثمن مطوی** فاعلات مفتعلن چار بار + لمؤلفہ **شعر** تجھ بغیر شک پری کب خوش آئے سیر چمن + گل ہین خار و لکو مرے دیتے ہین زیادہ الم + **بحر کامل مثمن سالم** متفاعلن آٹھ بار + جرأت **شعر** جو چمن مین کنج رے تو ای صبا تو یہ کہیو بلبل زار سے + کہ خزان کا دن بھی ہی سامنے نہ لگا نا دل کو بہار سے + اگر عروض و ضرب مثال ہو مضایقہ نہین + وحشت **شعر** تری چشم کے جو مریض ہین جز اجل کے اونکی دوا نہین + ہو معالج اونکا مسیح بھی تو او نھین امید شفا نہین + **مثمن مضمر** متفاعلن مستفعلن چار بار + طالب **شعر** نہوئی کبھی مجھسے خطا نہ ہوا کرو مجھپر خفا نہ یا کرو تم گالیان نہ کیا کرو مجھپہ جفا + اسمین اگر عروض و ضرب مضمر مذال ہو تو جائز ہی **بحر بسیط مثمن سالم** مستفعلن فاعلن چار بار + ولایت علی گویا **شعر** مین نے کہا آصنم اپنے گھر نہ جا صنم + تو ہی خفا کیا صنم میری قسم کھا صنم + **بسیط مثمن مخبون** مفاعلن فعلن چار بار + ولہ **شعر** دکھادے تجکو پری اک ذری + آگئی مجھکو وہین بیخبری + **بحر وافر مثمن سالم** مفاعلتن آٹھ بار + طالب **شعر** ڈرا کے کہا بھلا نے بھلا خفا جو ذرا ہوا وہ صنم + مرا بھی ذرا گلہ نہ رہا ہنسا جو گیا مجھے یہ ستم + **بحر متقارب مثمن سالم** فعولن آٹھ بار + ذوق **شعر** چنی تو نے افشان جوای مہ جبین ہی + ستارون مین کیا کیا چنان اور چنین ہی + **مثمن مقصور یا محذوف** فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل + میر حسن **شعر** کدھر ہی تو ای ساقی گلعذار + مرا غم سے دل ہو گیا خار خار + اجتماع جائز ہی + **متقارب مثمن اثلم** فعلن فعولن چار بار + طالب **شعر** ای وای قسمت دیکھا تجھکو + حسرت رہے گی تا مرگ مجھکو + **مثمن مقبوض اثلم مقصور** فعول فعلن چار بار + ولہ **شعر** تڑپ رہا ہون مین بسمل ہجر لے میری شتاب قاتل + **بحر متدارک مثمن سالم** فاعلن آٹھ بار + ولہ **شعر** کیا کرون مین گلہ یار نے کیا کیا + دل مرا چھین کر مفت ہی لے لیا + **مثمن مخبون** فعلن بکسر عین آٹھ بار + ظفر **شعر** مراد شمن اگرچہ زمانہ رہا + ترا یون ہی مین دوست یگانہ رہا + **مثمن مقطوع** فعلن بسکون عین آٹھ بار + طالب **شعر** ہر دم کرتا ہون مین زاری + دیکھی بس بس تیری یاری + **فائدہ**

بحر خفیف

بحر مقتضب
بحر کامل

بحر بسیط

بحر وافر

بحر متقارب

بحر متدارک

بعض شعرائے عجم اور فصحائے ہند نے آٹھ سے زیادہ رکن کے اشعار بھی کہے ہین جیسے شعر ظفر کا معشر یعنی فس رکن کا
شعر ہو کے خاک اپنا مٹا دینا جسے منظور ہو وہ خاکسار + خاک رہ ہو خاک پا ہو یہ بھی ہو اور وہ بھی ہو اور کچھ نہو + بروزن فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات + یا فاعلن اور بعض بحور کا مضاعف استعمال کیا ہی جیسے بحر ہزج مثمن سالم مضاعف لا الہ الا اللہ
شعر چمن مین وہ نگار سبز خط گیسو پریشان است قد خوش چشم مہ سیما جو آکر جلوہ گر ہوئے + بنفشہ جا پڑے سو دامن سنبل
پیچ کھائے پا بگل شمشاد نرگس رو دل چاک جگر ہوئے + متقارب مثمن سالم مضاعف + ذوق شعر تمنا نہین ہی کہ امداد دلکو
طپش کا صلہ ہو کہ مزد قلق ہو + یہی حق ہی قاتل اگر حق دلائے یہ بسمل ترے پاؤن پر جان بحق ہو + متقارب مثمن مقبوض
اثلم مضاعف + ہوس شعر سوائے اندوہ و یاس و حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو + اوٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی
بہتر ہی یان سے ہمکو + فعول فعلن آٹھ بار متدارک مثمن مخبون مضاعف + شر شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے
ہوئے نہ ادھر کے ہوئے + گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے ہوئے نہ ادھر کے ہوئے + فعلن سولہ بار
متدارک مثمن مقطوع احذ مضاعف + ذوق شعر جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو اور اوسمین لف سرکش ہو + پھر لف سے وہ
دست ہوسے جسمین اخگر آتش ہو + فعلن سولہ بار بعض جا مخبون واقع ہوا ہی عروض و ضرب حذ ہی بروزن فعلن فعلن
فعلن فعلن فعلن فعلن فع کبھی شتر بھی محذوذ ہوتا ہی + تراب شعر بادِ خزان کے قدمون سے باغ ہوا تھا خارستان +
دم سے ترے اے بادِ صبا آگ لگی گلشن مین ہی + فعلن فعلن فعلن فع فعلن فعلن فعلن فع جرأت شعر رنگ بھبو کا ہونٹھ ملائم
اور کچون مین سختی ہی + سینے سے لے ناف تلک اک قائم کی سی تختی ہی + فائدہ ایک مصرع کا آخر مقصور آئے دوسرا
محذوف تو جائز ہی جیسا اکثر اوپر گذرا اور اگر عروض و ضرب مین سے ایک سالم ہو دوسرا مسبغ تو بھی جائز ہی جیسا اوپر گذرا
اور اس بیت مین + شر شعر ہو اشہو عالم مین ہمارا نام سو سو کوس + لیے پھرتی ہی ہمکو گردش ایام سو سو کوس + یا صدر
وابتدا مین سے ایک سالم دوسرا مخبون جیسے + غالب شعر غلطیہاے مضامین مت پوچھ + لوگ نالے کو رسا باندھتے ہین +

فصل ششم

فصل ششم واضح ہو کہ سوائے بحور شانزدہ گانۂ مذکور الصدر کے دیگر بحور کہ ایجاد متاخرین ہین چونکہ اکثر غیر مستعمل
اور بحور قدیم سے بادنی تفاوت حاصل ہو سکتی ہین لہذا شرح بیان اونکا نہین کیا مجملاً نام اونکے لکھتا ہون
اول قریب مفاعیلن مفاعیلن فاعلاتن دو بار دوم جدید جسکو غریب بھی کہتے ہین فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن
دو بار سوم متشاکل فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن دو بار سوائے اسکے بعض اہل عروض نے دائرۂ مختلفہ سے سوائے
طویل مدید بسیط کے بحر عریض و عمیق کو الگ کیا ہی یعنی مفا سے شروع کر کے مفاعیلن فعولن چار بار عریض اور لن فعو
سے شروع کر کے لن فعولن مفاعی وزن فاعلن فاعلاتن بحر عمیق اور بعض اہل عروض پارسی مثل بہرام سرخسی و بزرجمہر فنی
وغیرہ نے بحور نوزدہ گانۂ مذکور سے نو بحرین اور استخراج کی ہین اور کہتے ہین کہ دائرہ اوسکا عبد اللہ قریشی نے
ایجاد کر کے منعکسہ نام رکھا اول صریم مفاعیلن فاعلاتن دو بار دوم کبیر مفعولات مفعولات مستفعلن دو بار سوم بدیل

مستفع لن مستفع لن دوبار چہارم قلیب فاعلات مفاعیلن دوبار پنجم حمید مفعولات مستفعلن مفعولات دوبار ششم صغیر مستفعلن فاعلاتن مستفعلن دوبار ہفتم اضم فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن ہشتم سلیم مستفعلن مفعولات مفعولات دوبار نہم جمیم فاع لاتن مستفع لن مستفع لن دوبار اور سوائے اسکے عاشق صادق نامے ایک شخص نے ہمعصران امیر خسرو دہلوی سے رسالہ جامع الصنائع مصنفہ اپنے مین تین بحرین اور ایجاد کی ہین اور دو رکن بھی تازہ پیدا کیے ہین متفاعلتن اور مفعولاتن اور غور سے معلوم ہوگا کہ متفاعلتن اجتماع دو فعلن بکسر عین کا ہی اور مفعولاتن دو فعلن بسکون عین کا کہ مدار کل مخبون اور مقطوع ہین وہ تین بحرین یہ ہین اول کفت متفاعلتن آٹھہ بار دوم زلل مفتعلاتن آٹھہ بار سوم اوفر مفعولاتن آٹھہ بار اور علاوہ ازین اور بھی بحرین ہین خبب مفعول فعلاتن چار بار مواسع فاعلتن مفعول فعولن چار بار مرکن مفعول مفاعیل مفاعیل فعولن فعلاتن دوبار

باب چہارم علم قوافی مین

فصل اول حروف قافیہ کے بیان مین

واضح ہو کہ قافیہ اصطلاح مین عبارت ہی ایک یا چند حروف معین سے کہ ونکو آخر مصرع یا بیت مین الفاظ مختلفہ مین لائین اور وہ نو حرف ہین اول روی کہ اصل قافیہ ہی یعنی روی قافیے مین ضرور ہوگا گو اور حرف نہون اور چار حرف یعنی ردف قید تاسیس مجیل روی سے قبل آتے ہین اور چار حرف یعنی وصل خروج نائرہ مزید بعد روی کے واقع ہوتے ہین پس حروف عبارت ہی حروف مدہ یعنی الف واو و یاے تحتانی سے کہ بدون واسطہ حرف متحرک کے قبل روی سے واقع ہوا اور اونکے ماقبل کی حرکت اونکے مطابق ہو یعنی ماقبل الف فتحہ اور ماقبل واو ضمہ اور ماقبل یا کسرہ ہو غالب شعر جس بزم مین تو ناز سے گفتار مین آئے ۔ جان کالبد صورت دیوار مین آئے ۔ ولہ شعر نقش فریادی ہی کسکی شوخی تحریر کا ۔ کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا ۔ ولہ شعر شب کہ وہ مجلس فروز خلوت ناموس تھا ۔ رشتہ ہر شمع خار کسوت فانوس تھا ۔ اور اگر درمیان ردف اور روی کے ایک ساکن واقع ہو بعض اوسکو داخل ردف سمجھکر ردف ائد یا مرکب کہتے ہین اور محقق طوسی نے داخل روی سمجھکر اوسکو روی مضاعف لکھا ہی اور وہ چھہ حرف ہین ش ر ف خ ن س کی مثال جیسے راقمست کاست دوحست پوست زیست چیست علی ہذا القیاس باقی حروف جیسے گوشت کاردکوفت تاخت چاند اور قافیہ واو و یای معروف و مجہول کا بعض اساتذہ فارسی کے کلام مین پایا جاتا ہی لیکن احتراز بہتر ہی اور شعراے اردو مین تو محض ناجائز سودا شعر کرتے اوسکو لگے نہ ذرہ دیر ۔ مہرہ کو بشکل نان و پنیر ۔ ولہ شعر ہوا دیکھہ حیران صغیر و کبیر جب آگے اوٹھہ بھاگے قالین کے شیر حرف قید اور کوئی حرف سواے حروف علت کہ قبل روی سے ساکن واقع ہو جیسے ابر صبر ستر جتر نثر کثر اجر بحر نحر تخت صدر قدر عذب جذب دُرد مُرد دَرز دَمر دست پست پشم چشم

مارشل کالج اورینٹل لاہور

فصل فصل وقطع رقطع قطع قطع نظم نظم بعد بعد بعد بعد نقل نقل فکر فکر علم علم امر جمر بند بند دور جور قمر زہر سیر سیر خیر
واضح ہو کہ مثال واو و یا مین ماقبل کو حرکت موافق اونکے نہین ورنہ روف ہوجاتا **حرف تاسیس** الف ساکن ہی کہ قبل
روی سے اور ما بین اوسکے اور روی کے ایک متحرک جسکو **دخیل** کہتے ہین واسطہ ہو جیسے کامل شامل وتجاہل وتساہل
نسیم **شعر** مشرق سے روان ہوا دلاور + جس طرح افق سے شاہ خاور + واو حرف دخیل ہی اور اختلاف روف کا جائز نہین
اور اختلاف تاسیس کا اہل عجم کے نزدیک مضایقہ نہین بلکہ التزام تاسیس از قسم صنائع ہی اور اتفاق دخیل کا بھی چندان
ضرور نہین کیونکہ قافیہ عاقل و جاہل وشامل کا جائز ہی اتفاق انکا اختیاری ہی + سودا **شعر** لگا کہنے کہ کوئی ہی خاصہ
بولا اوسوقت دیوتھی کا نا + اور اختلاف حرف قید کا بھی اگرچہ جائز نہین مگر شعرائے فارس بلحاظ قرب مخرج کے
اکثر ایسا قافیہ جائز رکھتے ہین جیسا اس شعر مین **شعر** اُمڈا ہی آنسو ونکا مری آنکھ سے وہ بحر + ہین جسکے آگے سات سمندر بھی
ایک لہر + لیکن اردو مین روا نہین **حرف وصل** نے فاصلہ بعد روی کے آتا ہی اور اوسکو متحرک کردیتا ہی جیسے ہائے نسبت
اور یائے مصدری اور علامت اضافت یا جمع وغیرہ اور علی ہذا القیاس وصل کے بعد خروج اور اوسکے بعد مزید اور پھر
نائرہ ترتیب آتے ہین اور جو حرف بعد نائرہ کے آئے وہ داخل نائرہ ہی اور بقول خواجہ نصیر الدین طوسی کے وہ داخل
ردیف ہی خواہ کلمہ مستقل ہو خواہ غیر مستقل مگر باتفاق اکثر علماء ردیف مین مستقل ہونا کلمے کا شرط ہی جیسے جلاوے گا گلاوے گا
اسمین لام حرف روی الف وصل وخروج یا مزید کا ف والف نائرہ + **شعر** کیا تجلی ہی ترے چاند سے رخسار و بر + چاندنی
چھٹکی ہی گھر کی تری دیوارون پر + سے حرف روی واو وصل نون خروج پر ردیف اور اختلاف ان چاروں حرف کا جائز ہی
اور علامت شناخت حرف روی حرف وصل کی یہ ہی کہ وصل کے حذف کرنے سے لفظ باقی رہتا ہی اور حذف وصل سے مہمل

فصل دوم حرکات حروف قافیہ مین

اور روہ چھ ہین رس اشباع توجیہ حذو مجری نفاذ رس حرکت فتحہ حرف ماقبل تاسیس
کو کہتے ہین اور **اشباع** حرکت حرف دخیل کو + **شعر** کیا ہو قمر اوس حور شمائل کے برابر + ہین جوتی کے تارے مہ کامل کے
برابر + حرکت فتحہ میم کاف رس اور حرکت کسرہ یا و میم اشباع ہی اور **حذو** حرکت حرف ماقبل روف اور قید کو کہتے ہین مثال
حذو روف + غالب **شعر** دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہین + یعنی ہماری جیب مین اک تار بھی نہین + **ولہ شعر** ذکر میرا بہ بدی
بھی اوسے منظور نہین + غیر کی بات بگڑ جاے تو کچھ دور نہین + مثال حذو قید **ولہ شعر** ہمسے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایکدن +
ورنہ ہم چھیڑین گے رکھکر عذر مستی ایکدن + اور **توجیہ** حرکت ماقبل روی کو کہتے ہین بشرطیکہ روی ساکن ہو اور کوئی
حرف حروف قافیہ سے اوسکے ساتھ ہو + **ولہ شعر** یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتے ہین + کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہین
حرکت دال باتوجیہ ہی اور حرکت حرف روی کو **مجری** کہتے ہین جیسے حرکت تا شعر غالب مثال حذو قید مین اور حرکت
حرف وصل کو **نفاذ** کہتے ہین + سرور **شعر** غیرون کے ساتھ تمکو وان ہمکناریان ہین + یان وہ پہلو و دل اور
بقراریان ہین + اور حرکت خروج ومزید کو بھی **نفاذ** ہی کہتے ہین اور اختلاف کسی حرکت کا اردو مین جائز نہین

لہ مزید بعض نسخون مین زوائد ہی
لہ وہ نائرہ فرض کیا جاتا ہی
یعنی زیادہ کیا جاتا ہی
زیادتی قوافی سے
بعد کا کلمہ سقط ہوگیا
لہ ت خروج مین اختلاف
کرنا روا ہی
فصل دوم حرکات حروف قافیہ مین
لہ حرکت قافیہ کی ۳ قسمین
لہ اشباع بمعنی کھینچنا
لہ حذو روف کا حاصل
لہ نفاذ دخول بمعنی نافذ ہونا
لہ توجیہ بمعنی ظاہر ہونا
لہ مجری جاری کرنا

فصل سوم القاب قافیہ مین

فصل چہارم تقسیم القاب قافیہ مین باعتبار

فصل پنجم عیوب قافیہ مین

اگر بعضون کے نزدیک جبکہ حرف روی متحرک ہو یعنی مع حرف وصل ہو تو اختلاف توجیہ و اشباع و حذو قید کا جائز ہی جیسے آہستہ و دستہ سکندری عنصری برابری شاطری

فصل سوم القاب قافیہ مین روی اگر ساکن ہو اوسکو **مقید** اور متحرک ہو اوسکو **مطلق** کہتے ہین اور یہ دونون دو قسم ہین یعنی اگر سوائے روی کوئی دوسرا حرف قافیے مین نہو اوسکو مجرد کہتے ہین اور اگر اور حرف بھی ہو تو قافیے کو اوس سے منسوب کرتے ہین مثلاً مقید مجردہ یا مردفہ یا موسسہ یا موصولہ علی ہذا القیاس مطلق مجردہ یا مردفہ یا موسسہ یا موصولہ اور واضح ہو کہ قافیہ اگر حرف قید کے ساتھ ہو اوسکو بھی مردفہ کہتے ہین اور اگر مشتمل خروج اور مزید یا پر ہو اوسکو بھی موصولہ ہی کہتے ہین

فصل چہارم تقسیم القاب قافیہ مین باعتبار حروف ساکن اور متحرک کے اور وہ پانچ قسم ہی **مترادف** **متواتر** **متدارک** **متراکب** **متکاوس** **مترادف** وہ کہ آخر قافیے مین دو ساکن بلا فصل واقع ہون غالب شعر نالہ جرس طلب ستم ایجاد نہین ہی تقاضاے حفا شکوہ بیداد نہین **متواتر** وہ کہ بامین دو ساکن کے ایک متحرک واقع ہو **ولہ شعر** رہا گر کوئی تا قیامت سلامت پھرا کرے روز مرنا ہی حضرت سلامت **متدارک** وہ کہ درمیان دو ساکن کے دو متحرک ہون یہ حسن شعر کرون پہلے توحید یزدان رقم جھکا جسکے سجدے کو اول قلم **متراکب** وہ کہ درمیان دو ساکن کے تین متحرک واقع ہون طالب شعر تیغ ابرو سے جو ضد نکرے اوسکی آئی ہی موت کیون نمرے **متکاوس** وہ کہ درمیان دو ساکن کے چار متحرک واقع ہون اور یہ تقطیع اور مخصوص عرب ہی

فصل پنجم عیوب قافیہ مین اول **غلو** یعنی روی ایک جگہ ساکن دوسری جگہ متحرک لانا **شعر** نہ پوچھ مجھسے کہ رکھتا ہی اضطراب جگر انہین ہی مجھکو خبر دل سے لے کے تا بجگر دوم **اکفا** یعنی اختلاف حرف روی کا خواہ ایک حرف فارسی اور ایک عربی یا ہندی ہو جیسے سگ و شک و لب و تپ تور و چھوڑ وغیرہ خواہ دونون حرف قریب المخرج ہون جیسے نکاح گناہ الغیاث التماس **شعر** دل کو زبس تصور جانان سے ربط ہی تصویر یار آئینہ دل پہ ثبت ہی **رنیع** اسود **شعر** ساق سیمین کو تری دیکھکے گوری گوری شمع محفل مین ہوئی جاتی ہی تھوڑی تھوڑی **ازعشرت** **شعر** اگر آہن کا ہو معشوق کا دل پہ عاشق کا اگر ہی جذب کامل وہ آہن کو بھی با تخصیص کھینچے برنگ سنگ مقناطیس کھینچے وجہ الاجتراز ہی سوم **سناد** یعنی اختلاف ردف و یہ فارسی ہندی مین محض ناجائز ہی البتہ اہل عرب دفتا اور ردف کا قافیہ درست رکھتے ہین جیسے جمیل و نزول و منیر و بدر و چہارم **اختلاف حرف قید** خواہ بعید المخرج خواہ قریب المخرج جیسے عمر و شعر و بحر و شہر مثال فصل اول مین گذری پنجم **اختلاف اشباع** جیسے تجاہل و کامل اور ران دونون کو بھی بعض داخل سناد جانتے ہین ششم **اقوا** یعنی اختلاف توجیہ حذو قید کا مثلاً قافیہ در اور دُر اور مست اور سُست کا **شعر** کہدیا مجنون کو شیر شتر کہہ یا مستسقی سے جا فصد کر **ولہ شعر** ترے کوچے سے جو مین آپ چلتے دیکھا جی کسی تن سے نہ اسطرح نکلتے دیکھا تیغ تیری کا سدا شکر ادا کرتے ہین لبون کو زخم کے دن رات مین ہلتے دیکھا **ولہ شعر** ساقی چمن مین چھوڑ کے مجھکو کدھر چلا پیمانہ میری عمر کا ظالم تو بھر چلا عالم تو مر رہا ہی ہر اک آن پہ تری تیغ دبیر کو لے کے

یکس پہ پھر چلا + ہفتم **تعدی** یعنی حرف وصل ایک جگہہ متحرک دوسری جگہہ ساکن لائین اور بقول سکاکی کے تعدی جب مخل وزن ہو عیب ہی ورنہ نہین مگر شعراے عجم کے نزدیک عیب ہی + ہشتم **ایطا** جسکو فارسی مین شایگان کہتے ہین قافیے مین معنی واحد پر تکرار کلمے کی کرنا اور وہ دو قسم ہی خفی اور جلی **خفی** وہ کہ تکرار بادی النظر مین معلوم نہو جیسے دانا بینا حیران سرگردان آب گلاب **جلی** وہ کہ تکرار ظاہر ہو جیسے دردمند حاجتمند چلور ہو بکری مرغی جانا رونا جاتا ہی دیکھتا ہی اور زوائد یعنی علامت جمع یا تانیث یا علامت کسی صیغے کے آخر سے دور کیجائے تو قافیہ درست نہین رہتا مثلاً درد اور حاجت یا چل اور رہ یا جا اور رو اور دیکھ کا قافیہ نہین ہوسکتا اور ایطاے خفی متقدمین نے غزل اور قطعے مین بعد سات بیت کے اور قصیدے مین بعد چودہ بیت کے جائز رکھا ہی اور متاخرین کے نزدیک بعد بیس تیس بیت کے جائز ہی اور اگر لفظ واحد کو معنی مختلف پر لائین داخل صنائع ہی + امانت **شعر** آبداری سے جو ملحوظ آیا وہ گلا + رشک کی برف سے کیا جسم صراحی کا گلا + نہم **تکرار قافیہ معمول** دو قسم ہی ترکیبی و تحلیلی **ترکیبی** وہ کہ دو لفظ مرکب قافیے دوسرے لفظ کے واقع ہون + آباد **شعر** رنج پونہچاتی ہی فرقت مین کلائی مجھکو + آج کل کیا نہین مدت سے کل آئی مجھکو + **تحلیلی** وہ کہ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کرکے ایک کو داخل قافیہ دوسرے کو داخل ردیف رکھین امانت **شعر** آتش رشک سے حالت مری کیا کیا نہوئی + دل کی اوقات بسر صورت پروانہ ہوئی + اور قافیہ معمول تمام غزل مین ایک دو قافیہ مقبول ہی اگر مطلع مین ہو تو بھی مضایقہ نہین + دہم **تضمین** یعنی قافیہ ایسا ہو کہ معنی مصرع ثانی پر موقوف ہون + طالب **شعر** کس روسے بجاے دل سے غم یار اگر + تو مجھکو دکھاے اپنا رخسار مگر + دیکھے نہ رقیب تجھکو زنہار مگر + دیکھے بھی نکر اوسکی طرف یار نظر + اور واضح ہو کہ ان دو عیب کو متاخرین صنعت جانتے ہین یازدہم **تغییر** یعنی تبدیل قافیے کا ایک غزل یا قصیدے مین مثلاً قافیہ جم تم وغیرہ کا ہی بعد چند شعر جام و نام وغیرہ قافیہ کردین

فصل ششم ردیف کے بیان مین

ششم ردیف کے بیان مین واضح ہو کہ ردیف کہ ایجاد شعراے عجم ہی کلمہ مستقل کو کہتے ہین کہ اوسکو آخر مصرع یا بیت کے بعد قافیے کے لاتے ہین اور محقق طوسی کے نزدیک کلمہ غیر مستقل بھی ردیف ہوسکتا ہی اور بقول محقق مذکور اگر ایک کلمہ معنی مختلف پر دو جگہہ واقع ہو وہ بھی ردیف ہی لیکن باتفاق جملہ علما ردیف مین لفظ مستقل اور واقع ہونا سب جگہہ معنی واحد پر شرط ہی اور جائز ہی کہ تمام مصرع مشتمل قافیے اور ردیف پر ہو + طالب **شعر** گھر پاس نہین کہ یار پاس آے مرے + زر پاس نہین کہ یار پاس آے مرے + پہلے ہی مین کر چکا ہون طالب قربان + سر پاس نہین کہ یار پاس آے مرے + اور اگر ردیف درمیان دو قافیے کے واقع ہو اوسکو حاجب کہتے ہین + میر **شعر** کہین آنکھون سے خون ہوکے بہا + کہین دل مین جنون ہوکے رہا +

باب پنجم اقسام نظم و نثر کے بیان مین

واضح ہو کہ کلام دو قسم ہی نثر اور نظم نثر تین قسم ہی مسجع مرجز عاری اور نظم دس قسم ہی فرد غزل قصیدہ تشبیب رباعی قطعہ مثنوی ترجیع بند مسمط مستزاد فرد عبارت ہی ایک شعر سے خواہ مقفی خواہ غیر مقفی لیکن کسی غزل یا قصیدے وغیرہ کی نہو ورنہ قسم علحدہ شمارنہ کی جاتی اور بقول صاحب یاے لطافت سے قافیہ ہونا اوسکا بھی ضرور ہی کیونکہ وجہ تسمیہ اوسکی خالی ہونا قافیے سے ہی اور متضمن کسی مثل وغیرہ مضمون خاص کے ہو اکثر شعراے متقدمین فرد کہتے ہین فرد فرد جس جگہہ بیٹھے ہین بادیدۂ نم اوٹھے ہین آج کس شخص کا مُنہ دیکھکے ہم اوٹھے ہین سودا فرد تو ٹک جگر تو مرے مرغ نامہ بر کا دیکھہ وہان اوڑے ہی جہان پر جلین فرشتون کے غزل اون اشعار متفق الوزن والقوافی کو کہتے ہین کہ بیان حسن وعشق وصفت خط وخال معشوق ومحاورت ومکالمت محبوب وحدیث وصال وہجر وجور وجفاے یار وذکر شراب وشکوۂ الم مفارقت وجفاے فلک مین ہو اور سواے اسکے اور قسم کے مضامین مثل نصیحت ومعرفت ووعظ وغیرہ جو بعض جہلا لکھتے ہین غزل نہین ہوسکتی اور شعر اول کے دونون مصرعون مین قافیہ ہو اور اوسکو مطلع کہتے ہین باقی اشعار کے مصرع دوم مین قافیہ ہو مصرع اول مین کچھہ ضرور نہین اور شعر دوم کو حسن مطلع یا زیب مطلع کہتے ہین اور متاخرین شعر آخر غزل مین تخلص یعنی نام قلمی اپنا ضرور ذکر کرتے ہین گو متقدمین مین کچھہ یہ قید نہ تھی اور اوسکو مقطع کہتے ہین بعض شعرا مطلع مین بھی تخلص ذکر کرتے ہین اور مقطع مین کر رسم طرح لاتے ہین کہ معنی دیگر مفہوم ہون مگر یہ قابل پسند اہل تحقیق نہین جیسے سودا شعر جی دیتا ہی بوسے کی توقع کی فغان تو ٹک دیکھیو سودا یہ تراخام نہوئے اور تعداد اشعار غزل کی پانچ سات نو گیارہ تیرہ پندرہ وسترہ ہی اور بعض نے انتہا ۲۵ شعر لکھی ہی مگر متاخرین فارسی کے کلام مین چالیس سے بھی زیادہ اشعار کی غزل پائی جاتی ہی اور بقول بعض ادنی تین بیت ہی اور یہ بھی لکھا ہی کہ اشعار طاق ہون جفت نہون اور غزل کا مضمون ہر شعر کا جدا گانہ ہوتا ہی یعنی اگر ایک شعر مین وصال اور دوسرے مین ہجر کا مضمون ہو تو جائز ہی لیکن قدما اکثر صرف ایک ہی مضمون مین غزل کہتے تھے اور یاد رہے کہ اشعار فارسی اور اردو مین عشق مرد کا امرد پسر اور ہندی بھاکھا مین عشق عورت کا مرد پر بیان کیا جاتا ہی پس اگر زبان ریختہ مین وہ دلبر آئی لکھنی ناجائز ہی وہ دلبر آیا لکھنا چاہیے اور اگر کوئی شخص عاشق عورت لکھے تو یہ امر خاص ہی فقط مثال غزل جرأت غزل شکل مہر ہی گردش ہی ہمکو سارے دن جو تم پھیرو تو پیارے پھرین ہمارے دن نہین ہی تیرے مریضان ہجر کا چارہ اب اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن کب اون سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون ذرا تو دیکھہ نجومی مرے ستارے دن بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام مگر خدا ہی یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن لگا یارو گی جوانی مین کیون میان جرأت ابھی تو کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن قصیدہ بعینہ مثل غزل کے ہی صرف فرق یہ ہی کہ غزل مین خصوصیت مضمون کی ہی اور قصیدے مین عام ہی خواہ حمد خواہ نعت خواہ مدح یا ہجو خواہ حکایت وغیرہ ہو اور قصیدہ کم پچیس اور بقول بعض پندرہ بیت سے نہین ہوتا اور حد قصیدے کی نہین لیکن متاخرین عجم نے ایکسو بیس اور بقول بعض ایک سو ستر بیت مقرر کی ہی

اور اوسمین اشعار معانی دقیق بلیغ اور صنائع و بدائع لفظی و معنوی بیان کیے جاتے ہین کہ جس سے زور طبیعت شاعر کا معلوم ہو اور قصیدہ مدح مین دو تین چار مطلع بھی علیحدہ علیحدہ لاتے ہین اور یہ محسنات قصیدہ سے ہی اور اکثر قصیدہ اپنے مضمون سے موسوم ہوتا ہی یعنی اگر ذکر عشق مین ہی تو عشقیہ اگر شکایت گردش زمانہ مین ہی تو حالیہ اگر اپنی تعریف مین تو فخریہ یا حرف رائے سے موسوم ہوتا ہی جیسے اگر ردیف جیم ہی تو جیمیہ اور ردیف میم تو میمیہ یا ردیف سے جیسے

تشبیب آفتاب ہو تو شمسیہ تشبیب بھی مثل غزل کے ہوتا ہی کہ اوسمین ذکر ایام شباب و شراب و کباب و شاہد و مستی و صحبت یار و موسم بہار و باران و گلزار وغیرہ کا ہو پھر اوس سے کسی اور مضمون مدح ممدوح خواہ مدح تعریف معشوق وغیرہ کی طرف رجوع کرین غرض کہ تشبیب ایک خاص قسم تمہید کی جسے گریز بھی کہتے ہین اور بعض اہل تحقیق جملہ تمہید کو خواہ اوسمین کوئی مضمون ہو تشبیب کہتے ہین جس قصیدے مین تشبیب نہو اوسکو مجرد کہتے ہین

مثال قصیدہ مع تشبیب

اوٹھا کیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل — تیغ اردے نے کیا ملک خزان سے اصل — سجدہ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک

دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل — قوت نامیہ لیتی ہی نباتات کے عرض — ڈال سے پات تلک پھول سے لے کر تا پھل

بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے — لوٹے ہی سبزے پہ از بسکہ وہی بہکل — جوش رویدگی خاک سے اوڈے نہین

شاخمین گاؤزمین کے بھی جو پھوٹے کونپل — آبجو گرد چمن لمعہ خورشید سے ہی — خط گلزار کے صفحے پہ طلائی جدول

کشت کرنے مین ہر اک تخم سے از فیض ہوا — گگے تگے تے بزمین برگ و برآتا ہی نکل — جوہری کو چمنستان جہان مین اس فصل

آگیا لعل و زمرد کے پرکھنے مین خلل — تا کجا شرح کروں مین کہ بقول عرفی — اخگر از فیض ہوا سبز شود در منقل

نسبت اس فصل کو پر کیا ہی سخن سے میرے — ہی فضا اسکی تو دو چار ہی دن مین فیصل — اور میر سخن آفاق مین تا یوم قیام

رہے گا سبز بہر مجمع و ہر اک دنگل — ہو جہان کے شعرا کا مرے آگے سر سبز — نہ قصیدہ نہ مخمس نہ رباعی نہ غزل

ہی مجھے فیض سخن اسکی ہی مداحی کا — ذات پر جسکی مبرہن کنہ عز و جل — شیر یزدان شہ مردان علی عالی قدر

وصی ختم رسل اور امام اول — خاک نعلین کی جسکے مدد طالع سے — پونہچے اوس شخص کو جو شخص ہوا عماے ازل

مدح غائب سے کھلے اوسکے نہ مداح کا دل — رو بر مطلع ثانی سے یہ ہو عقدہ حل — دید تیری بدوئی حق سے نگہ کا ہی خلل

ایک شئی دو نظر آتی ہی بچشم احول — مرضی حق تری مرضی سے ہی جون ہر فرد — اس یقین مین نہ گمان کر سکے زنہار خلل

راے تیری کے موافق جو نہ لکھے نسخہ — کرے تاثیر نہ عیسی کا مداوا بہ مگس — ساتے مین دست کرم کے تے صبح و مسا

دولت ہر دو جہان سے ہو غنی عبد اقل — وصف تجھ تیغ دو سر کا مین کہون کیا یہ ذوالفقار — دل مجنون کا جو میدان مین کرے ہی صیقل

نرم اور سخت یہ ساوی ہی کسو پر آوے — خواہ بر روے قزدخواہ وہ بر پشت جبل — اسکو آسیب نہین صورت شمشیر قضا

نہ جھکے کوہ نہ مڑے وہ نہ پڑے اوسمین خلل — زیر ران ہی جو تری رخش فلک سیر شہا — ہی وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچھل

وصف تیرے کی ہی شایان زبان تیری ہی — سمجھے تو آپ کو یا تجھکو خداوندا جل — مع اپنی نہ سمجھ یہ جو کہا مین اس سے

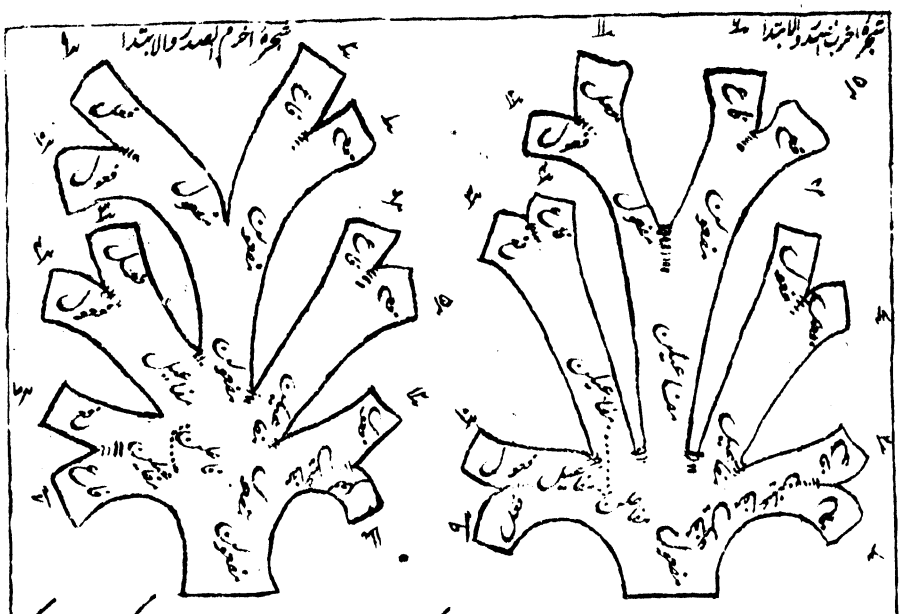
تبہ تجھہ مدح کا اعلی ہی سخن یہ مسئل — عرض حوال ہی اپنا ہو مجھے اس سے غرض — تا آخر یہ جو موزون مین کیا از اول
سو تو وہ کیا ہی رہا ہو وے جو تجھسے مخفی — نہین ساز دو جہان تیری نظر سے اوجھل — پر کرون کیا مین کہ ہی آنکھہ پہ دان میرا
گردش چرخ سے جون شیشہ ساعت نے کل — کی جاتی نہین وہ مجھسے جو اس ظالم نے — کٹس طرح کی مرلی وقات مین قوالی ہل چل
اسقدر کاسے جب زر میرا کچھہ نہ پلا — تب مین لاچار کی شکوے مین اسکے غیرل — داد کو کسکی فلک پونہچے کہ از روز ازل
صبح جب نکلے ہی خورشید تو لے کر مشعل — سامنے اسکے اوٹھے دست تظلم اوسکا — جوہر عقل مین جس شخص کے آجاے خلل
رہت کیشون سے کبھی اتنی ہی اس ملعون کو — کہ دیا مر کو اسنے نہ کبھی پھول نہ پھل — رہر اپنے کو جو ہیبت سے تری یا حیدر
آپ پیتا ہی گیا ہی بدن اسکا سب تھل — کرکے دریافت اس احوال کو اب یا مولا — تجھسے یون عرض کرے ہی تیرا عبد اقل
یہ نکر مجھہ گوارا کہ گزند اسکے سے — ہند کی خاک مین آجر آبد جاوین گل — جلد پونہچا بزمین نجف اس عاصی کو
کہ اسے عمر ابد ہی جو وہان آے اجل — میری قسمت کے موافق تو معین کردے — اپنی سرکار سے اب ما تحلل کا بدل
طاقت طول سخن آگے بھی ٹک سودا کو — بخش ای قوت بازوے نبی مرسل — چاہتا ہی کرے آخر وہ عائیہ پر
نظم تجھہ مدح کی بہتر ز کلام اول — تا ملے طلعت نوروز بہستان جہان — یا وے تا نیر اعظم شرف از برج حمل
برگ پیدا کرے تا باغ مین ہر ایک نہال — پھوٹے تا ناصیہ سے شاخ شجر مین کونپل — تا سمی رہے یہ نظم بہ باب الجنت
جب تلک اس سے ہر آئے مری امید امل — نخل امید سے اپنے ہون برومند محب — ہو محبت نہ تری جنکو نہ وہ پاوین تھل

رباعی جسکو ترانہ اور دوبیتی اور چار مصراعی اور ایک نام اسکا خصی بفتح خاے تخذ و صاد و غیر منقوط بھی ہی منسوب بخصص یعنی ناقص بھی کہتے ہین چار مصراع متفق الوزن والقوافی مین مصرع سوم مین اگر قافیہ ہو بہتر ہی اور نہو مضایقہ نہین ایجاد رودکی ہی محمد بن عمیس نے رسالہ عروض مین لکھا ہی کہ ایک دن استاد رودکی چلا جاتا تھا راہ مین بیٹا امیر یعقوب بن لیث صفا کا کہ گیارہ سال کا تھا جو بازی چند اطفال کے ساتھہ کرتا تھا یعنی چند جوز کو ایک گھڑے مین ڈالنا چاہتا تھا ایک بار مجھہ جوز گھڑے مین جا پڑے اور ایک باقی بھی لڑھک کر جا پڑا تب وہ خوش ہو کر کہنے لگا

مصرع غلطان غلطان ہمیرود تا لب گود — رودکی نے سنکر اوس سے چوبیس وزن ایجاد کیے من بعد عروضیون نے اس سے بہت زیادہ اوزان رباعی کے شمار کیے ہین غرض کہ رباعی عبارت ہی دو بیت سے کہ متفق ہون وزن اور قافیے مین لیکن مصرع سوم مین قافیہ شرط نہین اور رباعی بحر ہزج مثمن سے مخصوص ہی اور تو زحاف یعنی خرم خرب قبض کف ہتم جب بتر شتر زلل واقع ہونے سے چوبیس وزن پیدا ہوتے ہین اون مین سے

بارہ وزن اخرب الصدر والابتدا

ہین اور بارہ اخرم الصدر والابتدا



ان چھہ رباعی عبدالعزیز خان عزیز بریلوی کا ہر مصرع ایک وزن رباعی پر ہی تین رباعی اوزان اخرب کے اور تین اخرم کے

اخرب کے یہ تین ترتیب نشان ہر بحر رباعی	ہی شبنم حیران کو مجھسے یہ حجاب ۱۲	آنکھو نکو کرے بیجا نہین ہی یہ آب ۸
حیرت کو مری غور اگر کرتا ہی ۱	آیینے کی آنکھہ مین بھر آتا ہی آب ۲	دیگر سر یہ غفلت ہی تماشا جہان ۷
بینا ہی وہ جو نہ وا کرے آنکھہ یہان ۹	ہر پردۂ دیدہ ہی حجاب غفلت ۳	عارف کو ہی یہ کھلتا ہی راز پنہان ۵
رباعی ہی اہل سخا سے چرخ دون سر جنگ ۱	یا یا ہی خسیسون نے تاج و اورنگ ۶	غنچے سے چمن مین ہی یہ معلوم ہوا ۱۱
زر جسکی گرہ مین ہی وہی ہی دلتنگ ۴	اور رباعیات اوزان اخرم کے یہ ہین رباعی	ہین باغ عالم مین کیا کیا گل و خار ۱
لیکن ہی دیدۂ بصیرت درکار ۸	بینائی آنکھون مین نرگس کے ہو ۱	گلشن مین تپ کرے تماشاے بہار ۴
دیگر لازم ہی انسان کو ہو سب سے جدا ۱۱	ہوتا ہی مشہور یہ ہے جو تنہا ۵	وحدت سے ہی فر فرغ خورشید فلک ۳
شہرت عزلت مین ہی مثال عنقا ۷	دیگر دنیا مین ہنسنے سے بشر کون ہی رکا ۱۲	لیکن ہی دیوانہ اگر ہونے باک ۶
دیکھو تو گلشن مین گل نے کیا ۹	ہنستے ہنستے دامن کر والا چاک ۲	اور واضح ہو کہ اگرچہ اہل عروض قید

اس امر کی کرے ہین کہ اوزان رباعی دائرۂ اول و دوم ایک باعی مین باہم جمع نہون مگر شعرا کے کلام مین یہ قید پائی نہین جاتی میر سوز رباعی

نخت جگر و کباب دل تھے طیار	مدت ہوئی ہمکو جانفشانی کرتے	کیا ہوتا جو مہربانی کرتے
	تم آتے تو ہم بھی میہمانی کرتے	

دونون مصرع اول کے دائرۂ اخرم کے اور مصرع سوم و چہارم دائرۂ اخرب کے ہین قطعہ عبارت ہی دو یا زیادہ ابیات متفق الوزن و القوافی سے کہ مطلع ہو خواہ نہو اور مضمون سب ابیات کا متعلق ہو جداگانہ نہو گویا کہ قطعہ کسی غزل یا قصیدے کا ٹکڑا ہی اور اشعار قطعہ اقل ۲ اور زیادہ ۱۰ تک ہین + دوق قطعہ مین نہ تڑپا جو دم ذبح تو یہ باعث تھا + کہ رہا مد نظر حسن کا آداب مجھے

ورنہ وہ شوخ کہ جو گل سے بھی نازک ہوا — لیوے بسطر حنے انوکے تلے داب مجھے

مثنوی یا مزدوج ابیات متفق الوزن

کہ ہر بیت کے مصرع باہم مقفی ہون مدیر قفی مثنوے

ہر جگہہ اسکی اگ نئی ہی جوال	کہین انکھون سے خون ہو کے بہا
گہ نمک اسکو داغ کا پایا	گہ پتنگا چراغ کا پایا

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال
کہین سر مین جنون ہو کے رہا
اور اوسکے واسطے سات بحرین

مخصوص ہین اول متقارب مثمن مقصور یا محذوف الآخر اور یہ بحر مخصوص ہی ذکر جنگ سلاطین وغیرہ کے واسطے چنانچہ شاہنامہ اگرچہ حسن نے مثنوی سحر البیان مین قصہ عشقیہ اس بحر مین لکھا ہی دوم ہزج مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر اور یہ مخصوص ذکر عاشق و معشوق کے واسطے ہی جیسے تلدمن و پدماوت و اعجاز عشق سوم ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور الآخر یا محذوف الآخر اسمین بھی خصوصیت ذکر عشق کی ہی جیسے گلزار نسیم + چہارم خفیف مخبون مقصور یا محذوف اس مین معاملات نصائح و حکمت اکثر مذکور ہوتے ہین اور رضا مین عشقیہ بھی اکثر لکھے ہین جیسے بہار عشق قریب عشق زہر عشق دریاے عشق سراپا سوز پنجم رمل مسدس مقصور الآخر یا محذوف الآخر اس مین حکایات علما و اولیا و حقائق حکمت و نصائح وغیرہ زیبا ہی جیسے گلزار ابراہیم و ایجاد و نگین و گلزار ارشاد ششم رمل مسدس مخبون مقصور یا محذوف الآخر یعنی فعلاتن فعلاتن فعلان اسمین بھی مضامین حکما و اولیا وغیرہ کا زیبا ہی اس وزن کا موجد بعض شخص امیر خسرو دہلوی کو کہتے ہین مگر غلط ہی کیونکہ اوس سے پیشتر کے شعرا کے اشعار پائے گئے ہین ہفتم سریع مسدس مطوی مقصور یا محذوف الآخر اس وزن مین سوائے ذکر عاشق و معشوق کے اگر اور کچھہ ذکر ہو تو مضایقہ نہین اگر ان اوزان کے سوا اور وزن مین مثنوی کوئی شخص کہے تو دلچسپ نہین ہوتی

ترجیع بند اگر چند اشعار متفق الوزن و القوافی مثل قصیدے و غزل کے بعد ایک شعر متفق الوزن و مختلف القوافی لائین اوسکو بند کہتے ہین اور اگر چند بند اسی طرح جمع کیے جائین بشرطیکہ شعر مختلف القافیہ ہر بند مین ایک ہی واقع ہوا وسکو ترجیع بند کہتے ہین اور اگر اور اشعار بعد ہر بند کے لائین اوسکو ترکیب بند کہتے ہین اور ہر بند کم ۵ بیت سے اور زیادہ گیارہ بیت سے نہو مثال ترجیع بند حکیم مومن خان مومن

ہی اوس سے زیادہ ہو فا دل	ولدار کے کھینچنے پر ے ناز
یہ دشمن جان تمھین مبارک	یعنی نہین میرے کام کا دل
مائل اودھر آپ ہی ہوا دل	دیتا ہون دم اسنے فتنہ گر پر
اس چشم نے کر دیا خراب آہ	تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
اللہ بگڑ گیا ہی کیا دل	گھونسے ہی گلے کو کوئی ہمدم
ای محرم راز کیا کہون مین	کس آفت جان پر آگیا دل

تو چھوڑ مجھے چلا گیا دل
افسوس کہ میرے پاس تھا دل
کیون دعوی دلربائی اتنا
انصاف سے دیکھنا مرا دل
کیسی مری جان پر بن آئی
کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
ای مونس غمگسار ہر دم

کیا پوچھتے ہی کیونکہ لے گیا دل — آن شوخ چنان ربود از من — گویا کہ دلم نبود از من

پردے مین ہی رشک ماہ میرا — کیونکر نہو دل سیاہ میرا — کیا مرنے کے بعد پاؤن پھیلائے

ہی مقبرہ خوابگاہ میرا — بس آپ مین آؤ تم کہ شاید — ہو دل مین گذارگاہ میرا

اس سدِ سکندری کو توڑو — آئینہ ہی سنگ راہ میرا — مین کشتہ شہید نے دبت ہون

ہی شوق ستم گواہ میرا — دیکھا تونے کہ رنگ بدلا — ای شوخ فسون نگاہ میرا

ای دوستو ہاتھ سے چلا مین — قابو مین نہین دل آہ میرا — مرنا نہین اختیار کی بات

خود جرم ہی عذر خواہ میرا — ای چارہ گرا بتو بھینک تبر — ہی حال بہت تباہ میرا

ناصح انصاف تو ہی کر یار — دل دینے مین کیا گناہ میرا — آن شوخ چنان ربود از من

مثال ترکیب بند از حکیم مومن خان مومن

گویا کہ دلم نبود از من

دل کی طرح سے یہ بھی چلی جان کو کیا ہوا — دم مین نہین ہی دم مرے جانان کو کیا ہوا — سر پیٹتا ہی شانہ پڑا دونون ہاتھ سے

کیا جانے اوسکی زلف پریشان کو کیا ہوا — پیتی ہی اپنا خون دل افسوس ہے حنا — اوس دست شک پنجۂ مرجان کو کیا ہوا

شبنم کو پھر ہی جانب خورشید التفات — شرمندہ ساز مہر درخشان کو کیا ہوا — دلمین شکن ہی زلف مسلسل کدھر گئی

برہم ہی حال کاکل پیچان کو کیا ہوا — لذت فزا نہین الم اوس لب کو کیا ہی — کچھ زخم نے مزہ ہی نمکدان کو کیا ہوا

بوے قبای یوسف گل ہی نسیم مین — اوسکی شمیم عطر گریبان کو کیا ہوا — گردش پر اپنی نازہی پھر روزگار کو

اوس چشم رشک فتنۂ دوران کو کیا ہوا — دعوی ہی شوخیونکا غزالان دشت کو — اوس خوش نظر کی جنبش مژگان کو کیا ہوا

کتمان ہی سینہ چاک رخ ماہ دیکھکر — اوس وحشی غیرت مہ تابان کو کیا ہوا — عیب حجاب شمع رخان جہان گیا

وہ مہر آسمان نکوئی کہان گیا — یہ گلستان سرائے تماشا نہین رہا — وہ نوبہار گلشن دنیا نہین رہا

افسوس کوئی پردہ نشین پردہ در نہین — وہ حسن جس سے عشق ہو رسوا نہین رہا — حیف اپنی تلخکامی و شوریدہ طالعی

جس سے کہ زندگی کا مزہ تھا نہین رہا — ای چرخ چاہنے سے رہے مہر و ماہ کو — کیا چاہین روزگار تمنا نہین رہا

اپنی خرابیون کو کہان جاکر روئیے — وہ شمع روی انجمن آرا نہین رہا — دلمین جگہ نہونے کا کس سے گلہ کرون

وہ قدردان شکوۂ بیجا نہین رہا — کسکو گلے لگائیے ای شوق ہمکنار — وہ خوش گلوے سینہ مصفا نہین رہا

کس سے بنائیے کہ سوائے وفات کے — دنیا مین ہاے نام وفا کا نہین رہا — اب کسکو دیکھیے کہ کسیکو نہ دیکھیے

وہ پردہ سوز چشم تماشا نہین رہا — اوس نور چشم حسن کو کیونکر نہ روئیے — انکھون مین جو رہے کوئی ایسا نہین رہا

ہر دم جبین آینہ آلودہ نم سے تھی — یہ آب و تاب حسن اوسی مہ کے دم سے تھی — مستمط سات قسم ہی مربع مخمس مسدس

مسبع مثمن متسع معشر اور یہ اسما باعتبار تعداد مصاریع ہر بند کے ہین پس چاہیے کہ ہر قسم کے بند اول اکے سب مصرع

مقفی ہون آیندہ ہر بند کا قافیہ جدا مگر آخر مصرع اصل قافیہ بند اول کیطرف راجع ہو اور واضح ہو کہ سوائے مخمس باقی
اہتمام اوسکے قدما مین رائج تھے اب کم مستعمل ہین اور شعراے زبان سخنہ نے قسم ہشتم یعنی مثلث جسکو اونکی اصطلاح
مین نکرہ کہتے ہین ایجاد کیا ہی بصفت مذکور

مثال مثلث شعر

سب کو خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا — سجدے کو مہر و ماہ نے بھی سر جھکا دیا — یوسف کا حسن قصہ پارینہ ہو گیا
دل اوسکے عکس نور سے آئینہ ہو گیا — قامت نے اوسکے فتنہ محشر جگا دیا — یار سے کہتا تھا یہ ہر بار آگے جو رضا
اوسکو مجال ہی جو کہتا ذرا سا آگے جو رضا — عشق مین دل بر کے ہون ہمیار آگے جو رضا — جو نظر آئے تو ہی ماہی سے لے کر تا ماہ
آبرو رکھو مری ای یار آگے جو رضا — اسقدر اپنی لگا دے اب تو میرے دل مین جاہ — سر جھکاؤن دان مین ہر سو بار آگے جو رضا
جس طرف کو آن کر جھکے تری برق نگاہ

مثال مخمس شعر

گر شاہ سر پہ افسر رکھکر ہوا تو پھر کیا — اور بحر سلطنت کا گوہر ہوا تو پھر کیا — ماہی علم مراتب پر زر ہوا تو پھر کیا
نوبت نشان نقارہ در پر ہوا تو پھر کیا — سب ملک سب جہان کا سرور ہوا تو پھر کیا — کیا رکھ کے فوج لشکر کی سلطنت پناہی
پھیری دہائی اپنی لے ماہ تا بماہی — جب آن کر فنا کی سر پر پڑی تباہی — پھر سر برہنہ لشکر نے تاج یا دشاہی
دارا و جم سکندر اکبر ہوا تو پھر کیا

مثال مسدس شعر

نادیدہ ہو ادل یہ گرفتار کسیکا — یان ہجر سے جینا ہوا دشوار کسیکا — وان بات بھی کرنے کو نہین یار کسیکا
یان دیدہ تو تھا طالب دیدار کسیکا — وان بند ہوا روزن دیوار کسیکا — یان لب پہ سر آٹھہ پہر جان حزین ہی
جو دم کہ گذرتا ہی دم باز پسین ہی — وان اوس بت عیار کو پروا ہی نہین ہی — غافل مرے احوال سے وہ پیرہ نشین ہی
کہتے ہین جو کچھہ لوگ جواب اوسکا نہین ہی

مثال مسبع

کہنا نہین سنتا ہی وہ زنہار کسیکا — شعر افسوس اس چمن مین وہ سرو روان نہین
لطف بہار تازگی گلستان نہین — ایسا کوئی چمن نہین جسمین خزان نہین — گل خندہ زن نہین کہ وہ آرام جان نہین
سنبل مین بوے کاکل عنبر فشان نہین — بلبل کا شاخ گل پہ کوئی آشیان نہین — وہ چہچہے نہین ہین وہ شور و فغان نہین
سر پہ اوڑاتی خاک ہی باد سحر کہین — شبنم سرشک گرم سے ہی چشم تر کہین — پتھر پہ باغبان پٹکتا ہی سر کہین
بلبل کا آشیان ہی کہین بال و پر کہین — لالے سے آشکار ہی داغ جگر کہین — خالی پڑا ہی درد و مصیبت سے گھر کہین
دلمین جگر مین آنکھہ مین سر مین کہان نہین

مثال مثمن شعر

شمع سان داغ دل خستہ جلاتا ہی مجھے — عشق اوس زلف کا دیوانہ بناتا ہی مجھے — مثل وحشی کے شب و روز پھراتا ہی مجھے
ڈوبنا ضعف سے مشکل نظر آتا ہی مجھے — موج کے ساتھہ ہی یا بحی ڈباتا ہی مجھے — قیس مجنون جو کبھی آپ مین پاتا ہی مجھے
ناتوان جان کے سایے سے ڈراتا ہی مجھے — ہی تجھے زلف رسا کی قسم ای باد صبا — اگر اوس شوخ کے کوچے مین گذر ہو تو مرا
کہیو پیغام یا اوسکو ملا سے میرا — کہ برا حال ہی ظالم ترے سودائی کا — ہو گیا آج غم ہجر سے لاغر اتنا

کیسے سانے کا ہوتا ہی بھی پر ہو کا
جسطرح سے کہ پرکاہ کو اوڑتی ہی صبا
رنگ پھرسکا اوڑائے لیے جاتا ہی مجھے

مثال متبع شعر

نیٹھنے دیتے نہین آبلۂ پا ہمکو
ہو گیا زلف گرہ گیر کا سودا ہمکو
طوق و زنجیر سے بس اُنس ہی زیبا ہمکو

کبھی ہنستے ہین کہ اوس گل نے رولایا ہمکو
پاؤن پڑ پڑکے لیے جاتے ہین صحرا ہمکو
کبھی ہنستے ہین کہ اوس گل نے رولایا ہمکو

کبھی اس ہنسنے پہ آجاتا ہی رونا ہمکو
وہ رم وحشت نے دکھایا ہی تماشا ہمکو
آپ ہی دل نے تو دیوانہ بنایا ہمکو

آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہمکو
سنبل تر کی قسم زلف چلیپا کی قسم
شور محشر کی قسم قامت رعنا کی قسم

گل خندان کی قسم عارض زیبا کی قسم
دل نالان کی قسم بلبل شیدا کی قسم
چشم جادو کی قسم نرگس شہلا کی قسم

دُر دندان کی قسم عقد ثریا کی قسم
غم مجنون کی قسم عشوۂ لیلی کی قسم
حسن یوسف کی قسم عشق زلیخا کی قسم

مثال معشر شعر

کہ سوا تیرے کبھی کوئی نہ بھایا ہمکو
نہ اوسے پاس آشنائی ہی
نہ ہمین طاقت جدائی ہی
مرگ نے دیر کیون لگائی ہی
عمر بھینسے تنگ آئی ہی

بات قسمت نے یہ بڑھائی ہی
اپنے طالع کی نارسائی ہی
ورنہ مرنے مین کیا بُرائی ہی
زندگی سخت سنے حیائی ہی
کوفت سے جان لب پہ آئی ہی
ہمنے کیا چوٹ دل پہ کھائی ہی

اوسکے جور و جفا سے پیہم
نہوا شوق اپنے دل سے کم
بوسۂ لعل لب سے واے ستم

نہوئے کامیاب مرتے دم
اوس دہن نے دکھائی راہ عدم
آب حیوان تھا اپنے حق مین سم

کیا لکھون دوستو حکایت غم
اوسکے کوچے مین مثل نقش قدم
ہو گئے خاک سے برابر ہم

وان وہی ناز خودنمائی ہی
فائدہ واضح ہو کہ شعراے متاخرین اکثر اقسام مسمط مسدس و مثمن وغیرہ
کو بطور ترجیع بند و ترکیب بند کے استعمال کرتے ہین اور مخمس مین اکثر غزل کسی کی تضمین کرتے ہین **مثال**

مسدس ترکیب بند + امانت شعر

غرق بحر غم و اندوہ مین دل آہ نہو
عشق کے حال سے یارب کوئی آگاہ نہو
پاؤن اس راہ مین رکھکر کبھی گمراہ نہو

غرق بحر غم و اندوہ مین دل آہ نہو
حسن یوسف بھی نظر آے تو کچھ چاہ نہو
مثل ہاروت اسیر چہ بابل ہوئے

دل مگر زہرہ جبینون پہ نمائل ہوئے
عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو
خاص مین شورش وحشت کی خبر عام نہو

انتہا سوچ کے وارفتہ خو کام نہو
ابتداے عمر مین الفت کا سا انجام نہو
نہ گرفتار قد غیرت شمشاد رہے

سرو کی طرح سے باغ مین آزاد رہے

مثال مسدس ترجیع بند + ولہ + شعر

کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دل کو
خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو

نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو
جدائی اوسکی خدایا بہت ستاتی ہی

علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہی
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہی
نہ یار آتا ہی مجھ تک نہ جان جاتی ہی

نہ اوسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو
کبھی ایک مصرع بطور ترکیب بند ایک ترجیع بند نانظیر شعر

دنیا مین کوئی خاص کوئی عام رہے گا ۔ نے صاحب عشرت نہ سدا کام رہے گا ۔ نے زردار نہ نے زر نہ بدانجام رہے گا
شادی نہ غم گردش ایام رہے گا ۔ نے عیش نہ دکھ درد نہ آرام رہے گا ۔ آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا
یہ چرخ جو کھاتا ہی پڑا گنبد ارزق ۔ یہ چاند یہ سورج یہ ستارے ہین معلق ۔ لوح و قلم و عرش بریں ثابت و مطلق
سب ٹھاٹھ یہ اک آن مین ہوجاگا ہو حق ۔ آغاز کسی شی کا نہ انجام رہے گا ۔ آخر وہی اللہ کا اک نام رہے گا

مخمس مائل التضمین غزل اغ عشرت

غم فراق سے جو سینہ شق ابھی سے ہی ۔ سپید چہرہ برنگ افق ابھی سے ہو
جو جاؤن جاؤن کا اوسکو سبق ابھی سے ہی ۔ شب فراق مین دلپر قلق ابھی سے ہی ۔ سحر ہی دور مرا رنگ فق ابھی سے ہی
دماغ دوستو اپنے جو بحکلاہ کا ہی ۔ نہ حور کا نہ پری کا نہ پادشاہ کا ہی ۔ ہراس دلمین سمایا ہوا جو راہ کا ہی
گیا نہین وہ ارادہ ہی سیر ماہ کا ہی ۔ یہ نازکی کہ جبین پر عرق ابھی سے ہی ۔ مستزاد اصل مین ایک جزو زن

رباعی کا بعد ہر مصرع رباعی کے لانا ہی اور خوبی مستزاد کی یہ ہی کہ مضمون شعر کا اوس فقرے پر منحصر ہو اس صورت مین اوسکو مستزاد عارض کہتے ہین اور اگر معنی فقرے پر منحصر ہون اوسکو مستزاد لازم جیسے **رباعی لمولفہ شعر**

ہی جیسے مرے تجھسے جدائی پہ یہ حال تباہ ۔ غم سے ہی جان لب پہ آئی پیارے انا للہ ۔ ای کاش جو جانتا یہ مین پہلے سے ہوگا یہ حال
کرتا ہرگز نہ آشنائی پیارے خالق ہی گواہ ۔ اور متاخرین نے غزل کو بھی مستزاد کیا ہی جیسے جرأت **شعر**

جادو ہی نگہ چھپ ہی غضب قہر ہی کمر ۔ او قد ہی قیامت ۔ غارت گر دین و بت کافر ہی سراپا ۔ اللہ کی قدرت
ہین بال بھی بکھرے ہوئے مکھڑے پہ ہوا ہار ۔ جون شعلے پہ ہو دود ۔ اور رنگ رخ یار ہی گویا کہ بھبوکا ۔ اور تس پہ ملاحت

کبھی صرف مصرع دوم مین فقرہ مستزاد لاتے ہین جیسے **مستزاد** جس باغ مین وہ سرو گل اندام نہین ہی
جس بزم مین وہ شمع دلارام نہین ہی ۔ ویرانہ ہی گویا ۔ پروانہ نہین گرد آتش جانسوز جلانے ۔ عاشق کا تو جلنے
کے سوا کام نہین ہی ۔ پروانہ ہی گویا ۔ کبھی کبی فقرے مستزاد لاتے ہین جیسے **سراج شعر**

تجھ تلف کی یہ بس گئی جیسے ختن مین ۔ ای نافہ آہو ۔ پر مشک خطا ہے ۔ ہر غنچہ دل تنگ ہوا پھول چمن مین ۔ ای شوخ سمن بو ۔ تجھ مکھ کی ہوا سے

کبھی مصرع غزل مین قافیہ نہین بھی لاتے صرف قافیہ فقرہ مستزاد پر کفایت کرتے ہین **ظفر شعر**

ہی یہی میری غذا ۔ تو ہی معشوق تجھے غم سے سروکار نہین ۔ کھلائے غم تیری بلا ۔ طلب بوسہ پہ اتنا تو برا مانتے ہو
ہمین پہچانتے ہو ۔ کہو ہم ہین وہی جانباز جنھین جانتے ہو ۔ کرتے ہین جان فدا ۔ واضح ہو کہ اقسام نظم یہی تین جو مذکور ہوئے

آیندہ اکثر نظم اپنے مضمون سے موسوم ہوتا ہی اگر تعریف ذات باری ہی تو حمد اور تعریف پیغمبر مین ہو تو نعت اور تعریف بادشاہ وامرا کو مدح اور صفت اصحاب و اہل بیت کو منقبت کہتے ہین جسمین مذمت کسی کی ہو اوسکو ہجو کہتے ہین اور جسمین معشوق سے بیزاری اور عاشق کی نے پروائی کا مضمون اور سودے سر معشوق سے دل لگانے کی چھیڑ لکھین اوسکو دلہوخت کہتے ہین الکشہ ترکیب بند مسدس یا مثمن ہوتا ہی اور ذکر شہادت سید الشہدا و واقعہ کربلا اگر قصیدے کے طور پر ہو اوسکو مجرا اور سلام کہتے ہین

اور مطلع مین بھی لفظ مجرا اور سلام کا لاتے ہین اگر مستزاد ہو تو اکثر اوسکو نوحہ کہتے ہین اگر مسدس یا مثمن خواہ ترجیع بند
یا ترکیب بند ہو اوسکو مرثیہ اور جو کلام شکایت انقلاب زمانہ مین ہو اوسکو شہر آشوب کہتے ہین جسمین سنہ کسی واقعے کے
نکلتے ہون اوسکو تاریخ کہتے ہین **اقسام نثر** واضح ہو کہ نثر تین قسم ہی مسجع مرجز عاری مسجع وہ ہی کہ جسمین کلمات
اواخر فقرتین متفق ہون جیسے سبزے پر شبنم کے قطرے اسطرح منوار جیسے زمرد کی تختی پر ہیرے کے ٹکڑے جڑے ہون
اور ہر شاخ پر بیلے چنبیلی کی کلیون سے وہ بہار جیسے سبز پری کے گلے مین پھولون کے ہار پڑے ہون اور اقسام سجع باب دوم
مین مذکور ہوے **مرجز** وہ نثر کہ کلمات دونون فقرون کے سنجیدہ زن ہون متفق نہون جیسے قامت ہوزون کے
روبرو سرو روان ناچیز ہی اور کاکل پیچان کے سامنے مشک ختن نے قدر ہی **نثر مرجز قلیل الاستعمال ہی عاری**
وہ کہ مسجع و مرجز کے شرائط اوسمین نہون لیکن سلاست و فصاحت الفاظ و متانت و بلاغت معنی رکھتی ہو اور واضح ہو
کہ یہ تینون قسم تین تین قسم ہین سلیس دقیق رنگین سلیس وہ کہ الفاظ مروج اور مانوس الاستعمال ہون دقیق وہ کہ متانت
اور دقت زیادہ ہو اور مضمون تامل سے مفہوم ہو خواہ دقت لفظی ہو یا معنوی یا لغوی یا اصطلاحی یا تخیلی یا استعارات
مشکل ہون رنگین وہ کہ تلازم اور مناسبات اوسمین مثل تلازم باغ مین گل و بلبل و غنچہ و شگوفہ و شاخ و باد وغیرہ لکھنا اور پھر
تینون تین قسم ہین عالمانہ شاعرانہ منشیانہ عالمانہ وہ کہ قائل لفظی و معنوی از قسم لغات و استعارات کے ہون شاعرانہ
وہ جسمین تشبیہات و تمثیلات و تخیلات ہون منشیانہ وہ جسمین ادائے مطلب بموجب محاورہ روزمرہ کے مع شستگی و فنگی تقریر کے ہو

خاتمہ عیوب کلام مین

خاتمہ عیوب کلام مین

تنافر الکلمات یعنی لانا حروف قریب المخارج کا کلمات مین کہ تلفظ مین کراہت معلوم ہو **شعر** جب کمان و تیرے وہ ہاتھ
مین ہ اک کشش سے شیر سو کرے شکار ہ مصرع دوم کے الفاظ ثقیل ہین دوم اثقال اور وہ آنا ایک حرف کا آخر کلمہ اول
اور اول کلمہ آخر مین ہی جیسے نفع علم ایسی جگہ واسطے رفع ثقل کے نفع العلم لکھنا چاہیے **سوم** واقع ہونا حروف
مشدد الآخر کا بلا اضافت و عطف کے جیسے فلان کس مد ہی اور ضد کرتا ہی **چہارم** تتابع یعنی توالی اضافات جیسے **شعر**
لوٹ دیتی ہی صفین عشاق کی اک آن مین جنبش ابروے شوخ و شمن جان حزین **پنجم** ضعف تالیف لانا ترکیب کلام کا
خلاف استعمال فصحا کے **مصرع** دلبرنے مہر جان عاشق ناشاد سوز لفظ جان و سوز مین فصل ہونا
ضعف تالیف ہی **ششم** غرابت استعمال ایسے لغات کا کلام مین ہی کہ غیر مروج اور اکثر اشخاص اوس سے واقف نہون
اور حاجت کتاب لغت کی پونہچے جیسے طماس معنی قلم و سرمان بجاے گرگ یا کلمہ غیر مانوس الاستعمال لانا جیسے
خدا کو بجاے کریم سخی یا ناطق لکھنا یا بجاے سرمہ لگانے کے سرمہ بنا **ہفتم** مخالفت لانا ایسے لفظ کا جو قیاس
لغوی یا قاعدہ صرف کے خلاف ہو جیسے نسیم **شعر** مصئون وہ قضا سے ہمقدر ہی ہ اون ستی کا نام امر مگر ہی ہ لفظ
مصئون غلط ہی مصون بلا ہمزہ صحیح ہی اور فک اضافت یا زیادہ آنا اضافت کا جیسے ہ لمانت **شعر**

ایسے راضی ہو تو قرآن اوٹھالاؤں مین + رکھہ تو ای مصحف و ہاتھہ قسم کھاؤن مین + لفظ مصحف مین اضافت غلط و لغو ہی
اور قاطعین و ملے غیر ہاے مختفی و حاے حطی وغیرہ ایسین داخل ہی + آزاد شعر ہو کے خاک عالم مین تیرے کشتگان پھر لگے
مصرع مین جیسے غبار کاروان پھرنے لگے + ولہ شعر تجھکو چاہا تو ہمین تو نے ستایا سچ ہی + حاصل ہوتی ہی بدی دہر مین
نیکی کے بدلے + ہشتم اخلال یعنی چھوڑ دینا کسی لفظ یا حرف کا کلام سے کہ معنی بدون اوسکے تمام ہون یا زیادہ لانا
کسی حرف کا کہ معنی مین خلل واقع ہے جیسے حکیم تصدق حسین خان شعر ہو گئے تم اگر چہ سودائی + دور بیٹھے کی ہلکی سوائی
نہم تکلف کہ الفاظ مصنوعی غیر جائز لائین یعنی جو الفاظ استعمال فصحا مین نہین اپنی طبیعت سے ایجاد کر کے لکھین جیسے
طلب بجاے لب لب اور مترشح بجاے تراشیدہ دہم تکرار کہ ایک لفظ معنی واحد پر چند جگہہ لائین + جیسے شعر کلیم یاد ہمری
کچھہ آسمان کو رشک ہی + بس سبب مجھپر ستم کرتا ہی ہر دم آسمان + مصرع اول مین آسمان فضول ہی یازدہم تخلیع
وزن نامطبوع و ناخوش و ارکان ثقیل مین شعر لکھنا دوازدہم تضمین ایسا شعر لکھنا کہ مضمون اوسکا مختص شعر دوم پر ہو
جیسے قطعہ بند اشعار پس یہ سابق مین عیب تھا اب اکثر شعرا کے کلام مین قطعات پائے جاتے ہین سیزدہم ابتذال
یعنی الفاظ عامہ کہ خواص اوسکے استعمال سے احتراز کرتے ہین کلام مین لانا جیسے شعر آب حیات می ہی وہ کہتا ہی مے
نہ پی + زاہد کی پارسائی کو مارین ہین لنڈیر + یا وہ کلام کہ اشتباہ معنی بتذلل کا رکھتا ہو + لا اعلم شعر وہ گرم گرم آکے
جو میرے چلا گیا + مین کیا کہون کہ یارو مجھے غش سا آگیا چہاردہم تغیر یعنی لفظ کو بصورت دیگر استعمال کرین جیسے
آتش مصرع درد و درمان سے المضاف ہوا + لفظ المضاعف کے بجاے المضاف لکھا پانزدہم حشو اور صرف
حشو قبیح داخل عیوب ہی جیسے مصرع جفا معشوق او محبوب کی سہتے ہین سب عاشق + بعض الفاظ مین حشو استعمال
فصحا مین داخل ہی جیسے ملک خانہ حرم گاہ وغیرہ شانزدہم تناقض کہ کلام مین ایک معنی خلاف دوسرے معنی کے لکھین
جیسے کسی کی صفت مین ستمگر اور باوفا دونون لفظ لکھین حالانکہ ستمگر باوفا نہوگا ہفتدہم لکھنا ایسی صفت کا
کسی چیز کے واسطے جو اوسمین نہو جیسے شراب شیرین مشتند ہم تعقید اور یہ دو قسم ہی لفظی اور معنوی اگر بسبب تقدیم و تاخیر
الفاظ کے کلام غیر ظاہر الدلالۃ مراد قائل پر ہو وہ تعقید لفظی ہی جیسے سودا شعر بارے سے آب و ان عکس ہجوم گل کے
لوٹے ہی سبزے پہ از بسکہ ہوا ہی بیکل + اصل عبارت یون ہی کہ عکس ہجوم گل کے بارے سے آب و ان لوٹے ہی سبزے پہ
جب مخیل فہم معنی ہو تو عیب ہی تعقید معنوی یا اغلاق وہ کہ معنی کلام کے بعید الفہم ہون بسبب کثرت لوازم وغیرہ کے
مومن شعر یہ عذر امتحان جذب دل کیسا کہل آیا + ہم الزام اوسکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا + معنی یہ کہ معشوق سے
جو شکایت نہ ملنے کی کی تو اوسنے عذر کیا کہ مین تمھارے جذب دل کا امتحان کرتا ہون اوسکو یہ عذر خوب نکل آیا یا
پس یہ اپنے ہی جذب دل کا قصور ہی اوسکو الزام نہین لا اعلم شعر تصویر یار بہر نکیرین پاس ہی + رکھہ دینا میری
قبر مین شیشہ گلاب کا + مطلب یہ کہ جب نکیرین مجھسے حال عشق کا پوچھین گے اور اونکو مین تصویر معشوق کی

دکھلاؤن گا وہ غش کر جائین گے اونکے ہوش ہین لانے کے لیے شیشۂ گلاب میری قبر مین رکھدینا پس شعر اول کی جسمین
اغلاق کم اور طبیعت عشاق کی اوسکے مضمون کو سمجھ سکتی ہی معیوب نہین اور شعر دوم کا مضمون از قسم معاد اخل عیب ہی نوردی ہم
سرقہ وہ ہی کہ دوسرے شاعر کا کلام چرا لیا جائے خواہ صرف الفاظ خواہ معانی خواہ دونون اور واضح ہو کہ اگر دو شاعر
کسی شخص کو سخاوت یا شجاعت مین تعریف کرین یا ہجو کرین تو یہ سرقہ نہین ہی البتہ تشبیہ و استعارہ و کنایہ وغیرہ
اگر موافق ہون تو البتہ سرقہ ہی سوائے بعض تشبیہات و استعارات مشہورہ کے مثل تشبیہ شجاع کی شیر اور رستم
کے ساتھ اور سخی کی دریا وغیرہ اور رخسار معشوق کی گل کے ساتھ اور قد کی سرو کے ساتھ اور قیاس ہی کہلائے گا
کہ ایک شاعر کلام شاعر دیگر پر واقف ہو ورنہ توارد ہوگا اور سرقہ دو قسم ہی ظاہر اور غیر ظاہر سرقۂ ظاہر تین قسم ہی
انتحال جسکو نسخ بھی کہتے ہین آغار جسکو مسخ بھی کہتے ہین اور سلخ انتحال و نسخ وہ کہ کوئی شعر بالکل مع الفاظ
و معنی اپنے نام کر لیا جائے خواہ ایک زبان سے دوسری زبان مین ترجمہ کر دینا بلا تفاوت جیسے لا اعلم شعر
بہارنے بسر جام بادہ میگذرد + نسیم ہجو خدنگ از کنار میگذرد + سودا شعر بہارنے بسر جام بادہ میگذرد ہے + نسیم تیر سی
بھاتی کے پار گذرے ہی + لا اعلم شعر آلودہ ز قطرات عرق دیدہ جبین را + اختر ز فلک می نگرد روے زمین را +
سودا شعر آلودہ قطرات عرق دیکھ جبین کو + اختر پڑے جھانکین ہین فلک پر سے زمین کو + مسخ وہ کہ معنی مع بعض
الفاظ کے لیے جائین اور بعض الفاظ تبدیل کر دیے جائین جیسے محمد یار بیگ سائل شعر شاخ کو کوئی ہلا دے
تو ثمر جھڑتے ہین + اپنی ہر جنبش مژگان سے گہر جھڑتے ہین + رنگین شعر یون سر شک مژہ اب شام و سحر جھڑتے ہین +
شاخ پر میوہ سے جسطرح ثمر جھڑتے ہین + ذوق شعر ہم اور غیر دونون یکجا بہم نہونگے + ہم ہونگے وہ نہونگے وہ
ہونگے ہم نہونگے + آزاد شعر اغیار تیرے گھر مین اور ہم بہم نہونگے + یا آج وہ نہونگے یا آج ہم نہونگے + سلخ وہ کہ معنی
بالکل لے لین اور الفاظ بالکل تبدیل کر دین + جرأت شعر نکلنے جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہی + بسمون سے کہا
پوچھتا ہی کسنے اسکو مار ڈالا ہی + لا اعلم شعر مجھے قتل کر کے رقیبون سے پوچھا + یہ کسکا پڑا یان پہ تازہ لہو ہی + کسی سے
جسکا وہ سر پڑا ہی + کہا کیا مری بھول جانے کی خو ہی + سرقۂ غیر ظاہر وہ ہی کہ معنی کو قلب کر دین یا اور پیرایے مین
ادا کرین اور التباس الفاظ مین بھی کم ہو واضح ہو کہ محمد بن عیش نے اپنے رسالے مین لکھا ہی کہ اوستادون نے
دس عیب صحت و زوال اور درستی قافیہ کے واسطے شعر مین جائز رکھے ہین وصل قطع تخفیف تشدید قصر مد اسکان
تحریک منع صرف صرف منع وصل زیادہ کر دینا کسی حرف کا لفظ مین جیسے الف ابا و اعدے و ابرز مین اور ہاے
موحدہ بکردار بسان وغیرہ مین اور واو برومند تنومند وغیرہ مین اور ہاے ہوز جیسے شعر تین سو داسے شعر
بجو دور سے تو بے بہرہ و رہون اہل مین ہے رکوع مین تا قامت بسپردہ تا + اور قطع کوئی حرف حرف
اصلی لفظ مین سے ساقط کر دینا سودا شعر کسطرح شہر کا نہو یہ حال + شیدی کافور سا جو ہو گیا ہے لال + ولہ شعر

بدرنگ جیسے لیدہی بدبو ہی جون پشاب بدیمن یہ کہ اصطبل اوجڑ کرے ہزار تخفیف حرف مشدد کو مخفف لانا جیسے
لفظ تنور وغم وصف وغیرہ کہ مشدد الاصل ہین اکثر مخفف استعمال کرتے ہین تشدید یعنی مخفف کو مشدد لانا جیسے
زرّ و پرّ وغیرہ اکثر مشدد آیا ہی قصر الف ممدودہ کا مقصورہ لانا جیسے آسو اشعر کہا اوس سے کہ بھر کے آفتابہ
محل کے جا ضرور مین رکھوا مد مقصورہ کو ممدودہ لانا جیسے آستر و آبرہ اسکان حرف متحرک کو ساکن کر دینا
امانت شعر شدت جوش جنون پاکے مری نس نس مین + فصد مین کھلوائین مری دسے کے لہو کی قسمین
لفظ قسم کہ بفتح سین ہی قسمین بسکون سین لکھا علی ہذا القیاس اکثر تحریک حرف ساکن کو متحرک کر دینا یہ بھی اکثر دیکھنے مین آیا ہی

قطعاتِ تاریخ تالیف کتاب لمؤلفہ

رسالہ جبکہ یہ پونچا باتمام ہوئی تالیف سے تب مجکو فرصت جو پوچھی دل سے مین نے اسکی تاریخ
کہا کہہ ہی یہ معیار البلاغت ولہ جب لکھ گیا رسالہ یہ اردو زبان مین
حاصل ہوئے سبھونکو افاضات وافیہ آئی ندا یہ غیب سے تاریخ کے لیے اردو مین یہ کیا ہی عروض اور قافیہ
۱۸۶۶ء ۱۸۶۶ء
ایضاً منہ مجکو ان اوراق کی تالیف سے جب آئی فرصت بفضل رب قصیب
مصرع تاریخ ہاتف نے کہا واہ معیار بلاغت ہی عجیب ایضاً منہ
ہو چکا ختم یہ رسالہ جب شائق اسکا ہوا ہر اہل کمال فکر تاریخ مین نے کی جب سحر
آئی آواز غیب سے فی الحال عیسوی ہجری معنوی صوری اکہزار آٹھ سو چھیاسٹھ سال
۱۸۶۶ء ۱۲۸۲ھ

از خلاق مضامین معنی پرور جناب لالہ انبکا پرشاد صاحب برادر خرد جناب مصنف مخلص بہ سحر

رسالہ سحر نے لکھا یہ جسدم کہ ہین جس مین مضامین غرائب لکھی تاریخ جو ہر نے اوسیدم
کہ معیار البلاغت ہی عجائب
۱۸۶۶ء

از سر دفتر نازک خیالان خلف الرشید بخشی چمیدی لال صاحب رئیس سہسوان

جب عروض و قافیہ مین یہ کتاب میرے مشفق سحر نے تالیف کی مصرع تاریخ ہاتف نے کہا
خوب ہی یہ سحر سازی سحر کی
۱۲۸۲ھ

تمت کہ یہ رسالہ شہر محرم ۱۲۸۳ ہجری باہتمام امید و اغمران محمد عبد الرحمن سے مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

اشتہار

یہ کتاب بفرمائش مصنف مطبع نظامی مین چھپی اور حق تصنیف مصنف زادخمتہ نے مہتمم مطبع کو بخشا لہذا التماس یہ ہی کہ بدون اجازت مصنف ومہتمم مطبع کے کوئی اہل مطبع قصد طبع اس کتاب کا نفرماوین کہ موجب ملال مصنف ومہتمم کا ہوگا اور تردد مواخذہ نقصان کا پیش آویگا

وجہ مہر کی خاتمے پر

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی مہر اور دستخط مہتمم کے کیے گئے

العبد

عبداللہ بن حاجی محمد درویش خان حنفی بقلم خود



فائدہ ناظرین پر واضح ہو کہ صفحہ ۲۲ کے حاشیے پر صرف تین بحر ہزج رجز رمل کے معنی لغوی وجہ تسمیہ لکھکر باقی بحور کے رہ گئے لہذا یہان بیان اونکا ہوتا ہی مشرح یعنی آسان چونکہ اس بحر مین اسباب مقدم ہین اوتاد پر بدین وجہ آسان پڑھی جاتی ہی مضارع یعنی مشابہ اور یہ بحر ہزج سے مشابہ ہی کیونکہ دونون مین اوتاد مقدم ہین اسباب پر اور بقول بعض بحر منسرح سے مشابہ ہی اس امر مین کہ دونون مین جزو دوم وتد مفروق ہی جزو دوم مضارع کا فاع لاتن ہی مشتمل بر فاع اور جزو دوم منسرح کا مفعولات ہی بمالات بضم تا مقتضب یعنی بیدہ یہ بحر منسرح سے قطع کی گئی ہی کیونکہ ارکان دونون کے ایک ہین صرف ترتیب مین اختلاف ہی مجتث مشتق از اجتثاث یعنی از بیخ برکندن اس بحر کے مسدس کو خفیف سے نکالا ہی کیونکہ الفاظ دونون کے ایک ہین یعنی مجتث مین مستفعلن مقدم دونون فاعلاتن پر خفیف مین درمیان سریع چونکہ اس بحر مین بہ نسبت اوتاد کے اسباب زیادہ ہین اس سبب جلد پڑھی جاتی ہی خفیف یہ بحر بسبب زیادت اسباب کے سبک ہی طویل واضع علم عروض نے بعض بحور مسدس وضع کی ہین اور بعض جو مثمن مجزو بھی آتی ہین یعنی ایک رکن ہر مصرعہ سے رکیا جاتا ہی بخلاف اس بحر کے کہ مثمن وضع کی اور مجزو نہین آتی مدید یعنی کشیدہ یہ بحر بحر طویل سے کھینچکر نکالی گئی ہی اوسکے ارکان سباعی کے دو طرف دو سبب کھچے ہوئے ہین بسیط بچھا ہوا اسکے رکن سباعی کی ابتدا مین دو سبب کھچے ہوئے ہین یا یہ کہ اسکے ارکان کے ابتدا مین سبب کھچے ہوئے ہین وافر اس بحر مین حرکات بہت ہین چنانچہ ہر رکن مین پانچ متحرک یا یہ کہ اس بحر مین اشعار عرب بہت ہین کامل یہ بحر جیسے دائرے مین وضع ہوئی ہی ویسی ہی تمام وکمال مستعمل ہی متقارب یعنی نزدیک کیونکہ اوتاد اور اسباب اسکے باہم نزدیک ہین متدارک یعنی دریافتہ و پیوستہ اس بحر کے اسباب اوتاد سے ملے ہین اور یا یہ کہ یہ بحر ایجاد ابو الحسن اخفش ہی اور شامل ہو گئی بحور خلیل مین قریب یہ بحر مضارع سے قربت رکھتی ہی یا یہ کہ بعد خلیل کے مولانا یوسف نیشاپوری نے وضع کی مشاکل یہ بحر بحر قریب سے مشاکلت رکھتی ہی کیونکہ ارکان دونون کے ایک ہین اسمین فاعلاتن دونون مفاعیلن پر مقدم ہی قریب مین موجز جدید یا غریب کیونکہ یہ مخترعہ ہی بعد خلیل و ابو الحسن کے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۵	شیر کی حیوان پر	حیوان کی شیر پر
″	۱۶	شیر کی شجاع پر	انسان کی ملک پر
۴	۱	راستی اور بلندی	راستی اور بلندی دونون شجرہ پر
۵	۴	حسی یا عقلی	حسی یا عقلی دونون مین
″	۱۶	مذکور ہونا نسیم	مذکور ہونا نسیم نرگس سرسا بمعنی چشم استعارہ مرثیہ وہ جسمین صفت مناسبات مستعار لہ کے ذکر کیے جاوین نسیم
۱۰		پھرنے والی	گرد پھرنے والی
″		سبب کو بجائے سبب	سبب کو بجائے سبب
۲۰		سبب کو بجائے سبب	سبب کو بجائے سبب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۱۱	وصل	وصال
″	۱۹	مالا	بالا
۹	۲ و ۳ و ۴	طرز اس صنعت کا یہ ہی کہ شاعر ایک مصرع یا ایک بیت مین چند چیزون کو درج کرے اور دوسرے مصرع مین وہ چیزین لفظاً لاوے کہ ہر ایک کی تطبیق مناسب لہ ہو جائے چنانچہ شعر تری محفل مین ہمرہ دیوان ضد ہی اگر عالو دوم ہی ہو تو	طرز اس صنعت کا یہ ہی کہ شاعر ایک مصرع یا ایک بیت مین چند چیزون کو درج کرے اور دوسرے مصرع مین وہ چیزین لفظاً لاوے کہ ہر ایک کی تطبیق مناسب لہ ہو جائے چنانچہ شعر تری محفل مین ہمرہ دیوان ضد ہی اگر عالو دوم ہی ہو تو
۹	۱۰	تقسیم مسلسل متجزی بعد صنعت جمع مع بعد صنعت تفریق و تقسیم کے	تقسیم مسلسل متجزی بعد صنعت جمع مع بعد صنعت تفریق و تقسیم کے
۱۰	۱۵	بوی کہ من کرد ام دعاو ثنا ئے	بوی کہ من کرد ام دعاو ثنا ئے
″	۱۸	تجاہل العارف یا تجاہل عارف	تجاہل العارف یا تجاہل عارف
۱۱	۶	زینت حشو ہی	زینت حشو ہی
۱۲	۱۲	لوٹے	لوٹے
″	۱۳	ثبوت ما بقی	ثبوت یا نفی
″	۲۲	اردو پیا پیا جب	اردو پیا پیا جب
۱۳	۵	کسے دو قسم	کسے دو قسم
۱۴	۴	اہل کلام اور جب	اہل کلام اسکے لیے مقلوب سنوی ہین اور جب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵	۱	اسکے اجزا تقلوب مستوی مین کبھی تمام	کبھی تمام
″	۱۹	اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع اول سے سوم کے اول مین	اور لفظ آخر مصرع دوم مصرع سوم کے اول مین
۱۶	۳	مور جسکا	منور جس جا
″	۶	عذف الف دین لفظ	حذف الف مین
″	۹	باتطییل	یا تعطیل
۱۷	۱	دونون مین متفق	دونون مین متفق
″	۲۲	مثال اوم یہ چار مین	مثال اول یہ تین مین
۱۹	۵	۳	۴
″	۶	۴	۸
″	۸	شمار کرکے	شمار کرے
″	۲۱	عبث ہی وہ مجھسے	خفا ہی وہ مجھسے
۳۰		عنبر	عنبر
″	۵	مقدمے اور فصل پر	مقدمے اور ۶ فصل پر
۲۳	۸	مضارع مین چار مقابلین فاعلاتن سے	مضارع مین چار مقابلین فاع لاتن سے
″	۱۱	موجد	موجد
۲۵	۲۰	عبارت	عبارت ہی
۲۶	۹	تین حالت مین	تین حالت مین
۲۷	۱۰و۹	خزم	خرم
″	۱۹	عقص استماع	عقص عبارت اجتماع
۲۸	۱۱	مجوب	مجوف
۲۹	۲۵	اگر عروض ضرب مین واقع ہو	اگر آخر مصرع مین واقع ہو
۳۰	۱۸	روانہ مر گھر سے جب ہوا صنم ستم ہوا ستم ہوا ستم ہوا	روانہ میرے گھر سے جب صنم ہوا ستم ہوا ستم ہوا ستم ہوا
″	۲۵	مرا	میرا
۳۱	۲۰	بسکون مین	بسکون مین شعر کرار دھا مصرعہ مدن پہ بکسر کے ہاتھ جو مول لوں اور مین بیچ عناکے گفن پہ بکسر کے ہاتھ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۷	تجھپر ہی شیدا	تجھ پر شیدا
۳۳	۱۵	اپنے گھر نجا	اپنے نہ گھر جا
۳۴	۳	کیا ہی جیسے بحر	کیا ہی عوام ہندسکو بحر طویل کہتے ہین جیسے بحر
″	۱۶	گردش ایام سو سو کوس	گردش ایام سو سو کوس اس غزل کے آینہ شعرون مین عروض سالم آیا ہی
۳۵	۱	مستفع لن مستفع لن دو بار	مستفع لن مستفع لن فاعلاتن دو بار
″	″	فاعلات مفاعیلن دو بار	فاعلاتن فاعلاتن مفاعیلن دو بار
″	۷	مفعول فعلال	مفعول فعلان
″	۱۳	ناکرہ مزید	مزید ناکرہ
۳۶	۲۲	ساتھہ ہو	ساتھہ نہو
۳۷	۱۹	روف کا	روف او کا
۳۸	۵	اور زوائد	کیونکہ زوائد
۳۹	۴	کہتے ہین	کہتے تھے
۴۰	۱	زور طبعیت	زور طبیعت اور قصد تمام
″	۷	تمہید کی	تمہید کی ہی
۴۱	۱۴	چار مصراعی	چار مصراعی بھی کہتے ہین
″	۱۵	ناقص بھی کہتے ہین	ناقص
″	″	مین	ہین
۴۲	۳	آنکھہ مین	آنکھون مین
″	۴	گو ہی یہ	گو یہ
″	۵	ہی یہ	یہ
″	۱۴و۱۵	دونون مصرع اول کے دائرہ	مصرع دوم دائرہ اخرم کا باقی تینون ۱۴

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			دائرہ اخرب
		اخرم کے اور	اخرم کے
		مصرع سوم و	مصرع سوم و
		چہارم دائرہ اخرب	چہارم دائرہ اخرب
		کے ہین	کے ہین
۴۴	۲	دل سیاہ	دن سیاہ
″	۱۷	سرائے	سزائے
۴۷	۲۱	تمین	ہین
۴۸	۱۱	اوس مین	اوس مین ہون
۵۱	۳	۲ افتابہ	افتابہ
″	۱۰	مین یہ کیا ہی	مین ہی یہ کیا ہی
″	۱۷	معیار البلاغۃ	معیار بلاغۃ
″	۱۸	خلف الرشید بخشی چھدی لال صاحب	جناب منشی پیارے لال صاحب خلف الرشید بخشی چھدی لال صاحب

تمت

بعون خالق جہاں داروجاں آفرین یہ نسخہ بر مبنی

حسب الحکم جناب پروفیسر رامچندر صاحب ڈائرکٹر مدرسہ ہائیسٹ پٹیالہ

حدائق البلاغۃ

باہتمام سید محمود علی مہتمم و منیجر مطبع پٹیالہ اخبار

در مطبع منشی نولکشور واقع مدینہ تیز مطبع ہائیسٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمدی کہ رخسار شاہد بیان را غازہ پیرائی نماید و ستائشی کہ قامت دلفریب معنی را جامہ
بطلان بدایع آرائید متکلمی را درخور است کہ مشاطہ قدرتش عروس معنی بکر را در حجلۂ فکر جلوہ ظہور
بخشید و بہ تشبید حکمتش سواد لفظ را از فروغ مضمون چون مردم چشم پر حشمہ نور گردانید
عالم تنزیہ در وحدت سرای ذاتش حلقہ بیرون در است و جہان تشبیہ باد صبحت آباد و صفت
صفاتش مختصر زبان نطق پرداز را از افاضۂ نسیان مکرمتش گوہر بدامان و فکر معنی
طراز را از فیض بہار موہبتش گل در گریبان دست خیال در انداز کنگرۂ کاخ جلالش بگاہ
رسائی و پای وہم در پیمودن ساحت مکالش سرگرم آبلہ فرسائی لمولفہ ہر خبری و کلی
کہ بود در افواہ بر زبان جد است نزد مرد آگاہ بہ ترتیب مقدمات حسم و جان راہ در منطق تا
نتیجہ باشد اللہ و درودی کہ حسن معنی را پیرایۂ قبول بخشد و تحیتی کہ عروس سخن را
بزیور کمال آرایش دہد بہ افصحی راسز اوار است کہ آیۂ ہدایت پیرایہ و ما ینطق عن الہوی چاشنی
خوان فصاحت اوست بہ و مصدوقہ بلغ ما انزل الیک نمایۂ بلاغت او پیروی
کہ اشارت سرانگشت بہ شگافش قفل دلہای بستہ را کلید بست و دعائی کہ فروغ جمال

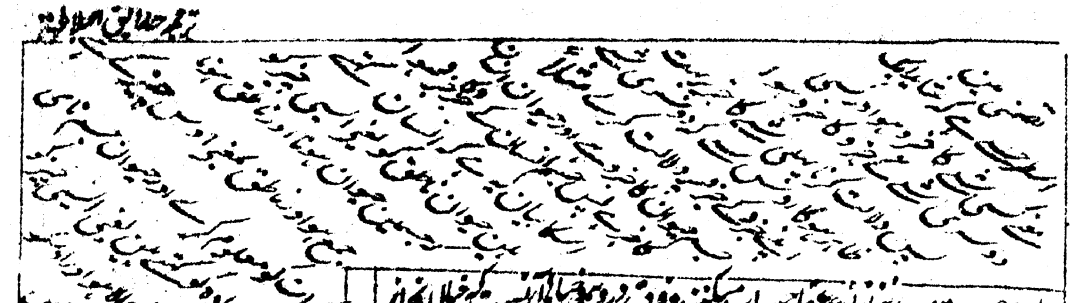
بی مثالش گم کرده راهان ظلمات جاهلیت تا صبح عیدی دانش بتجربه تمیز
مقدمات ملک ملکوت است وظهورش واسطة القیام ناسوت ولاهوت لمولفه شاهی
کرازو یافت عالم تزئین شد نور نبوتش چراغ ره دین بدوران خاتم بوده نگینش الحمد لله
برآن نگین نقش شعبین بود صلواتی که شمیم روح افزایش مشام جان ارباب ایمان را معطر سازد
وسلامی که طیب عنبر آگینش دماغ هوش صاحبدلان را معنبر نماید هدیه خلفای بحق
وجانشینان باستحقاق او که بروج سپهر هدایت و حروف کلمه شهادت اند خصوصا آن سرور قمر
او صیا که درباره ایوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی شاهد عدل کمال و تمامی وست
وبهوای خبر متواتر من کنت مولاه فهذا علی مولاه ناصیه خلایق رهین داغ غلامی او لمولفه در ملک
وجود پادشاه است علی جان و تن و عقل را پناه است علی بچشم همه کاینات ختم رسل است
ودر مردم آن چشم نگاه است علی امابعد بر ضمیر منیر خاطر تحریر پوشیده نماند آن خبیر بصیر است که فیض
شعر از نفایس فنون و لطایف علوم است و در هر دوره زمانی پیرایه فتح راه کامرانی مدار و سرمایه
مباهات فضلای عالیمقدار بوده و پیوسته فضلای بلاغت آیین و بلغای فصاحت آئین
بوسیله این فن شریف و پیشه لطیف زینت بخش منصه ساده عزت و اقبال و صدر آرای ایوان
حشمت و اجلال بوده اند و هر یکی بمایه رای آن بدانست که بمجرد ذوقی طبع قادر در تحریر
شعر و شاعری گزارد و رقم تصدی این امر خطیر را بر ناصیه حال خود نگارد و درین عصر که از علم
و حکمت نامی و از فضل و هنر نشانی بر جا نمانده جمعی که از زشت و زیبا فرق نمیکنند و لعل
از خار ابا نمیدانند بمحض تالیف الفاظ بروزنی که دست فکرت شان از دامن نیرانش

کوتاه است علم دعوی این فن بر می افرازند و کلاه بخوت و غرور بر آسمان می اندازند شبه
بیمقدار خود را همسنگ گوهر شاهوار میشمارند و مثقال ریزه بیقدر خویشتن را در برابر لعل آبدار
بجلوه می آرند سخن بشنو بر این سیه درونان نسواد لفظ بخاک سیاه یکسانست و معنی را بسیدادی
این انصاف دشمنان از بیاض بین السطور چاک دگریبان لمولفه جاهل آنجا که نکته گیر بود
شعر تعیست شعیر بود بر سم سخندانی ز عالم بر افتاده و مینیاد نکته رانی از پا در آمده لمولفه
ز انسان امروز آنچه پیداست فضلش رفته است و جنبشش بر جاست راقم حروف شمس الدین
فقیر که بتمنای ظل همای سعادت اقترای معنی عمری در بین فن استخوان شکسته و در زاویه خمول
منتظر لطیفه غیبی نشسته غیر از سنجهیدی و بجز کتاب ایسی ندارد فوایدی که در بین مدت از فیض صحبت
این دو انیس همدم اندوخته قبل ازین متفرق بزبان قلم داده و مجملی از علم بیان و بدیع و صنایع
نگاشته کلک سخن طراز گردیده و چون از دیرباز مکنون خاطر بود که اگر فرصت و قیت دست دهد
و توفیق مساعدت نماید مجموع فنونی که در شعر شاعری ازان گزیر نباشد در یک کتاب
سمت اندراج یابد تا طالبان فضل و هنر را واسطه ترقی و تکمیل باشد و مدعیان بی سرمایه را
موجب تنبیه و آگاهی گردد درین ایام که هجوم هموم و انبوه اندوه بر دل شکسته استیلا یافته چاره
جز این ندیدم که در حصار سخن گریزم و در کنگره قصر معنی درآویزم باشد که دست حزن و ملال
از دامن دل کوتاه گردد و زخم جانگزای غصه روزگار را این تریاق کبیر چاره سازی نماید
چون صورت این معنی در آینه خاطر متسم گردید باتمام این امر جلیل القدر کمر اهتمام بر بستم و بتوفیق
باری عز اسمه باندک فرصتی مرکوز ضمیر را در رنگوترین صورتی جلوه ظهور بخشیدم باشد که حرفی

ازان مرغوب صاحبدلی افتد و مؤلف را دعائے خیر یاد آرد شود و این کتاب
چون مشتمل بر فنون بلاغت است بچہار حدیقہ الیق البلاغۃ موسوم گردید و مبنی بر پنج حدیقہ و خاتمہ
مشتمل حدیقہ اول در علم بیان حدیقہ دوم در علم بدیع حدیقہ سوم در علم عروض
حدیقہ چہارم در علم قوافی حدیقہ پنجم در فن معما خاتمہ در سرقات شعریہ و ما یتعلق
بہا پوشیدہ نماند کہ معما اگرچہ قسمے از صنایع لفظی است داخل فن بدیع است اما چون
حصول اسم از دو انواع اشارات و اصناف دلالات صورت می پذیرد و قواعد و قوانین اعمال آن
متشعب و فی موضع متکثرہ وارد براسر فی شدہ و تحصیل علوم مذکورہ مطلب صناعت شعر را واجبات
است علاوہ وقت انست کہ خوض در مطلب نمایم و نقاب خفا از روی مقصود برکشایم و بتوفیق ہمزاد
العلی الاعلی و ہو حسبی و نعم الوکیل **الحدیقۃ الاولی فی علم البیان** علم بیان علمیست
وقواعدی چند است کہ چون آنرا مستحضر دارند یک معنی را بچند طریق ایراد میتوان نمود بنحوی
کہ بعضی ازان طرق بدلالت واضح و بعضے اوضح باشد و دلالت بر سہ گونہ است اول وضعی و آن
دلالت کردن لفظ است بر تمام معنی موضوع لہ مانند دلالت انسان بر حیوان ناطق دوم تضمنی
و آن دلالت لفظ است بر جزو موضوع لہ مثل دلالت انسان بر حیوان تنہا سوم التزامی و آن
دلالت لفظ است بر معنی کہ خارج از حقیقت موضوع لہ و لازم او بود چنانچہ دلالت انسان
بر ضاحک و اول را دلالت مطابقہ و اخیرین را دلالت عقلیہ نیز گویند ظاہر است کہ ایراد یک معنی
بچند طریق نحوی کہ گفتہ شد بدلالت وضعی صورت نمیتواند بست زیرا کہ دلالت الفاظ بر معانی
در دلالت وضعی بیک نہج است و بر سبیل اتم و انقص نیست مثلاً لفظ اسد در بیت



مرصاد شجرهٔ دوم انجام شجرهٔ اول در بیان تشبیه بیان آنکه تشبیه در لغت دلالت است بر مشارکت
دو چیز در یک معنی و آن دو چیز را مشبه و مشبه به گویند و آن معنی مشترک را وجه شبه نامند و اگر بر است
کار مشبه به از وجهی اشتراک باشد و از وجه دیگر افتراق مثل آنکه در حقیقت مختلف باشد و در صفت
مشترک یا بالعکس و اگر افتراق در هر دو بهیچ وجه یافت نشود تعدد بر خیزد و تشبیه باطل شود و ایضاً
تشبیه را اگر زینت از غرض چه متحکم را حاجت به تشبیه نمی افتد مگر از برای غرضی و همچنین حال تشبیه
در قرب و بعد و رد و قبول متفاوت میباشد و ناچار است تشبیه را از اداتش و در این مقام حاجت
افتاد به بیان چند چیز اول بیان مشبه و مشبه به دوم بیان وجه شبه سوم ذکر غرض تشبیه چهارم شرح اقسام
تشبیه پنجم بیان ادوات تشبیه و بر یک از این پنج در فرعی شرح داده شود فرع اول در بیان دو طرف تشبیه که آنرا
مشبه و مشبه به خوانند بباید دانست که مشبه به یا مدرک یکی از حواس خمسهٔ ظاهری میشود و یا مدرک تعقل
اما آنچه مدرک حس است از مبصرات چنانچه در این بیت حکیم اسدی طوسی بیت عذار چون گل خاطر افروز دهان
و دو زلف چون صبح نوروز دیده و از مسموعات چنانچه در این بیت حکیم خاقانی شروانی بیت نگاه
چو حال عاشقان صبح کند تلوین اگر چو حالی لبران مرغ کند نوا گری مقصود در اینجا تشبیه
آواز مرغ است و از خلخال لبران و از مشمومات چنانچه در این بیت ولهٔ ان می گلگون کرسید
سوخته پرورد و بوی گل مشک سیه خام برآمد و از مذوقات چنانچه در این بیت لمؤلفه شیرازی
داشت ساقی دوش در جامم ذکر بوسی لذت تسلیم لو کام و از ملموسات چنانچه در این بیت قاآنی
برچون پرنیان یک دشت گوئی پلاس تن بر پلاس صبر کنم از پرنیان دو اما در این بیت
حکیم مختاری آبگون آفتاب شده جرعهٔ قدح مشعار عندلیب شده زخمهٔ رباب اگر مشعار مشبه



را و ہم صورت میدہد نیز از نوع عقلی حساب میکنند و فرق در وہمی خیالی آنست کہ خیال انچہ از
حس مشترک با قتباس مینماید قوت متخیلہ از آن ترکیب میدہد مثل علم یاقوت و عقلی بسیط کہ در ابیات صدر
شد و وہم انچہ از حس مشترک اقتباس نمیکند بل از پیش خود اختراع صورتی میدہد و متخیلہ آنرا ترکیب بخشید
مثل تصور انسانی کہ سر داشتہ باشد یا تصور غول بصورت سبع و اختراع دندان برای او بغیبیہ مثل علم یاقوت
سبع را میباشد و ازین قبیل است این شعر امرء القیس القتلی والشرق مضاجعی و منسونۃ
زرق کانیاب اغوال ترجمہ اش نیست کہ آیا مرا میکشد قریب و حالانکہ شمشیرہے کہ منسوب بمشارف
یمن است ہم بستر است با من و سنانہای کہ بدیعنی فولادی کہ مانند دندانہای غول است در فارسی این بیت
حکیم مختاری در مدح خجند ملک دیم چرخ او مجریست ہر چہ امروز چرخیست بشہاب پوشیدہ
نماند کہ علامہ تفتازانی در مطول فرق میان تشبیہ وہمی و خیالی بنحوی کہ مذکور شد بیان نمودہ
اما در باوی النظر فرقی درین ہر دو قسم یافتہ نمیشود زیرا کہ تصور انسانی کردہ سر بادہ بال داشتہ باشد
و تصور غول بشکل سبع و اختراع دندان برای او بغیبیہ مثل علم یاقوت در ماخر مردود است
آنست کہ در تشبیہ خیالی گزشت و اجزای این ہر دو قسم از محسوسات است کہ خیال بواسطہ حس
مشترک آنرا اقتباس نموده و متخیلہ ترکیب داده ماحق واقع امیست و ہم چیزہای نادیدہ را کہ صورت
محسوسہ بپوشانده لہذا گویند کہ وہم خلاق است و خیال انچہ از حس مشترک اقتباس نموده سمان را
پس وہم چیزہای غایب است بخلاف خیال کہ آن از مدرکات حسی تجاوز نمینماید و تصور
نمودن غول یا ملک مانند آن کار وہم است و خیال از امثال این تصورات عاجز
و انیست فرق وہمی و خیالی پس این قدر اہمیت حکیم مختاری کہ در مثال مذکور شد باید کہ

نفسانی از قبیل ذکا و معرفت و قدرت و کرم و شجاعت و حلم و غضب و اشباه آن که مدرک
بعقل میشود و یا صفت باعتباری و اضافی است مثل اتصاف بخیری یا بنیکی وجودش
یا عدمش مطلوب است یا اینکه مطلوع فیه است یا دور از جمع است یا اتصاف بخیری که محض
تصوری و وهمی باشد مثل ارباب اغوال که در شعر امرا التفات میکرده اند الحاصل جمیع صفت
یا یکی چیزی است یا چند چیز و بهمین جهات یا بسیط اند یا مرکب از اجزای مختلفه پس وجه شبه متنوع
میگردد بحسب این انواع که مذکور کردیم و چون این معنی مدانی شد بدانکه وجه شبه یا واحد است
یا متعدد و متعدد یا در حکم واحد است بسبب آنکه یک حقیقت از چند چیز ترکیب یافته و یا در حکم
واحد نیست اما وجه شبه واحد یا حسی است یا عقلی و در حسی لازم است که مشبه و مشبه
به نیز حسی باشند زیرا که وجه شبه امریست ماخوذ از مشبه و مشبه به و ماخوذ از عقلی غیر عقلی
نخواهد بود اما در وجه شبه عقلی لازم نیست که مشبه و مشبه به نیز عقلی باشند بجهت آنکه عقل
ادراک محسوسات تواند کرد و حس از ادراک معقولات عاجز است و از اینجا است که علمای
فن بلاغت گفته اند التشبیه یوجه العقلی اعم من التشبیه بوجه الحسی اما وجه شبه واحد
حسی مثل حمرت در تشبیه رخسار بگل و خفای آواز در تشبیه صوت ضعیف بهمس و بوی خوش
در تشبیه رائحه بعنبر و حلاوت در تشبیه آب بشکر و لذیذ در تشبیه جلد باحریر و ابیات امثله
این اقسام در بحث مشبه و مشبه به گذشت اما وجه شبه احد عقلی مثل حیرت در تشبیه شجاع
باسد و زنده ساختن در تشبیه علم بحیات و هدایت در تشبیه علم بنور و استطابت نفس
در تشبیه عطر بخلق کریم و اما وجه شبه متعدد که در حکم واحد باشد و آن را وجه شبه

دوسری یعنی بهمین اراده کرنا
اور کوئی تشبیہ کہنے میں اور اگر علاقہ مشابہت کا
صورت میں علم و بیان سے کچھ مقصود ہو
اور تشبیہ از مقصود ہی نہ ہو
میں نقل کیا ہے اور اگر کوئی
تقریر سے ثابت ہو اگر تشبیہ میں بھی
موضوع لہ کے اور اس کے

شبہ درینجا بیانی است کہ از احاطت چیزی سیاہ بر چیزی سرخ و ترشح چیزی سفید
ازان سیاہ بر سرخ حاصل آمدہ و ازین قبیل است این ابیات خاقانی بیت بر بطے
چون دو ایگان طفل نالان در بغل ۔ طفل را از خواب دست دو ایگان انگیختہ ۔ دلرگوی
شعری کہ جست انگشت ۔ بر رنگی بہوا سنان بر افگند ۔ و سلمان ساوجی خیال سبزہ و جوی بر دل او
بدان ماند کہ خضر بر سر آب افگند مصلی را ۔ و امیر معزی گفتہ کہ چیست خون عدو جہاں
گفتا کہ بر بفشہ پراگندہ ارغوان ۔ و شیخ نظامی در غسل کردن شیرین گوید
بیت چو بر فرق آب می انداخت از دست ۔ فلک بر ماہ مروارید می بست و انوری
بیت در آب دیدہ ہمی گشت زلف مشکینش ۔ چو شاخ سنبل سیراب در می احمر
و حکیم ارزقی بیت رخ او لالہ ستان بود و سر زلفک او ۔ رنگیان راست ستان خفتہ
بر آن لالہ ستان ۔ و مرکب بودن مشبہ مشبہ بہ و وجہ شبہ درین ابیات بر تامل
ظاہر است سوم آنکہ مشبہ مفرد حسی و مشبہ بہ دو وجہ شبہ مرکب حسی باشند کقولہ و الشمس کالمراۃ
فی کف الاشل آفتاب را تشبیہ دادہ باینکہ در دست شل باشد و وجہ شبہ درینجا بیانی
است کہ از استدارت و اشراق و حرکت سریع متصل حاصل آمدہ و ازین قبیل
است این بیت خاقانی کہ در خطاب آفتاب گفتہ بیت مانی بعد ابیان اشقر پیرہ یکفیہ
و برنہ پیکرہ این بیت عبد الواسع جبلی بیت زلفین تو قیری است بر آنگیختہ از عاج
رخسار تو شیری است بر آمیختہ با مشک مقصود درینجا تشبیہ رخسار است باشیری
کہ در شراب آمیختہ باشد و وجہ شبہ امتزاج سرخی با سفیدی چہارم آنکہ مشبہ مفرد

فصل کا نام فرع ہے کسوا سطے
فرع ہے شبہ لازم سے پہلی فرع شبہ
معلوم کیا جاتا ہے کہ شبہ اور شبہ بہ کے بیان مین
کسی حس کے ساتھ معلوم کرنے مین
اور چکھنا اور سونگھنا اور چھونا کسی چیز کا ہے یا دونو حواس
دونو مختلف ہو

ومشبه ووجه شبه مرکب باشد چنانچه درین بیت خاقانی بیت چون ریم آهن بر خم آهن ۔ صد چشمه کنند چشم تمن ۔ پوشیده نماند که مشبه درینجا صد چشمه نمودن چشم دشمن بر خم سنانست ومشبه به ریم آهن دوال مرکب وثانی مفرد است ووجه شبه هیاتی است که بتشکل زنبورخانه باشد واین نیز مرکب است اما وجه شبه مرکب عقلی چنانچه درین بیت انوری بیت در جهانی و از جهان پیشی ۔ همچو معنی که در بیان باشد ووجه شبه درینجا راجح بودن محاط بر محیط است ودرین دو بیت خاقانی نظم ای شده بر دست تو حاسد دل شاخ شاخ ۔ بیم تو مثال کنان پوست شمشیر ارکان او ۔ یوسفی آورده در تن زندان و پس ۔ قفل زر افگنده بر در زندان او ووجه شبه درینجا ذلیل وخوار داشتن چیز خوب وعزیز را داشتن چیز دیگر است ومقصود از مجموع یک حیات است قدر بداند که هر گاه وجه شبه هیاتی باشد مرکب از چند چیز از نیکه اجزای آن حسی باشند یا عقلی اگر بعضی ازان اجزا را اخذ کنند وبعضی دیگر را ترک نمایند در تشبیه غلط واقع شود ووضوح این معنی از ابیات امثله صدر هویدا است اما وجه شبه غیر واحد که آنرا متعدد و نامند چنان است که چند چیز را وجه شبه سازند وهر یک ازان به نفس خود مستقل بود بخلاف مرکب که در انجا از مجموع یک حیات مقصود میباشد ووجه شبه متعدد از سه قسم بیرون نیست قسم اول انکه آن چیزها همه حسی باشند چنانچه درین بیت خاقانی شعر این الکؤس والاقداح ۔ این این الشموس والاقمار ووجه شبه در تشبیه کاسه وقدح بافتاب وماه تدویر ودرخشندگی و

گردش است قسم دوم آنکه همه عقلی باشند مثل تشبیه بعضی از مرغان بزاغ در تیزی
نظر و کمال حذر و اختفای جماع قسم سوم آنکه بعضی از ان حسی و بعضی عقلی باشند چنانچه
در بین بیت نظامی بیت گهی خوردن می چون خون بدخواه ۔ گهی تکیه زدن بر
شاه وجه شبه در تشبیه بمی خون بدخواه حمرت و مرغوب بودن است و اول حسی و دوم
عقلی است و بدانکه گاهی وجه شبه را از نفس تضاد انتزاع مینمایند و طرفین چنان
است که دو ضد را باهم تشبیه میدهند و آن معنی متضاد را که در هر دو مشترک است
وجه شبه اعتباری نمایند و ضدیت را بمنزله تناسب می شمارند و مقصود از تشبیه
خوش طبعی و ظرافت باشد مثل آنکه حیوان را گویند که شیر است بجهت
گویند که حاتم است چنانچه درین دو بیت فقیر نظم درین موسم که باغ از فرط نزهت
۔ بود خوانی پر از الوان نعمت ۔ کلید در بدست باغبان است ۔ عجایب حالتی
سالار خوانست ۔ و باید دانست که حق وجه شبه آنست که شامل هر دو طرف
باشد یعنی بر مشبه و مشبه به صادق آید و اگر بر یکی از دو طرف صادق نیاید تشبیه
فاسد شود مثلاً درین قول که النحو فی الکلام کالملح فی الطعام اگر وجه شبه این
باشد که صلاح در استعمال و فساد در اهمال هر دو صادق آید و تشبیه
صحیح شود زیرا که اصلاح طعام در استعمال نمک است و فسادش در اهمال آن و همچنین
اصلاح کلام در استعمال قواعد نحوی است و فسادش در اهمال آن و اگر وجه شبه
چنین باشد که بسیاری نمک مفسد طعام است و کمی نمک مصلح آنست این معنی بر نحو

صادق نمی آید و تشبیہ خلل پذیر میگردد نظیر آنکہ کلام اگر بعضی از قواعد نحو استعمال
کنند و بعضی را اہمال نمایند کلام مہمل و نامربوط شود فرع سوم در بیان غرض تشبیہ
پوشیدہ نماند کہ غرض تشبیہ در اکثر راجع بمشبہ میگردد و آن ہر چہ بر قسم است اول اینکہ
غرض از تشبیہ بیان امکان وجود مشبہ باشد در جائی کہ ادعای امتناعش نیز
ممکن بود چنانچہ درین بیت ابو طیب بیت فان تفق الانام وانت منہم ؛
فان المسک بعض دم الغزال ؛ ترجمہ اش اینست کہ اگر تو فائق شوی بر خلق
و حال آنکہ از جنس انسانی این معنی ممکن است زیرا کہ مشک پارہ از خون آہو است
مراد شاعر درین شعر فوقیت ممدوح است بر سایر نوع انسانی بحدیکہ گوئی اصلا
مناسبت باینہا ندارد و بر اصل جدائی است و این ادعا در ظاہر ممنوع مینماید
چہ محال است کہ یک فرد از نوع خود بحدی ممتاز گردد کہ از آن نوع برآید لہذا شاعر
از تشبیہ دادن بمشک امکان این معنی را بیان نمود و ثابت کرد زیرا کہ
مشک ہر چند پارہ از خون آہو است اما او را از قسم خون نمی شمارند و ازین
قبیل است این بیت خاقانی بیت وہو روح الوری ولا تعجب ؛
فالیواقیت بجۃ الاحجار ؛ و مولفہ بیت گر از خلق آمد بر خلق شاہ
است ؛ عجب شمر گل از جنس گیاہ است ؛ دوم آنکہ غرض از تشبیہ بیان
حال مشبہ باشد مثل تشبیہ چیزی در سواد یا بیاض یا غیر آن بچیزی و درین قسم
شرط است کہ حال مشبہ بہ ظاہر باشد والا تشبیہ برای بیان حال نخواہد بود

چنانچہ درین بیت ابوالفرج بیت دل از وداع رفیقان چو دیگ بر آتش تر
از غریو غریبان چو مرغ در مضراب ۔ غرض از تشبیہ درینجا بیان حال دل و تن است
از حالت وداع و چنانچہ درین بیت حکیم سنائی بیت باز قهرمش چو آید اندر کار
پکشف سر در کشد کشف کرداند و درین بیت خاقانی بیت خصمت
زدولت بنیوا و آنکہ درت کرده رها ۔ چشمش بدرد اد تو تیا بر باد مکباد انشته یعنی
حال تو کہ از دولت مہجور است و در ترا گزاشتہ است بآن میماند کہ چشم او
بدرد باشد و سرمہ را کہ دوای چشم است بر باد دہد و مقصود ازین تشبیہ بیان
حال خصم است سوم انکہ غرض از تشبیہ بیان مقدار حال مشبہ باشد چنانچہ درین
بیت الوری رح حدیث سرین و میانش چگویم ۔ کہ دیدہ است کہی
معلق بکاهی ۔ غرض از تشبیہ درینجا شدت قرب سرین و لاغری میان
است و درین بیت حکیم عنصری بیت و آن ابر همچو کاسۂ نداف ۔ آکنون
چو گنج لولو مکنون است ۔ غرض از تشبیہ ابر بکاسۂ نداف و گنج لولو کثرت
باریدن برف و باران است و درین بیت کمال اسمعیل بیت مانند پنبہ دانہ
زه در پنبہ تعبیہ است ۔ اجرام کوه ها است نهان در میان برف ۔ غرض از تشبیہ
درینجا مبالغہ در کثرت برف است اما درین بیت خاقانی بیت ماه کهبش
آب شود دریا ۔ ماند عرق تکاوران راه ۔ اگرچہ در بادی النظر چنان مینماید
کہ غرض تشبیہ تعلق بمشبہ دارد و آن قلب آب دریا است

شیخ نظامی بیت تن صافیش کہ می غلطید در آب ؛ چو غلطد قاقمی
بر دروی سنجاب ششم آنکہ غرض از تشبیہ مذمت و تقبیح مشبہ باشد در نظر سامع
مثل تشبیہ روی کہ نشان آبلہ در و باشد بسر گلین بستہ کہ خروس آنرا بمنقار زدہ باشد
و در نظم مثل این ابیات سنائی کہ در ہجو علمای جاہ طلب گوید بیت
چون کمیز شتر زبان پسان ؛ در نچہ دارند ہمچو خرمگسان ؛ و کاتبی نیشاپوری
کہ در ہجو شخصی گفتہ رباعی ای از تو سہ روح و پنج حس حیران و خجل ؛ در چار
چو چار چیزی کامل ؛ چون فرج دہن باز و چون گندہ دماغ ؛ چون کیر زبان
دراز و چون خایہ دو دل ؛ و حکیم شفائی کہ در ہجو ذوقی اردستانی گفتہ
رباعی ذوقی ریشست بہ پشم ماشی ماند ؛ مویت بہ مذر زبد قماشی ماند ؛ بینیت
بہ سنگ سرتراشی ماند ؛ عینک چو نہی بہ کیر کاشی ماند ؛ ہفتم آنکہ غرض از تشبیہ
تقبیح مشبہ و مذمت حضور او در ذہن باشد یعنی مشبہ بہ سبب تشبیہ بصورتی در آید
کہ از روی حادث حضور صورت او در ذہن ممتنع باشد مثل تشبیہ انبار زغال
کہ بعضی از ان افروختہ بود یا دریای مسک کہ موجش طلا باشد و چنین صورت
در عادت ممتنع الحضور است و این است معنی استطراف و مازکی شبہ اکثر
امثلہ این قسم در تشبیہ وہمی و خیالی مذکور شد و از انجملہ است این بیت
ابو الفتح بیت گل از پرورندہ گوی شکل دیبیست ؛ گرفتہ جام لعل
اندر انامل ؛ و این بیت انوری بیت آتش سیال دیدستی در آب انجمنی ؛ تا ندیدہ

نخواہ از ساقیا نشنیدہ باید دانست کہ استطراف مشبہ بر دو گونہ است
یکی آنکہ مشبہ بہ فی نفسہ نادر الحضور باشد در ذہن مثال آتش سیال و آب منجمد در بیت
مذکور و مثل این بیت خاقانی کہ در صفت خضر گفتہ بیت آن شنیدست روی
ارغوان فش ؛ چون برف تنیدہ گرد آتش ؛ دیگر آنکہ حضور مشبہ بہ در حالت
حضور مشبہ بندرت باشد یعنی ذہن در وقت تصور مشبہ بتصور او کمتر انتقال
نماید چنانچہ در این رباعی کمال اسمعیل رباعی آن زلف نگر بر رخ آن شہرہ ختن
آویختہ بی جنگ و خصومت باہم ؛ و آن ابرو بین بشکل کشتی گیران بہ نسر
سوی ہم آوردہ و قد ہا زدہ خم ؛ و ظاہر است کہ بمجرد تصور ابرو تصور کشتی گیران
در ذہن حاضر نمیشود و بدانکہ ہر گاہ غرض از تشبیہ تزیین یا تقبیح یا استطراف
مشبہ باشد واجب است کہ مشبہ بہ در وجہ شبہ معروف تر و تمام تر باشد و در جائیکہ
غرض از تشبیہ بیان مقدار حال مشبہ باشد باید کہ ہر دو در معرفت مساوی یا
در جائیکہ غرض بیان امکان مشبہ بود باید کہ مشبہ بہ در امکانیت مسلم
و معروف بود و در استطراف شرط است کہ مشبہ بہ در ذہن نادر الحضور باشد
اینست بیان اقسام کہ غرض تشبیہ در آنہا بمشبہ میگردد اما گاہی غرض تشبیہ
عاید بمشبہ بہ میشود و این بر دو نوع می آید نوع اول آنکہ ہر چہ ناقص
در وجہ شبہ باشد آنرا مشبہ بہ سازند و مقصود ازان ادعای کمالیت او بود
کقولہ شعر دیدا الصباح کان غرتہ ؛ وجہ الخلیفۃ حین یمتدح ترجمہ اش اینست

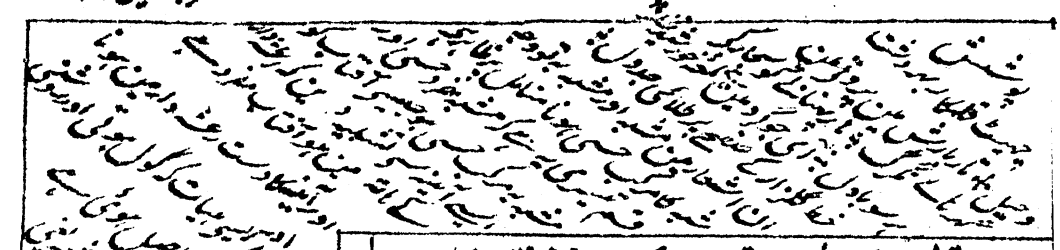
کرسیح دمید گویا کہ سفیدی از روی خجلت است در وقتی کہ تو جبہ بشنبد از آہ
میگردد و غرض ازین تشبیہ یا دقی روی ممدوح است در روشنی و انبساط بہ صبح و از
باب است این رباعی حکیم ارزقی ربا عی آتش بستان دیو بندت ماند پیچیدن
افعی بکمندت ماند شیشہ بر فتن بسمندت ماند خورشید بہمت بلندت ماند
سنان و کمندت ماند ہمت ممدوح را مشبہ بہ ساختہ و غرض ازین ادعای اکملیت
این مرتبہ است در وجہ شبہ و این رباعی انوری رباعی چون روز علم زد
بچتر مست ماند چون یک شبہ شد ماہ بجامست ماند تقدیر بعزم تیز گامست ماند
پرورزی بعطای ازان عامست ماند نوع دوم آنکہ چیزی را کہ اہتمام بشان او
داشتہ باشند مشبہ بہ سازند و غرض از تشبیہ درینجا بیان اہتمام است بشان مشبہ بہ
چنانچہ درین بیت فقیر بیت گدا از بسکہ دیدہ قحط احسان ہلال عید را داند
لب نان نپوشیدہ نماند کہ تشبیہ درجای متحقق میشود کہ مشبہ بہ در وجہ شبہ کامل تر
و قوی تر از مشبہ باشد اما در جائیکہ ہر دو مساوی باشند آنرا تشابہ باید گفت
نہ تشبیہ و در تشابہ عکس صحیح می آید یعنی مشبہ را مشبہ بہ بتوان کرد چنانچہ
درین دو بیت ابو نواس شعر ق الزجاج و رقت الخمر تشابہا و تشاکل الامر
فکانما خمر ولا قدح و کانما قدح ولا خمر یعنی لطافت شیشہ و شراب
ہر دو متشابہ شدند بنحوے کہ گوئے قدح است شراب نیست
یا شراب است قدح نیست و درین قطعہ فقیر

مست پرمانا بچشم خونفشان ۵ در کفم از بادهٔ احمر قدح ۵ یا شراب است انیکه مریزم
ز چشم ۵ یا سرشک است این که دارم در قدح فرع چهارم در بیان احوال
واقسام تشبیه بدانکه تشبیه باعتبار این هر سه چیز که در سه فرع شرح داده شد متنوع
بانواع مختلفه و منقسم باقسام متعدده میگردد و اما اقسام آنرا در چند شعبه ایراد
شعبهٔ اول در تقسیم تشبیه باعتبار مشبه و مشبه به و آن بر چند قسم می آید
یکی آنکه مشبه و مشبه به هر دو مفرد غیر مقید باشند مثل تشبیه رخسار
بگل و تشبیه شجاع باسد و تشبیه علم بنور و مانند آن دوم آنکه هر دو مفرد مقید
باشند مثل تشبیه سعی بیفایده به نقش روی آب سوم آنکه یکی مفرد مقید
و یکی مفرد غیر مقید باشد چنانچه درین بیت انوری بیت حسناره چو گلستان
خندان ۵ نرگسین چو زنگیان لاعب و درین بیت و له بیت
شکل غنچه است چو پیکان که بود در آتش ۵ برگ بید است چو تیغی که برد در زنگار
و ازین قبیل است تشبیه آفتاب بآینه که در دست مثل باشد
یا بالعکس یعنی تشبیه آینه مذکور بآفتاب چهارم آنکه هر دو مرکب باشند
چنانچه درین بیت خاقانی بیت دیده باشی عکس خورشید
آتش انگیز از بلور ۵ از بلورین جام عکس می رخان انگیخته ۵ و معنی مرکب
بودن مشبه و مشبه به آنست که هر یک هیاتی است از چند چیز فراهم آمده
چنانچه قبل ازین شرح داده شد پنجم آنکه یکی مفرد و یکی

مرکب باشند چنانچہ درین بیت خاقانی بیت بلبلہ چون کبک خون
گرفتہ بمنقار ۔ گر دمش نالۂ حمام بر آید ۔ و اگر مشتبہ این اقسام در صدر
مذکور شد ششم آنکہ ہر دو متعدد باشند و این قسم بالمفوف می آید یا
مفروق اما مفوف آنست کہ اول چند مشبہ را ذکر کنند و باز چند مشبہ بہ را
بہمان ترتیب بیارند بطور لف و نشر مرتب چنانچہ درین بیت عبد الواسع
جبلی بیت تافتہ زلف و شگفتہ رخ زیبا قد او ۔ مشک سیارہ و گل سوری
و سرو چمن است ۔ و اما مفروق آنست کہ یک مشبہ و یک مشبہ بہ را ذکر
کنند و باز یکی دیگر در مقابل و ہمچنین چنانچہ درین رباعی کمال اسمعیل
رباعی رویت دریای حسن لعلت مرجان ۔ زلفت عنبر صدف
دہن در دندان ۔ ابرو کشتی و چین پیشانی موج ۔ گرداب بلا غبغب
و چشمت طوفان ۔ ہفتم آنکہ یکے و احد و یکے متعدد باشد پس اگر مشبہ
واحد و مشبہ بہ متعدد بود آنرا تشبیہ جمع نامند و اگر بالعکس باشد تشبیہ
تسویہ گویند ۔ مثال تشبیہ جمع چنانچہ درین بیت مولوی جامی
بیت عارض است این یا قمر یا لالہ حمرا است این ۔ یا شعاع
شمس یا آئینہ دلہا است این ۔ و این غزل تمام ازین قبیل است
و مثال تشبیہ کہ تسویہ گفتہ شعر صدغ الحبیب و حالی ۔ کلاہما
تالیانی ۔ یعنی زلف معشوق و حال من ہر دو مانند شب

سیاه اند شعبه دوم در تقسیم تشبیه باعتبار وجه شبه باید دانست که تشبیه باعتبار
وجه شبه نیز متنوع بچند نوع میگردد نوع اول تشبیه تمثیل و آن تشبیهی است که وجه شبه
در او از چند چیز منتزع باشد چنانچه قبل ازین شرح داده شد قال الشیخ عبد القاهر
الجرجانی فی اسرار البلاغة التمثیل التشبیه المنتزع من امور و اذا لم یکن التشبیه
عقلیا یقال انه یتضمن التشبیه و لا یقال ان فیه تمثیلا و ضرب مثل و اذا کان
عقلیا جاز اطلاق اسم التمثیل علیه انتهی و ازینجا معلوم میشود که هر تشبیه
که وجه شبه او مرکب حسی باشد آن را از عداد تمثیل نباید شمرد تمثیل
آنست که وجه شبه در و مرکب عقلی باشد چنانچه درین دو بیت حکیم سنائی
در منقبت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیه السلام گفته

نظم زان از دو خصم او فزون تر بود ۞ که خود را امام حیدر بود ۞ مرد را چون
زپس ابود خورشید ۞ سایه پیشی کند بر و جاوید ۞ وجه شبه هیات منتزعه
که نور از عقب و ظلمت در پیش تا پیش او باشد و چون این هیات مرکب
از حسیات است پس بقول شیخ عبد القاهر که مذکور شد از قسم تمثیل باشد
بل متضمن تشبیه بود و درین دو بیت نظامی نظم نظر کردم زروی تجربت
همست ۞ خوشیهای جهان چون خارش دست ۞ که اول دست
خارش خوش افتد ۞ باخر دست در دست آتش افتد وجه شبه
امر لیست که آغازش خوب و انجامش بد باشد و این امور عقلی است



واطلاق تمثیل بقول شیخ عبد القاہر بران صحیح اما انچہ از مفتاح و مطول معلوم
میشود تمثیل عبارت از تشبیہی است کہ وجہ شبہ در و منتزع از چند چیز باشد اعم ازین
کہ آن چیز یا حسی باشد یا عقلی نوع دوم غیر تمثیل و آن تشبیہی است کہ وجہ شبہ در و
مرکب از چند چیز باشد بلکہ واحد بود یا متعدد و امثلہ آن در بحث وجہ شبہ گزشت
نوع سوم تشبیہ مجمل و آن تشبیہی است کہ وجہ شبہ در و مذکور نشود و این بچند قسم می آید
اول آنکہ وجہ شبہ غیر مذکور در بادی الرائی ہر کس ظاہر باشد مثل تشبیہ شجاع
بہ شیر چہ ظاہر است وجہ شبہ درینجا جرات است دوم آنکہ وجہ شبہ خفی باشد
غیر از خواص آنرا در نیابند چنانچہ درین بیت خاقانی بیت بی نقصی دولت
او سر سامی است عالم را کز فتنہ ہر زمانش رنجہران تازہ بینی وجہ شبہ در تشبیہ
عالم بسر سامی اختلال دریم خوردگی اوضاع است و این بر ہر کس در بادی النظر
ظاہر نمیشود قال العلامۃ فی المطول کقول بعضہم فی مدح جماعتہم کانہم
المفرغۃ لایدری این طرفاہا ای متناسبون فی انتشر فلیتمتع تعیین بعضہم
فاضلا و بعضہم افضل منہ کما انہا متناسبۃ الا خیر یتمتع تعیین بعضہا طرفا
و بعضہا وسطا کذا فی نہایۃ المفرغۃ ای مضمتہ الجوانب کالدایرۃ انتہی کلامہ
دیگر آنکہ وصف بیچ یک از مشبہ و مشبہ بہ در و مذکور نشود
چنانچہ درین بیت خاقانی بیت از عارض و روی و زلف
داری تو طاؤس و بہشت ما را بہم نبود مراد از و صف درین مقام انست

کہ ایمای بروجہ شبہ نداشتہ باشد پس اگر گوئی کہ زید الفاضل اسد لقطاف فاضل
اشعاری بروجہ شبہ کہ جرات و شجاعت است ندارد و مثال وصفی کہ ایمای
بروجہ شبہ داشتہ باشد این بیت خاقانی بیت خنجر سرنیش چو سرخ آید بخون
حصم دمی رانشان بنی بھم ۔ از لفظ سرخ و سبز کہ وصف مشبہ واقع شد
میشود کہ وجہ شبہ درینجا اجتماع حمرت و خضرت است دیگر آنکہ وصف مشبہ نہاند کور سازند
چنانچہ در شعر گذشت و دین بیت عبد الواسع جبلی بیت خمیدہ قامت
ورخ پر سرشک و دل پر نارہ ۔ زجور گردون بد خواہ تو چون گردون بادیگر آنکہ وصف
مشبہ بہ نہاند کور سازند کقول البالغۃ شعر فانک شمس والملوک کواکب ۔ اذا
طلعت لم یبد منہن کوکب ۔ یعنی بدرستیکہ تو آفتابی و پادشاہان دیگر ستارہ ہا
وقتیکہ آفتاب طالع شد یکی از ستارہ ظاہر نمیشود و دین بیت حکیم سنائی
بیت امتنانش چو قطرہ باران ۔ کاول و آخرش بود چو میان ۔ و دین
بیت خاقانی بیت وقت است کہ مرکبان انجم ۔ نعل سفینند سم
دیگر آنکہ وصف مشبہ و مشبہ بہر دو مذکور نمایند چنانچہ درین دو بیت رودکی
نظم چاکرانت بگہ رزم چو خیاطانند ۔ گرچہ خیاط نیندای ملک کشور گیر
ملہ بگہ نیزہ قد خصم تو می پیمایند ۔ کہ ببرند بشمشیر و بدوزند بہ تیر
لفظ گز و پیمودن و بریدن و دوختن وصف ملایم مشبہ بہ است
و نیزہ و شمشیر و تیر ملایم مشبہ نوع چہارم تشبیہ مفصل

وآن عبارت از تشبیہی است کہ وجہ شبہ یا آنچہ مستلزم وجہ شبہ باشد درآن
ذکر کنند مثال اول چنانچہ درین بیت سلمان ساوجی بیت لعل تو چون از شراب پای
نلرزد دلم ز چشم تو چون از خمار دست وجہ شبہ
در ہر دو مصراع لغزیدن و لرزیدن است و درین بیت عبدالواسع بیت
اسی بسیر چون سخن و چون دہن خویش ز غم ہا عیش من تلخ ندارد دل من تنگ مخواہ
وجہ شبہ درینجا تلخی و تنگی است و درین بیت خاقانی بیت جہان
پیمانہ را ماند بعینہ کہ چون پر شد تہی گردد بیکبارہ و مثال دوم کقولک الکلام
الفصیح کالعسل فی الحلاوۃ وجہ شبہ درینجا میل طبع است و آن لازم
حلاوت است نوع پنجم تشبیہ قریب مبتذل و سبب قریب و ابتذال در تشبیہ
چند چیز است یکی آنکہ وجہ شبہ واحد باشد مثل سیامی در تشبیہ سیہ
و سفیدی در تشبیہ عسل با برف دیگر آنکہ مشبہ بہ بنسبت قریبی مشبہ داشتہ باشد
مانند تشبیہ کنار بہ سیب و یا آنکہ مشبہ بہ اکثر در ذہن حاضر شود مثل
تشبیہ زلف بہ شب و تشبیہ روی خوب بآفتاب و مانند آن بالجملہ
تشبیہ قریب آنست کہ وجہ شبہ در و اجمالی باشد یا بتفصیل قلیلی
داشتہ باشد مانند تشبیہ آفتاب بآینہ در تذہ بروشنی نوع ششم تشبیہ
بعید غریب و اسباب بعد و غرابت تشبیہ نیز چند چیز است یکی آنکہ
وجہ شبہ متعدد یا مرکب از چند چیز باشد چنانچہ در موضع خود مذکور شد

دیگر آنکه مشبه به را با مشبه بنسبت بعیدی بود چنانچه درین بیت مختاری

بیت ز ابر سیاه و برف سفید در زمین سبزه خطی همی بدید شد از بیضه غراب

ظاهر است که ابر و برف را با زاغ و بیضه در صورت علم اعتبار تشبیه مناسبتی نیست

دیگر آنکه مشبه بندرت در ذهن حاضر شود بسبب آنکه از وهمیات یا از خیالات

باشد مثل اینیاب اغوال و اعلام یا قوت و نظایر آن دیگر آنکه وجه شبه مرکب

عقلی باشد و چند انکه وجه شبه مرکب از چیزهای بسیار باشد تشبیه بعید تر و غریب تر

میشود اعم از انکه ترکیب وهمی باشد یا خیالی یا عقلی و تشبیه بلیغ همان است که بعید و غریب بود

بخلاف قریب و مبتذل که آن در بلاغت دون است زیرا که انچه بعد از طلب

حاصل میشود لذت او زیاده تر میباشد مثل تشنه که از آب سرد بیشتر

لذت میبرد و گاهی تشبیه مبتذل بسبب تصرفی خاص غرابت

پیدا میکند چنانچه درین بیت مختاری بیت

پسروی اگر سرد را از ماه بود دبر تشبیه معشوق بماه و سرد مبتذل

است اما بسبب شرط غرابتی بهم رسانید شعبه سوم در تقسیم تشبیه

باعتبار غرض و آن بر دو قسم است مقبول و مردود تشبیه مقبول

آنست که در افادهٔ غرض ذاتی باشد و مشبه به در وجه شبه

مشهور تر و تمام تر مسلم الحکم بود و در بیان امکان تر و مخاطب معروف

باشد و تشبیه مردود آنکه درین امور ناقص و ضعیف باشد و در بیان اول



گاہی عبارت دیگر قایم مقام ادات تشبیہ آرند چنانچہ درین بیت مختاری
از یک صدف گھر شدہ رای تو خرد ہ و ز یک رحم جدا شدہ طبع تو و کرم ؛
و درین بیت خاقانی جانکاہی و آن دمان فزائی ؛ سیبی بدو بگردہ
زنگاری ؛ مقصود آنست کہ تو مثل روزگاری و چنانچہ درین بیت انوری
بوی یار من ازین سمت وفا می آید ؛ گلم از دست بگیرید کہ از کار شدم ؛ مقصود
تشبیہ یار است بگل و بوی یار آمدن را بجای ادات تشبیہ ذکر کردہ ایم در تقسیم
تشبیہ بحسب قوت و ضعف بدانکہ استعمال تشبیہ در کلام از ہشت قسم بیرون نیست
اول آنکہ مشبہ و مشبہ بہ را مذکور سازند دو جہ شبہ و ادات تشبیہ را محذوف نمایند
چنانچہ گوئی زید شیر است دوم آنکہ در مقام استعمار مشبہ را نیز محذوف
نمایند سوم آنکہ ادات تنہا حذف نمایند چنانچہ گوئی زید شیر است
در جرات چہارم آنکہ در محل استعمار مشبہ را نیز حذف کنند مثل آنکہ
گوئی شیر است در جرات پنجم آنکہ وجہ شبہ را محذوف نمایند مثل آنکہ گوئی زید
مانند شیر است ششم آنکہ در حال استعمار مشبہ را نیز محذوف نمایند مقسم آنکہ
چہار را مذکور سازند مثل آنکہ گوئی زید مانند شیر است در جرات ہشتم آنکہ
مشبہ را در محل استعمار حذف کنند چنانچہ اگر پرسند زید کیست گوئی
مانند شیر است در جرات و ازین ہشت قسم و قسم اول اقوی است و دو
قسم اخیر اضعف دو سط در ضعف و قوت وسط دو جہ قوت در حذف

ادات و وجہ شبہ آنست کہ ادات را چون محذوف سازند گویا مشبہ را عین
مشبہ بر ادعا نمایند و وجہ شبہ را چون ترک نمایند عمومیت تمام میرساند پس
در تشبیہیکہ این ہر دو را ترک نمایند قوی تر خواہد بود و آنچہ ملکی ازین ہر دو در ادان
مذکور شود نسبت باول ضعیف و آنچہ ہر دو را دران مذکور سازند اضعف
خواہد بود اینست استیفای بیان در تشبیہ و باللہ التوفیق شجرہ دوم
در بیان استعارہ چون استعارہ قسمی از مجاز است اول بہ تعریف حقیقت
و مجاز پرداختن لازم پس گوییم حقیقت در اصطلاح اصحاب عبارت از کلم
ایست کہ در معنی موضوع لہ استعمال کنند در اصطلاحی کہ حرف زنند مثل اصطلاح
لغت یا شرع یا عرف یا مجاز کلمہ ایست کہ در معنی غیر موضوع لہ استعمال کنند و دلالت
او بر آن معنی بقیام قرینہ باشد الا غیر و معنی وضع معین ساختن لفظ است برای
دلالت کردن بر معنی بنفس خود نہ بواسطہ قیام قرینہ قال العلامۃ بتحقیقہ فی الاصل فعیل
بمعنی فاعل من حق الشی اذا ثبت او بمعنی مفعول من حقیقت الشی اذا اثبتہ نقل الی الکلمۃ
الثابتۃ او المثبتۃ مکانہا الاصلی و اتانا فیہا للنقل من وصفیۃ الی الاسمیۃ و المجاز
فی الاصل مفعل من جاز المکان یجوزہ اذا تعداہ نقل الی الکلمۃ الجایزۃ ای المتعدیۃ
مکانہا الاصلی انتہی کلامہ و مجاز را از علاقہ گزیر نیست چہ اگر علاقہ در معنی
حقیقی و مجازی نباشد استعمال آن لفظ در معنی مجازی غلط خواہد بود
چنانچہ اگر بگوئی خذ ہذا الفرس و اشارہ بکتاب نمائی این استعمال صحیح نیست

زیرا کہ علاقہ در نیجا یافت نمیشود و ہر یک از حقیقت و مجاز یا لغوی است
یا شرعی یا عرفی عام چہ اگر واضح حقیقت واضع لغت است آنرا حقیقت لغوی میگوئیم
و اگر شارع است حقیقت شرعی می نامیم و اگر عرف است حقیقت عرفی میخوانیم
و ہمچنین مجاز را در اصطلاحی کہ بمعنی غیر موضوع لہ استعمال میکنم اگر آن
اصطلاح لغت است مجاز لغوی میگوئیم و اگر اصطلاح شرع است مجاز شرعی
و اگر اصطلاح عرف است مجاز عرفی میخوانیم مثالش استعمال لفظ اسد برای
سبع مخصوص حقیقت لغویست و برای مرد شجاع مجاز لغوی و لفظ صلوٰۃ برای
عبادت مخصوص حقیقت شرعی است و برای دعا مجاز شرعی و لفظ فعل در عرف
نحویان بمعنی لفظ مخصوص کہ عبارت از ماضی و مضارع و غیر آن باشد حقیقت
خاص است بمعنی حدث مجاز عرفی خاص و لفظ دابہ برای چہار پا حقیقت عرفی
عام است و برای انسان مجاز عرفی عام و لفظ اسد و صلوٰۃ و فعل و دابہ کہ در
مثال واقع است مثال حقیقت و مجاز است لفظ سبع و شجاع و عبادت و دعا
و لفظ مخصوص و حدث و چہار پا و انسان کہ مذکور شدہ اینہا ہمہ اشارت بمعانی
حقیقی و مجازی آن چہار لفظ است فتامل و قبل ازین گفتہ ام کہ مجاز را ناچار است
از علاقہ پس اگر آن علاقہ لمریست سوای تشبیہ مثل سبب بالزوم یا غیر ذالک از
مجاز مرسل می نامند و اگر علاقہ تشبیہ است استعارہ میگویند و در استعارہ
اگر مشبہ را متروک و مشبہ بہ را مذکور سازند آن را استعارہ بالتصریح نامند

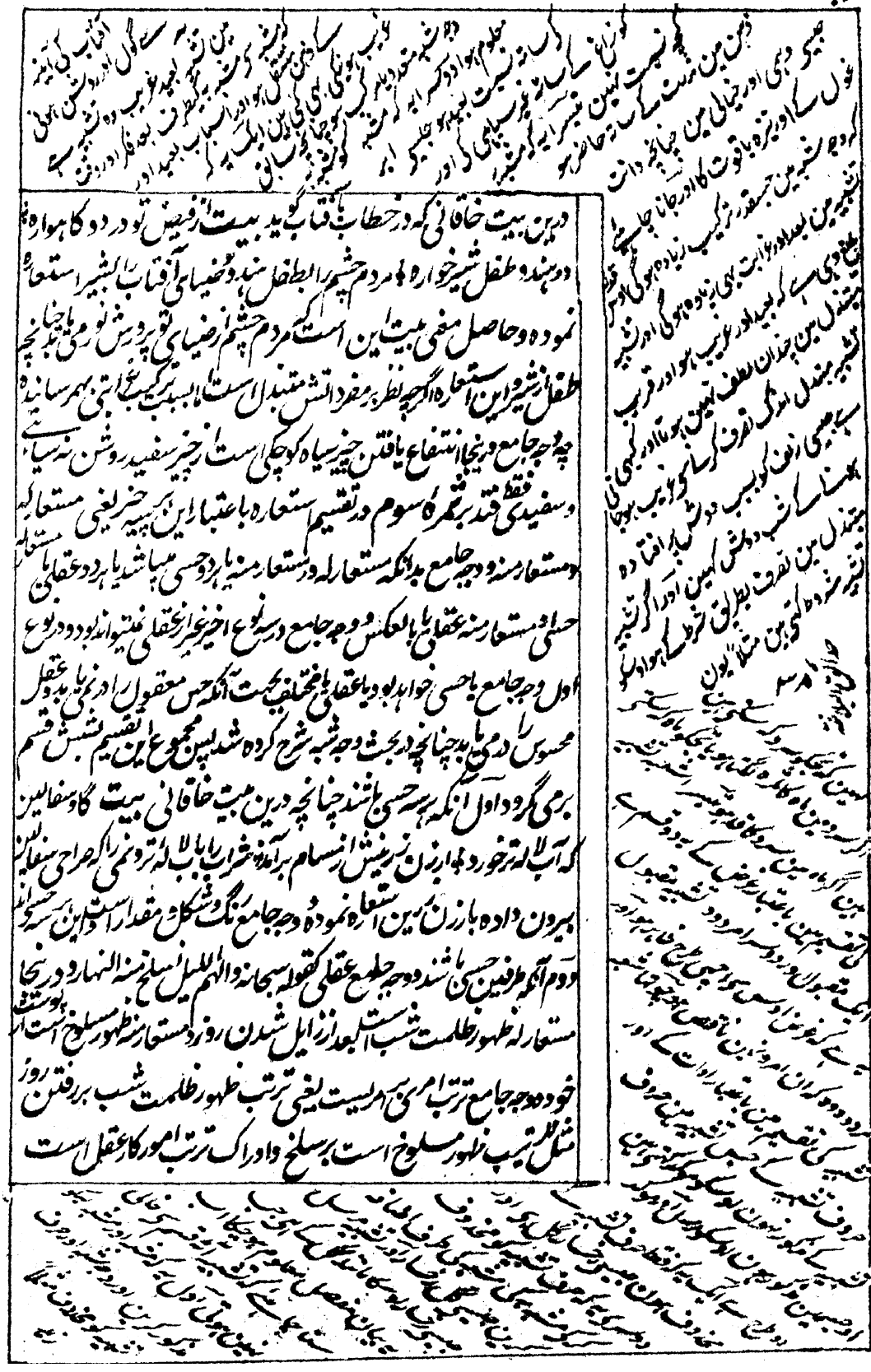
چنانچہ درین بیت اسدی ؎ بیت مہش مشک سای و شکر میفروش ۔
دو نرگس کمان کش دو گل در بپوش ۔ واگر مشبہ بہ را متروک و مشبہ را مذکور سازند
آن را استعارہ بالکنایہ خوانند و امثلہ آن در محاسن مذکور شود و حاصل استعارہ
آنست کہ مشبہ را عین مشبہ بہ دعا نمایند اعم ازین کہ متروک باشد یا مذکور و مشبہ را
در ہر دو صورت مستعار منہ نامند و لفظ او را مستعار خوانند و مشبہ را مستعار لہ
گویند و علمای فن بلاغت را اختلاف است در ینکہ استعارہ از قسم مجاز لغوی است
یا مجاز عقلی دلیل جماعتی کہ استعارہ را مجاز لغوی میدانند آنست کہ اگر گوئی
مثلا رایت اسدا یرمی و مراد از ہمہ مرد شجاع باشد پس لفظ اسد در اصل
لغت برای سبع مخصوص کہ درینجا مشبہ بہ واقع شدہ موضوع است
نہ برای شجاع باشد و درین صورت استعمال این لفظ بحسب لغت در غیر موضوع لہ
شدہ است و این است معنی مجاز لغوی اما دلیل گروہی کہ استعارہ را از مجاز عقلی میشمارند
آنست کہ اطلاق لفظ اسد را بر شجاع باشد وقتی میکنیم کہ او را عین مشبہ بہ
یعنی سبع مخصوص ادعا نمایم و درین صورت استعمال لفظ اسد در موضوع لہ
میشود نہ در غیر موضوع لہ و چون این تصرف یعنی ادعای ما کہ تعلق بعقل دارد
نہ بلغت پس استعارہ مجاز عقلی باشد یعنی عقل بر مجاز بودن او حکم میکند
نہ لغت زیرا کہ بحسب لغت خود استعمال آن در موضوع لہ واقع شدہ پس مجاز لغوی چرا باشد
و اگر در استعارہ مشبہ را عین مشبہ بہ ادعا نمایند معنی تعجب درین دو بیت درست نمی آید

شعر قامت تظللنی من الشمس ۔ نفس اغر علی من نفسی ۔ قامت تظللنی ومن عجب
شمس تظللنی من الشمس ۔ شاعر این دو بیت را در باب غلام خود کہ بر سر او در آفتاب
سایہ کردہ بود گفتہ ترجمہ اش اینست ایستادہ است و سایہ میکند بر من از آفتاب
چنان کسی کہ غیر تر است از جان من پیش من و عجب دارم از نیکہ آفتابی بر من از آفتاب
سایہ میکند و مقصود از ین مثال این است کہ اگر شاعر غلام مذکور را عین آفتاب نشمرد معنی
تعجب درینجا صحیح نمیشود و بعضی چون این چنین گفتہ اند کہ ادعا در ینجا مقتضی استعمال
شمس در موضوع لہ نمیتواند شد چہ بر یقین میدانیم کہ آدمی از جنس آفتاب نیست ما فرق در استعارہ
و کذب آنست کہ بنای استعارہ بر تاویل است یعنی مشبہ را از جنس مشبہ بہ ادعا مینمایند
و قرینۂ عدم ارادہ موضوع لہ در وقائع باشد بخلاف کذب کہ تاویل و قرینہ در ان نمیباشد
اما قرینہ استعارہ گاہی یک چیز میباشد چنانچہ درین بیت اسعدی روان را بشمشاد
پوینده رنج ۔ خرد را بمرجان گوینده گنج ۔ لفظ پوینده و گوینده قرینہ آنست کہ از
شمشاد و قد معشوق و از مرجان لب او خواستہ و گاہی قرینہ استعارہ چند چیز میباشد
چنانچہ درین بیت خاقانی چون از مہ نوزنی عطارد ۔ مریخ ہدف شود مر آن را
لفظ ہدف و تیر کہ مرادف عطارد است و لفظ زدن این ہا ہمہ قرائن
آن است کہ از ماہ نو کمان خواستہ و باید دانست کہ تقسیم استعارہ
نیز مانند تقسیم تشبیہ کہ در شجرہ اول مذکور شد بسبب اعتبارات چند است اول باعتبار
مستعار منہ و مستعار لہ دوم باعتبار وجہ شبہ کہ آن را در استعارہ وجہ جامع گویند

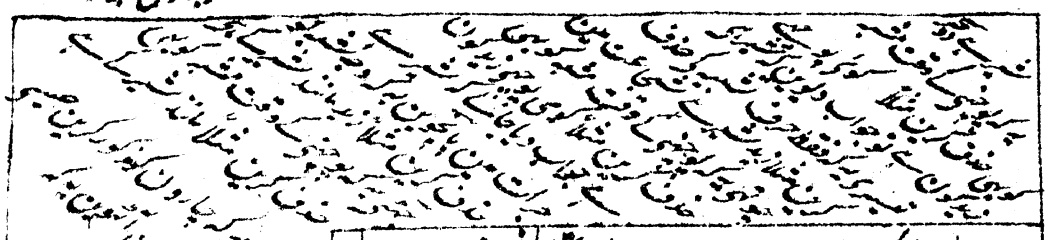
سوم باعتبار مجموع این هر سه چیز چهارم باعتبارات دیگر غیر این سه قسم دیگر یک را
در ثمرهٔ وانمائیم ثمرهٔ اول در تقسیم استعاره باعتبار طرفین یعنی مستعار منه و مستعار
و این بر دو قسم می آید وفاقیه عنادیه اما وفاقیه آنست که اجتماع مستعار منه و مستعار له
در شخص واحد ممکن بود مثل استعارهٔ هدایت بحیات در این آیه کریمه او من کان میتا فاحییناه
ای ضالا فهدیناه مقصود بالتمثیل لفظ حیات است که مستعار منه واقع شده و هدایت
مستعار له آمده و اجتماع هدایت و حیات در شخص واحد ممکن است و اما استعارهٔ عنادیه
آنست که اجتماع مستعار منه و مستعار له در شخص واحد ممتنع باشد مانند آنکه استعارهٔ نام
مرده را که آثار جمیله از و بر صفحهٔ روزگار مانده باشد بزنده و همچنین زندهٔ را که جاهل
یا غافل خبر یا در خواب باشد بمرده و ظاهر است که اجتماع مرگ و زندگی در شخص واحد
ممتنع است و نوعی از عنادیه آنست که بر سبیل ظرافت یا استهزا آرند بهمان طریقی که
در بحث تشبیه گفته شد چنانچه بگوئی رایت اسدا و مراد توجبانی باشد یا بگوئی
رایت حاتما و مراد تو بخیلی باشد ثمرهٔ دوم در تقسیم استعاره باعتبار وجه
جامع بدانکه استعاره باعتبار وجه جامع بچهار قسم منقسم میگردد و اول آنکه وجه جامع
مستعار منه و مستعار له داخل باشد مثلا لفظ قطع در این آیه کریمه و قطعنا هم فی الارض
امما لفظ قطع موضوع است برای دور کردن اتصال اجسامی که باهم پیوسته باشند و در این
آیه قطع اسم مستعار له و قطع اجسام مستعار منه واقع شده و وجه جامع
میان این هر دو زائل کردن اجتماع و اتصال است و آن در مفهوم



به برق و سپر را بابر و چتر را بماه و اسپ را بچرخ استعاره نموده و وجه جامع در هر چهار ظاهر است چنین استعاره را عامیه و مبتذله نامند قسم چهارم آنکه وجه جامع خفائی داشته باشد و غیر از خواص آن را در نیابند و این را استعارهٔ غریبه نامند چنانچه درین بیت کسائی مروزی در وصف اسب مودب خوگفته شعر واذا احتثی قربوسه بعنانه ۔ علک الشکیم الی انصراف الرایض اعتاد لغت دستها بگرد زانو حلقه کردن است و علک بمعنی خائیدن و شکیم لجام آهنی است که در دهان اسپ کنند و معنی بیت این است که هرگاه عنان این اسپ بقربوس زین بند کنند میخاید لجام را تا گرفتن رایض مراد از رایض صاحب اسپ است یعنی هر جا که سوار زین اسپ را گزاشته و عنانش را بقربوس زین بند کرده میرود از انجا حرکت و تجاوز نمی نماید تا صاحبش برگردد و مقصود بالتمثیل درینجا استعاره بند کردن عنان بقربوس زین است او مستعار لفظ احتبا است که بمعنی دستها در گرد زانو حلقه کردن آمده و هر دو دست را چون گرد زانو حلقه کنند به بند کردن عنان در قربوس شبیه میشود و معلوم است که ظهور وجه جامع درینجا خفائی دارد و ازین قبیل است این بیت خاقانی بیت در بلبله فواق افتد ز گردمان آب احمر اندازد ۔ ریختن شراب را از صراحی استعارهٔ بفوق مکروه و وجه جامع گرفتگی در گلو است و آن در بادی الرای ظاهر نمیشود و این بیت انوری بیت در نعره خناق آرد و در جلوه شبخ ۔ گر پاس تو یاری ندهد کوس و علم را گر فتگی آواز کوس را بخناق و عدم حرکت علم را به شبخ استعاره کرده و این از عالم فواق است که مذکور شد و گاهی استعاره عامیه مبتذله بسبب تصرفی غرابت پیدا میکند چنانچه



درین بیت خاقانی که در خطاب بآفتاب گوید بیت ازفیض تو در دو کاهواره نا
دوهنده و طفل شیرخواره بامردم چشم را بطفل تشبیه کرده و ضیای آفتاب را بشیر استعاره
نموده و حاصل معنی بیت این است که مردم چشم از ضیای تو پرورش نومی یابد چنانچه
طفل از شیر و این استعاره اگرچه بنظر بمفرداتش متبدل است بسبب ترکیب بحالتی بهم رسانیده
که وجه جامع درینجا انتفاع یافتن چیز سیاه کوچکی است از چیز سفید روشن نه سیاهی
و سفیدی فقط قدر بثمره سوم در تقسیم استعاره باعتبار این سه چیز یعنی مستعار له
و مستعار منه و وجه جامع بدانکه مستعار له و مستعار منه یا هر دو حسی میباشند یا هر دو عقلی یا
حسی و مستعار منه عقلی یا بالعکس و وجه جامع در سه نوع اخیر غیر از عقلی نمیتواند بود و در نوع
اول وجه جامع یا حسی خواهد بود یا عقلی یا مختلف بحث آنکه حس معقول را درنمی یابد و عقل
محسوس را درنمی یابد چنانچه در بحث وجه شبه شرح کرده شد پس مجموع این تقسیم بشش قسم
برمی گردد اول آنکه هر سه حسی باشند چنانچه درین بیت خاقانی بیت گاو سفالین
که آب لاله ترخورد بازرین زریش رسمام برآمده شراب ناب لاله تر دنمی را که صراحی سفالین
بیرون داده بازرین استعاره نموده و وجه جامع رنگ و شکل مقدار است این هر سه حسی اند
دوم آنکه طرفین حسی باشند و وجه جامع عقلی کقوله سبحانه والهم اللیل نسلخ منه النهار و درینجا
مستعار له ظهور ظلمت شب است بعد از زایل شدن روز و مستعار منه ظهور مسلوخ است از پوشش
خود و وجه جامع ترتب امری بر امریست یعنی ترتب ظهور ظلمت شب بر رفتن روز
مثل ترتب ظهور مسلوخ است بر سلخ و ادراک ترتب امور کار عقل است



نہ کار حس سوم آنکہ مستعار امحسی و مستعار منہ وجہ جامع عقلی باشد چنانچہ درین بیت
مسعود سعد بیت کوہ پنجہ در مصاف فگن ہنر گہ تا نبرد از نیام برآرد شود شیر را
بمرگ استعارہ کردہ و وجہ جامع افناست چہارم آنکہ مستعار منہ و مستعار لہ وجہ جامع
عقلی باشد چنانچہ درین بیت خاقانی بیت تیغ او بستن فتح است اینک بنگر سرخی
نقطہای چہرہ بر آبستنی دار دگواہ بہ مہیا و مستعد بودن را بآبستن استعارہ نمودہ وجہ جامع
تہیو و استعداد است پنجم آنکہ ہر سہ عقلی باشند ششم آنکہ بعضی از اجزای وجہ جامع حسی
و بعضی عقلی باشد و مستعار لہ و مستعار منہ ہر دو حسی باشند کقولک رایت شمسا و انت تریدل
الانسانا کالشمس فی حسن الطلعۃ و بہاء الشان و چنین استعارہ بندرت واقع میشود و گویا
در حقیقت دو استعارہ است لہذا سکاکی در مفتاح العلوم بنای این تقسیم را پنج قسم
گذاشتہ و این قسم اخیر را ذکر نکردہ حیث قال و لان الاستعارۃ مبنیۃ علی التشبیہ
متنوع الی خمسۃ انواع کما تنوع التشبیہ الیہا استعارۃ محسوس المحسوس بوجہ حسی و بوجہ عقلی
و استعارۃ معقول لمعقول و استعارۃ محسوس المعقول و استعارۃ معقول لمحسوس انتہی
کلامہ ثمرہ چہارم در تقسیم استعارہ باعتبارات دیگر غیر ازین سہ چیزکہ مذکور شد
بدانکہ تقسیم استعارہ باعتبار لفظ مستعار بر دو قسم است اصلیہ و تبعیہ اما استعارہ اصلیہ
کہ لفظ مستعار اسم جنس باشد مثل استعارۂ اسد برای مرد شجاع و استعارہ گل برای
رخسار و امثال آن و ازین باب است علی کہ بتاویل در اسم جنس داخل شود
مثل آنکہ بخیل را بحاتم و جبان را بہ رستم استعارہ کنند قال السکاکی فی المفتاح

وجہ کونہا اصلیۃ ہو ان الاستعارۃ مبناہا علی تشبیہ المستعار لہ بالمستعار منہ وقد تقدم فی
باب التشبیہ ان التشبیہ یلیق الاوصاف للمشبہ بکونہ مشارکا للمشبہ بہ فی وجہ او اکثر فی الموصوفیۃ
بہا تحقیقا مثل ما تقول جسم بعض ابیاض صاف انتہی اما استعارۃ تبعیۃ آنست کہ لفظ
مستعار فعل یا شبہ فعل یا حرف باشد و وجہ تبعیۃ بودنش آنست کہ فعل و حرف را صلاحیت موصوف
بودن نیست و بنای استعارہ بر موصوفیت است چنانکہ در کلام سکاکی گزشت پس
موصوف در استعارہ تبعیۃ معنی مصدری فعل متعلقات معانی حروف خواہد بود و طلاق
استعارہ بر فعل و حروف بسبیل تبعیت خواہد کرد نہ بطریق اصالت و حاصل این سخن
آنست کہ تشبیہ در استعارہ فعل و متعلقاتش راجع بمعنی مصدری آن فعل میگردد و
حرف عاید بہ متعلق معنی آن میشود و متعلق معنی حرف چیزیست کہ بتعبیر حرف ادا میکنند
مثل آنکہ بگوئی من از برای ابتدا و الی برای انتہی غایت است و فی برای ظرف
و کے برای عرض و مانند آن و انہا یعنی ابتدا و انتہا و ظرفیت و عرض
معانی این حروف نیست بل متعلقات معانی حروف اند از آنجا است کہ بحسب ادنی تغیر
حرف گفتہ اند العرف یدل علی معنی فی غیرہ لہذا مثال آنکہ لفظ مستعار فعل باشد کقولک
الحال ناطقۃ بکذا او نطقت الحال بکذا یعنی دالۃ بکذا او دلت بکذا و در اینجا استعار
لفظ نطق و مستعار لہ لفظ دلالت است و لفظ مستعار در مثال اول اسم فاعل
و در مثال دوم فعل ماضی است و تشبیہ در اینجا راجع بنطق و دلالت میشود
نہ بناطق و دال و فعل ماضی آن قدر بروازین قبیل است این بیت شنائی ست

متشابه بنحوان در مادیزه و خیالات پسندیده بگیرند تمسک کردن باو و تعین استعاره کرده
و همچنین اجتناب بگیرند تعین در اول لفظ مستعار صیغه نهی است و دوم صیغه امر و این بیت
مسعود سعد است در مدح ملک تجمد خوش ناسر تیغ تو نگیرد بازار چکیدن خون تیغ
بگیرد تعین استعاره کرده و لفظ مستعار فعل مضارع منفی و امثال آنکه لفظ مستعار حرف
باشد این یه کریمه است فالتقطه آل فرعون لیکون لهم عدوا و حزنا یعنی برداشتند حضرت
موسی را اهل بیت فرعون بجهت آنکه دشمنی و غمی برای اینها باشد پوشیده نماند که لام لفظ
در لیکون بطریق استعاره واقع شده و استعاره نه در لام است بلکه در معنی غرض است
که متعلق بلام است یعنی غرض از التقاط فرعون موسی را نه عداوت و حزن بود بل
محبت و تبنی بود اما بنا بر آنکه آخر کار میان ایشان بعداوت و حزن انجامید محبت و تبنی را
استعاره بعداوت و حزن نموده یعنی التقاط او موسی را برای تبنی گویا که برای عداوت
و حزن بود و مستعار له در اینجا محبت و تبنی و مستعار منه عداوت و حزن است و لفظ مستعار
حرف لام پس لام استعاره در معنی غرض است که متعلق لام است و اطلاق آن بر لام ترشیح
تبعیت است نه بر طریق اصالت فتامل و ازین قبیل است این بیت جانی بیت
دل را بکنار جوی بردیم ناز یار کنار جوی شستیم در اینجا استعارهٔ تبعیه در حرف
از است که بمعنی عن آمده و مستعار له دور کردن خیال یار است از دل و مستعار منه
شستن دل از یار پس اصل استعاره در این دو معنی واقع شده و اطلاق آن بر حرف
از بر سبیل تبعیت است و پوشیده نماند که مدار قرینه استعاره

تتبعیہ بر آنست کہ گاہی استعارہ منسوب بفاعل میشود و گاہی بمفعول و گاہی بمجرور
امامثال منسوب بفاعل کقولک نطقت الحال یکذا اسناد نطق بحال قرینہ استعارہ است
چہ نطق حقیقی مسند بحال میشود و مثال منسوب مفعول کقولہ شعر جمع الحق لنا فی امام قتل
البخل واحیا ما السماحا ۔ نسبت دادن قتل و احیا بہ بخل و سماحت قرینہ آنست کہ لفظ
قتل و احیا در ینجا بطریق استعارہ واقع شدہ و مثال منسوب بمجرور کقولہ سبحانہ
فبشرہم بعذاب الیم لفظ عذاب کہ مجرور است قرینہ ایمنی است کہ بشارت در بین آید
بر سبیل استعارہ آمدہ بجای فانذرہم اما تقسیم استعارہ باعتبار تجریدو ترشیح آن بر سہ
نوع است نوع اول استعارہ مطلقہ و آنچنانست کہ چیزی از ملایمات صفات مستعار لہ
و مستعار منہ دران مذکور نشود چنانچہ درین بیت عبد الواسع جبلی بیت شگوفہ بر سر شاخ
است چون رخسارہ جانان ۔ بخفتہ بر لب جویست چون جزارہ دلبر ۔ بر لف را
بعقرب جزارہ استعارہ نمودہ و ملایمات مستعار لہ و مستعار منہ بکدام مذکور نشدہ
نوع دوم استعارہ مجردہ و آن چنانست کہ صفات و ملایمات مستعار لہ را ذکر کنند فقط
چنانچہ درین بیت و سی بیت بناخن رہ یافت از مشکناب ۔ در آویخت
از گوشہ آفتاب ۔ زلف را بہ زرہ استعارہ نمودہ و لفظ ناخن و مشکناب و آویختن
از ملایمات مستعار لہ است یعنی نصف چنانچہ درین بیت خاقانی منم از شورش آہ
من ہمہ شب بادام تو دوش نا غنودہ ۔ چشم را بہ بادام استعارہ نمودہ و لفظ غنودن را کہ از
ملایمات چشم است کور ساختہ نوع سوم استعارہ مرشحہ و آن چنانست کہ ملایمات صفات مستعار

راند کور سازند فقط وصفت درین مقام عبارت از معنی است قائم بغیر نہ نعت نحوی
کہ این جا جنب در تعریفش گفتہ النعت تابع یدل علی معنی فی متبوعہ امثال استعارہ مرشحہ
این بیت انوری است بیت درحقیقہ گرنہ غرم خروج است باغ راچون آبگیر یابد بہ تیغ
وجوشن است موج آبگیر را بہ تیغ وجوشن استعارہ نمودہ لفظ غرم فخرج ملایم تیغ
وجوشن است کہ مستعار منہ واقع شدہ قال السکاکی وبنی الترشیح علی تناسی التشبیہ
وصرف النفس عن توہم کما قال ابو تمام شعر ولیصعدن حتی یظن الجہول ان لہ حاجۃ
فی السماء ترجمہ اش انیست کہ بالا میرود ممدوح بحدی کہ جہان گمان میبرند کہ گرکاری
در آسمان دارد پوشیدہ نماند کہ بلندی قدر ممدوح را بلفظ صعود استعارہ نمودہ مصراع ثانی ملایم
لفظ صعود است کہ مستعار منہ واقع شدہ وگاہی تجرید و ترشیح ہر دو را در یک استعارہ جمع میسازند
چنانچہ در بین بیت خاقانی بیت بشگافد سپیدہ صبح شب بہ طفل خوبین بخاور اندازد
آفتاب را بطفل استعارہ نمودہ صباو شب وخاور ملایم مستعار لہ مشبہ جوبین بشگافد ملایم
مستعار منہ واقع شدہ وایہ بیت بدر و جیب آسمان دریدہ گوی زر اشکار بند صبح ز افتاب
گوی زر استعارہ نمودہ لفظ صبح و آسمان ملایم مستعار لہ لفظ جیب و دریدن ملایم مستعار
واقع شدہ و ترشیح در استعارہ بلیغ تر از تجرید و اطلاق است زیرا کہ استعارہ مبالغہ در تشبیہ
است یعنی مشبہ را عین مشبہ بہ ادعا نمودن پس ذکر اوصافی کہ ملایم مشبہ بہ باشد لطیفہ
این مبالغہ می نماید قال السکاکی فی المفتاح اذ قد عرفت اقسام الاستعارۃ فاعلم
ان للاستعارۃ لہا شروطا فی الحسن ان صاد فتہا حسنت والا عرت

عن الحسن وربما اكتسبت شيخا وتملك الشرط رعاية جهات حسن التشبيه بين المستعارة والمستعار منه
في الاستعارة الحقيقة والاستعارة بالكناية وان لا تشمها في كلامك من جانب اللفظ راجحة
من تشبيه ولذلك شرطنا في الاستعارة الحقيقة ان يكون التشبيه بين المستعارة والمستعار منه
جليا بنفسه او معروفا بسائر ابين الاقوام والا خرجت الاستعارة عن كونها استعارة ودخلت
في باب التعمية والالغاز انتهى فنوعي از استعاره است كه بسبيل تمثيل واقع ميشود يعني مستعار
و مستعار منه وجه جامع هريك منتزع از چند چيز باشد چنانچه شخصي را كه متردد در امري
باشد بگوئي ان اراك تقدم رجلا و تؤخر اخرى يعني مي بينم ترا كه يك پاي خود را پيش مي آري و پاي
ديگر را پس مي بري و چنانچه درين بيت فردوسي بيت چو روز و شب جفت
انديشه تو گوي كه با شير دريشه ؛ و چنانچه درين بيت انوري بيت خرد
زان تيره گشت الحق هرا گفتا كه با من هم ؛ بگير مهتاب پيمائي بگل خورشيد اندائي
خورشيد را بگل اندودن و مهتاب گير پيمودن استعاره است از كار بيهوده كردن
و درين بيت خاقاني بيت اسپ در تازنا جهان طلب ؛ بسپر تازيانه بستانيم ؛
يعني بسپولت بستانيم و دلرا چون جهاني خندق اسپ گلين ؛ گاشتين خندق
است گرد حصار ؛ مقصود آنست كه حوال تو در گزشتن از دنيا بآنكس مي ماند
كه اسپ گلين در دور خندق آگشتين مي خواهد كه بجهد و درين بيت سنائي
در هجو علماي جاه طلب گفته بيت يك جهانند زير اين افلاك ؛ كام پر زهر
و خانه پر ترياك ؛ مقصود آنست كه ظاهرشان تمام مفيد و باطنشان تمام

مضر است و درین بیت عرفی بیت بھر کہ غرضہ ہم در خویش می بینم چہ کہ غرض قوام
من و او در کنار میگزرد و صاحب تلخیص این قسم استعارہ را مجاز مرکب نامیدہ
قال السکاکی فی المفتاح وہذا الذی یسمی تشبیہ التمثیل علی سبیل الاستعارۃ ویکون الامثال
کلہا تمثیلات علی سبیل الاستعارۃ لایجاد التغییر فیہا سبیلا فاعلم وعلامۃ تفتازانی
وجہ عدم تغیرات تمثیلات را چنین بیان کردہ و تحقیق ذلک ان المستعار یجب ان یکون
للفظ الذی ہو حق للمشبہ بہ اتخذ منہ عاریۃ لامشبہ فلو وقع فیہ تغییر لما کان ہو اللفظ
الذی نخصص المشبہ بہ فلا یکون عاریۃ انتہی اما استعارہ بالکنایہ عبارتست از ذکر مشبہ
وارادہ مشبہ بہ بانصب قرینہ و قرینہ در ینجا استعارہ تخییلیہ خواہد بود و طریقش چنان
است کہ با مشبہ چیزی مذکور چند از لوازم مشبہ بہ محذوف ذکر نمایند پس
ذکر مشبہ و حذف مشبہ بہ عبارت از استعارہ بالکنایہ است و اثبات لوازم
مشبہ بہ محذوف برای مشبہ مذکور عبارت از استعارہ تخییلیہ و این ہر سہ قسم
می آید برای آنکہ لوازمی کہ اختصاص بمشبہ بہ دارد و آن را برای مشبہ اثبات
می نمایند از سہ حال بیرون نیست یا قوام مشبہ بہ باو ست یا تکمیل مشبہ بہ
موقوف بر آن است یا دخلے در قوام و تکمیل ندارد و مثال اول
کقولہ ع فلسان حالی بالشکایۃ انطق یعنی زبان حال من بشکوہ گویا
تر است و در ینجا حال را بشخص متکلم تشبیہ دادہ و این استعارہ
بالکنایہ است و اثبات زبان کہ قوام متکلم باو ست استعارہ

تحقیقیہ ازین قسم است این بیت سنائی بیت علما جملہ برزہ می لافند و دین
برپای ہر کسی بافتند و درینجا دین را بہ دیبا و حریر تشبیہ دادہ و این استعارہ بالکنایہ است
و لفظ پیامی بافتن کہ از لوازم مقدمہ دیبا و حریر است استعارہ تخییلیہ مثال دوم کقولک
مخالب المنیۃ نسبت بفلان یعنی پنجہ مرگ فلان کس فرو رفت و درینجا مرگ را بہ سبع
تشبیہ دادہ و مشبہ بہ را کہ سبع است ذکر نکردہ و این استعارہ بالکنایہ است و ناخن
کہ اختصاص بہ سبع دارد موجب تکمیل و دست برای مرگ کہ مشبہ است اثبات
نمودہ و این استعارہ تخییلیہ است و ازین باب است این بیت مسعود سعد میت
بروی کردہ ہمہ حجرہ بوستان ارم ۔ بزلف کردہ ہمہ خانہ کالبہ عطار ۔ پوشیدہ نماند
کہ روی را در این بیت بگل و زلف را بمشک و عنبر تشبیہ دادہ و مشبہ بہ را ذکر نکردہ
و این استعارہ بالکنایہ است و حجرہ را بوستان کردن و خانہ را کالبہ عطار ساختن
کہ از لوازم گل و مشک است بروی و زلف منسوب نمودہ و این استعارہ تخییلیہ
است مثال سوم کقولک زمام الحکم فی ید فلان درینجا تشبیہ حکم بناقہ از عالم
استعارہ بالکنایہ است و اثبات زمام کہ از لوازم غیر مقومہ مشبہ بہ است برای مشبہ
استعارہ تخییلیہ و ازین باب است این بیت سنائی بیت جانت را دوزخ
آشیانہ کمن ۔ خاطرت را محال خانہ کمن ۔ در مصراع اول جان را بمرغ
تشبیہ دادہ و این استعارہ بالکنایہ است و اثبات آشیانہ کہ از لوازم
غیر مقومہ مشبہ بہ است استعارہ تخییلیہ ۔ بدانکہ در تحقیق معنی استعارہ بالکنا

واستعارہ تحقیقیہ اسیاطین فن بلاغت را اختلاف است و مذہب ہر یک ما قبل
آن در مطول علامہ تفتازانی مذکور است فمن اراد الوقوف علیہ فلیرجع الیہ شجرۂ سوم
در بیان مجاز مرسل بباید دانست کہ مجاز مرسل عبارت از لفظی است کہ در غیر
معنی موضوع لہ استعمال کردہ شود در علاقہ در معنی حقیقی و معنی مجازی آن لفظ
تشبیہ چیزی دیگر باشد مثل آنکہ بگویند فلانی درین کار دستی دارد یعنی قدرتی دارد و علا
در اینجا علاقہ احال با محل است چہ دست محل ظہور قدرت او ست و علاقہ دا
است کہ استعمال نوع آن از فصحا منقول باشد و لازم نیست کہ در استعمال
ہر خبری ازان نوع سند از فصحا بجوئیم مثلاً واجب است بر ما تفتیش این معنی کہ فصحا
لہ حال را باسم محل ذکر میکنند و بعد از انکہ این معنی بہ تحقیق رسید لازم نیست کہ ہر جا کہ
حال را باسم محلش ذکر کنند محتاج سند فصحا باشیم و اینست معنی این سخن کہ المجاز
موضوع بالوضع النوعی لا بالوضع الشخصی اما انواع علاقہ مجاز مرسل بسیار است ما در اینجا چند نوع
ازان ذکر کنیم نوع اول تسمیہ کل باسم جزو ش چنانچہ درین بیت سنائی در منقبت گفتہ
بیت عشق را بحر بود و دل را کان ۔ شرع را دیدہ بود و دین را جان ۔ مقصود
بالتمثیل در اینجا لفظ دیدہ است کہ بمعنی پاسبان آمدہ فافہم نوع دوم تسمیہ جزو باسم
کل مثل قولہ تعالی یجعلون اصابعہم فی آذانہم مراد از اصابع انامل است
و آن جزو اصابع است و چنانچہ درین بیت فقیر بیت مژہ است
دل زکف آسان ببرد و دست از رستم دستان ببرد ۔ مراد از دست

مستعار منہ اور مستعار لہ کی مفہوم میں

برون پنجہ برون است و پنجہ خرد دست است نوع سوم تسمیہ مسبب باسم سبب کقولہم رعینا الغیث یعنی چرانیدیم سبزہ را و مراد از غیث در پنجا نبات است و در نعت باران است کہ سبب روئیدن سبزہ میشود چنانکہ درین بیت حکیم سنائی بیت ای زخود گشتہ سیر چوع این ست ۔ وی دوتا زندم رکوع این ست ۔ شیر شد در پنجا بمعنی بیزار شدن آمدہ و سیری سبب بیزاری از غذا میشود نوع چہارم تسمیہ سبب باسم مسبب کقولہم امطرت السماء نباتا و مراد از نبات در پنجا باران است کہ سبب روئیدن نبات میشود چنانچہ درین بیت سنائی بیت سرد و گرم زمانہ ما خورده ۔ نرسی بر در سرا پرده ۔ مراد از سرد و گرم زمانہ انقلاب اوست و انقلاب سبب گرمی و سردی میشود نوع پنجم تسمیہ شے باسمی کہ در زمان ماضی داشتہ کقولہ تعالی و اتوا الیتامی اموالہم یعنی مال یتیمان را بعد از بلوغ بدہید و بعد از بلوغ یتیم نمیگویند و چنانچہ درین بیت عطار بیت حمد بیحد مر خدای پاک را ۔ کہ بگفتا ایمان داد مشت خاک را ۔ آدم را بمشت خاک تعبیر کردہ و ظاہر است کہ قبل از وجود خاک بود نوع ششم تسمیہ شے باسمی کہ در مستقبل خواہد یافت کقولہ مجاز انی ارانی اعصر خمرا مراد از خمر در پنجا شیرہ انگور است کہ بعد از ان خمر میشود نوع ہفتم تسمیہ شے باسم محلش کقولہ مجازہ فلیدع ناديه ای اہل ناديه و النادی المجلس و ازین باب است جاری شدن نہر و میزاب و امثال آن نوع ہشتم تسمیہ محل باسم حالش کقولہ تعالی و اما الذین ابیضت وجوہہم ففی رحمۃ اللہ یعنی کسانیکہ در قیامت روی شان سفید باشد در رحمت خدا

رستن

خواهند بود مراد از رحمت جنت است که محل رحمت باشد ازین قبیل است
این بیت خاقانی بیت درمرکز مثلث بگرفت ربع مسکون ۱۲ فریاد اوج مریخ از تیغ
سه صقالش ۱۲ از اوج مریخ برج اسد مراد او معنی بیت مذکور آنست که اسد از تیغ سه صقال
ممدوح بجدی فریاد کرد که فریاد او ربع مسکون را درمرکز مثلث یعنی در کرهٔ آتش
گرفت مقصود آنست که فریاد او آتش بربع مسکون زد نوع نهم تسمیه شیء باسم الم
آن شی چنانچه درین بیت سنائی بیت متوسط میان صورت و هوش ۱۲
شده زین سوزبان وزان سوگوش ۱۲ این بیت در تعریف نفس کلی ا
و مراد آنست که نفس کلی از عقل استفاده میکند و بر اجسام افاده می نماید
و زبان آلهٔ افادهٔ سخن است و گوش آلهٔ استفادهٔ آن و من ذالک قوله سبحانه
حکایتهٔ عن ابراهیم علیه السلام واجعل لی لسان صدق فی الآخرین مراد از زبان در اینجا
بقول مفسرین ذکر جمیل است و زبان آلهٔ ذکر است بالجمله در علاقهٔ مجاز مرسل باید که
از استدزام یافته شود و استعمال آن از فصحا منقول باشد کما مر شجرهٔ چهارم
در بیان کنایه بباید دانست که کنایه در لغت مصدر است بمعنی ترک تصریح کردن
و این معنی مقبول کنیت بکذا از ترک التصریح بدو و در اصطلاح عبارت از لفظیست که لازم معنی
او را اراده نماید باجواز اراده ملزوم بخلاف مجاز که در انجا عدم اراده طزوم معتبر است چنانچه
در بحث مجاز شرح داده شد و کنایه بر سه قسم است اول آنکه مقصود از کنایه ذات
موصوف باشد فقط دوم آنکه مطلوب از کنایه صفتی از صفات باشد

ومراد از صفت در اینجا معنی قایم بغیر است نه لغت نحوی چنانچه در مبحث
استعارهٔ گذشت سوم آنکه غرض از کنایه اثبات صفتی از برای موصوفی باشد یا
صفتی از موصوفی اما قسم اول از کنایه که مقصود از ان ذات موصوف باشد فقط بدون
می آید قریب و بعید قریب آنست که یک صفت را که اختصاص بموصوفی معین داشته باشند ذکر کنی
و مقصود تو از ان صفت ذات آن موصوف باشد فقط چنانچه درین بیت خاقانی

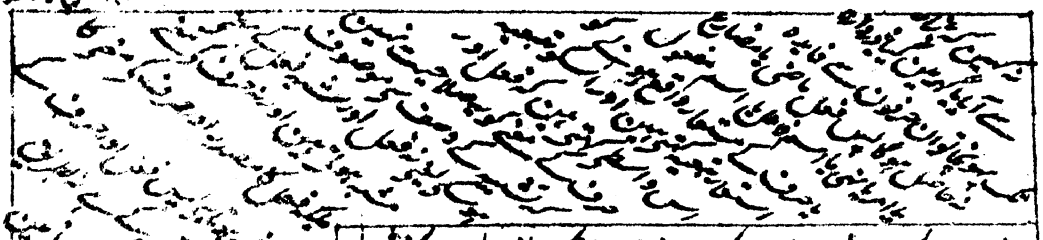
بیت آسمان کوه زهره آفتاب کان ضمیر ما آفت هر چه آفتاب از کوه و کان انگیخته ما

چیزی که آفتاب از کوه و کان انگیخته جواهر است ایضاً فی مخاطبة الشمس خاقانی

بیت بالات شجاع ارغوان تن ما زیر تو عروس ارغنون سان مرد از شجاع
ارغوان تن مریخ است که بالای آفتاب است و عروس ارغنون تن زهره که زیر
آفتاب است ما کنایه بعید از ین قسم آنست که صفت را که من حیث المجموع مختص بموصوفی
معین باشد ذکر کنی و مقصود تو از مجموع آن صفات ذات آن موصوف باشد
فقط کقولک کنایة عن الانسان حی مستوی القامة عریض الاظفار ظاهر است که این
صفات فرادی فرادی مختص بانسان نیست اما من حیث المجموع اختصاص انسان
دارد و فقط و چنانچه درین بیت مسعود سعد بیت بنجواه آن طبع راقوت بنجواه آن
کام را لذت ما بنجواه آن چشم را لاله بنجواه آن معترا عنبر ما مقصود از مجموع این
صفات شراب است و درین بیت خاقانی بیت سازان رغنای صاحب ربط
اندر بزم خرخ ما سوز آن قرای صاحب طیلسان انگیخته ما ظاهر است که در بزم

چرخ زرعنای صاحب بطرز بردہ قرای صاحب طیلسان مشیر تست اما قسم دوم
از کنایہ کہ مطلوب ازان نفس صفت باشد فقط نہ ذات موصوف این نیز قریب و بعید
می آید قریب آنست کہ انتقال از لازم بملزوم ہی مسایط در وحاصل شود این ہم بر دو
گونہ است یکی آنکہ کنایہ در واضح باشد دوم آنکہ خفائی داشتہ باشد مثال اول قول ہم
طویل الخ و کنایہ عن طویل القامۃ نجاد بالا کسبند شمشیر را گویند و دراز کنان لازم دراز
قامت است و ازین باب است این بیت سنائی کہ در نعت گفتہ بیت طریق
از و فخر ترہا سالکی ازو دشمن تر ہا تشیر دامن بر کمر زدن است و آن کنایہ از مستعد را
بودن و درین بیت خاقانی بیت دست کفچہ مکن پیش فلک ہا نگہ فلک
کاسہ لیست چاکر انہ دست کفچہ کردن کنایہ از چیزی خواستن است و درین بیت
مختاری بیت مہمان آسودہ تن باشند زاکرام تو در دنیا ہا سران افگندہ اند خیزند
ز انعام تو در محشر ہا افگندہ سر کنایہ از خجل است و درین بیت بابا فغانی بیت
نسخہ سحر سامری کاغذ تو نیا شود ہا چون بکر شمہ سر دہی نرگس سر سبزی را ہا مثال
دوم کقولہم عرض القفا کنایہ عن الابلہ و یعنی از علم قفا فہ معلوم میشود و چنانچہ درین
بیت خاقانی بیت عاشق بکشی بہ تیغ غمزہ چندانکہ بدست چپ شماری ہا
بدست چپ شمردن کنایہ از کثرت شمار است بر اکہ در حساب عقد ہا ماطی احاد
و عشرات را بدست راست و مآت و الوف را بدست چپ میشمارند و چنانچہ
درین بیت حکیم سنائی کہ در نعت گفتہ بیت جہان خدائی در زیدہ ہا ماہ نو

دین بروی او دیده ها مراد آنست که دین او را گرامی داشته چه ماه نور ابروی کسی
بینیند که او را گرامی دارند لما کنایه بعید ازین قسم آنست که انتقال لازم بملزوم یا ملزوم
حاصل شود چنانچه مهمان دوست را کثیر الرماد گویند و شرح این در مقدم گذشت و ازین
قبیل است این بیت شیخ نظامی بیت نبرگی بایدت دل در سخا بند ها سر کیسه
ببرگ گندنا بند ها بستن سر کیسه ببرگ گندنا کنایه از تعجیل و اهتمام در سخا است و درینجا
نیز انتقال از برگ گندنا بستن بمحکم نمودن بند سر کیسه و ازان برزود و اشتن سر کیسه را
بزود بخشیدن ها قسم سوم از کنایه که غرض از ان اثبات حقیقی برای موصوفی یا نفی حقیقی از موصوفی باشد بقول
شاعر شعر ان السماحة والمروة والندی ها فی قبة ضربت علی ابن الحشرج ترجمه اش نیست
که سماحت و مروت و سخاوت در خیمه ایست که آنرا بر بالای ابن حشرج زده اند اراده
شاعر آنست که صفات مذکور را در ممدوح اثبات کند و صریح نگوید پس گفت خیمه که بر سر
ممدوح زده اند مجموع این صفات دران خیمه اوست چون در عالم ارباب خیام بسیارند
اختصاص این صفات بخیمه که بر سر ممدوح زده اند افاده اختصاص ممدوح میکند و کذا
قولهم المجد بین ثوبیه والکرم بین خرویه یعنی مجد در دو جامه او و کرم در دو ردای او
مجد و کرم را در جامه و ردای ممدوح ثابت کردن کنایه از ثابت کردن ذات اوست و ازین
قسم است این بیت حکیم مختاری بیت دامن همت سرفرازش ها گردن چرخ را گریبان
باد ها دامن همت ممدوح را گریبان گردن آسمان گفتن کنایه ازانست که همت او بلند تر از آسمان
و این بیت کمال اسمعیل بیت یارب چه فتنه بود که از سهم تیغش ها مریخ



پیر خود همه درد و کدان نهاد ما تیر در دو کدان نهادن مریخ کنایه ازان است که نامرد شد
و شیوه زنان اختیار کرد و این بیت حکیم اسدی بیت نکو گفت و انکه دختر مباد ما
چو باشد بجز خاکش افسر مباد ما یعنی زیر خاک باد و پوشیده نماند که کنایه متعارف میشود
بحسب تعریض و تلویح در مزد اشارت و ایما پس اگر مقصود از کنایه موصوف غیر مذکور باشد
آنرا تعریض نامند چنانچه در عرضه شخصی که مسلمانی را اذیت رساند بگوئی المسلم من سلم المسلمون
من یده و لسانه و عرض توقعی اسلام ازان موذی باشد قال صاحب الکشاف
الکنایة ان تذکرة الشئ بغیر لفظه الموضوع له و التعریض ان تذکر شیئا یدل علی
شئ لم یذکر کما یقول المحتاج للمحتاج الیه جئتک لاسلم علیک فکانه امائة الکلام الی
عرض یدل علی المقصود انتهی و عرضه بالضم بمعنی جانب است پس تعریض گویا
اشاره کردن بجانبی و اراده جانب دیگر نمودن است و انچه از اقسام کنایه
غیر بوسایط باشد یعنی انتقال از لازم بملزوم دران بوسایط حاصل شود آن را
تلویح خوانند و اگر کثیر الوسایط نیست اما در لزوم او نوع خفائیست مثل عرض نقض
گر گرمشت آزار مگویید و اگر بیک از خفا و کثرت وسایط ندارد آنرا ایما
و اشارت نامند کقوله شعر ان ایت المجد القی رحله ما فی آل طلحة ثم لم تحول ما
رحل اقامت اند اختن مجد در آل طلحه کنایه از ماجد بودن ایشان است و عدم
تحویلش کنایه از دوام و استمرار کقوله شعر متی تخلو تمیم من کریم ما هو مسلمة بن عمرو
تمیم ما هو معنی تلویح اشارت کردن است از دور و رمز اشارت از نزدیک بسبیل خفا

از گوشہ ابرو یا دقت باید دانست کہ ارباب بلاغت اتفاق بریں دارند کہ مجاز و کنایہ
از حقیقت و تصریح بلیغ تر است و استعارہ قوی تر از تشبیہ تر است اما سبب بلیغ تر بودن
مجاز و کنایہ آنست کہ در مجاز از ملزوم بلازم انتقال مینمایند چنانچہ اگر بگوئی آفتابی را دیدم
و مراد تو معشوق باشد بلیغ تر از انست کہ بگوئی معشوقی را دیدم زیرا کہ آن مانند دعوی
است کہ باگواہ باشد چہ وجود ہر ملزوم می شاہد وجود لازم خود است بجہت عدم انفکاک
لازم از ملزوم این مثل دعوی است کہ گواہ او نیست و فرق است میان دعوی باگواہ
و دعوی بی گواہ فافہم اما وجہ قوی تر بودن استعارہ از تشبیہ آنست کہ وجہ شبہ باید کہ در
کامتر از مشبہ باشد کہ در استعارہ مشبہ را عین مشبہ بہ ادعا مینمایند و آنچہ از تشبیہ
دران نیز باشد و قرینۂ عدم ارادہ مشبہ بہ در استعارہ واجب است پس این نیز حاکم دعوی
باگواہ دارد چنانچہ مذکور شد ہذا آخر ما تیسر فی علم البیان و للہ سبحانہ التوفیق من اللہ علیہ
التکلان الحدائق الثمانیۃ فی علم البدائع و الصنائع علم بدیع عبارت است
از شناختن وجوہ محسنات کلام و بدائع و صنائعی کہ در الفاظ و معانی بکار میرود بطریق تحسین
نہ بسبیل وجوب و این حدیقہ مشتمل بر دو چمن است اول آنکہ بدائع و صنائع یا معنوی است یا لفظی
و چون معنی مقدم بر لفظ است اول باید کرد بدائع معنوی برداختن پس بسلوا ولی است چمن اول
در ذکر بدائعی کہ در معانی بکار میرود و از انجملہ است طباق و این صنعت را بعضا
مطابقہ نیز گویند و تعریفش چنان است کہ دو معنی را کہ فی الجملہ تقابل و تضاد در میان
شان باشد در کلام ذکر کنند خواہ آن ہر دو اسم باشند خواہ فعل خواہ حرف

خواہ یکی فعل باشد و یکی اسم و ہر یک از ینہا یا بطریق ایجاب واقع شود و یا بطور سلب
امامثال طباق باسم کقولہ تعالی وتحسبہم ایقاظا وہم رقود و اوکخروج الحی من المیت وچنانچہ
درین بیت انوری بیت نخشش را مزاج سحر حلال و در گیسش را خواص حرام ماودین
بیت نظامی بیت ازان سرد آمد این گاخ دل آویزما کہ چون جا گرم کردی گوید برو
خیز ما امامثال فعل با فعل کقولہ تعالی یحیی و یمیت و ازین قبیل است این بیت فغانی
بیت نرمش و دزدم گرم ازان سحر کہ نیاز ما کشاد نرگس مخمور و بست خواب مرا
و این بیت مختاری بیت جان ازین بستان بیوسی دہ بیوسی بازدہ ما تا طلب
ہم جان و من باشم ہم جان ستان و این بیت سلمان ساوجی بیت چو خیزد شعلہ
تیغت نشیند آتش ما چو خندد دسہ غیرت بگرید ابر در دریا ما امامثال
طباق حرف با حرف کقولہ عز و جل الہما ما کسبت علیہا ما اکتسبت و شیرہ ما
کرد ام و علی درین آیہ متضاد واقع شدہ بجہت اشتمال بر معنی نفع و ضرر و ازین عالم است
این بیت منسوب بہ کمال دنیا میشود و زوال ما حاصل ما انچہ از خود میشماری ہیچ
باشد ہوشدار ما و اما قبیل طباق اسم است ذکر عناصر اربعہ در یکجا آوردن چنانچہ درین
بیت عبدالواسع جبلی کہ در تعزیت پسر گفتہ بیت ای سوی بالا چو آتش سوی
پستی ہمچو آب ما خاک و صفی در درنگ و باد در تگی در شتاب ما و درین بیت انوری بیت
ای باد خاک گرد دن شتاب تو آتش بخار چشمہ تیغ چو آب تو تو و درین بیت
نظامی بیت چو باد از اتشم تا کی گریزی ما نہ من خاک توام آیم چہ ریزی

و درین بیت خاقانی بیت چندان برون ماندہ سپہ کالش گرفتہ فرق مہ تا نعلی باورا
برخاک رہ نہ آب مجرا داشتہ ۔ امامثال طباق سلبی چنانچہ درین ابیات کمال اسمعیل
بیت پشت من بشکن و پیمان مشکن ماہا خون من بخور و زنہار مخور ماہا نظامی بیت
مراچون بد بنا شد حال بیتو ۔ ماکہ بودم با تو پارا سال بیتو وانہ زسوز عشق بہتر در جہان
چیست ماہا کہ بی او گل نخندید ابر نگریست ماہا مخفی نماند کہ صاحب تلخیص طباق بردو
گونہ قرار دادہ ایجابی و سلبی و در مثال طباق سلبی این آیہ کریمہ را ذکر کردہ و لکن
اکثر الناس لا یعلمون یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا و مؤلف گوید چون ایجاب و سلب را
در کلام جمع کنی باعتبار تنافی و تقابلی کہ درمیان این ہر دو معنی متحقق است اطلاق
طباق بر آن صحیح می آید و الا ایجاب تنہا یا سلب تنہا را در معنی طباق اصلا مدخلیت
نیست مثلا در یحیی و یمیت احیاء و امانت مفید طباق است و معنی ایجاب اصلا در اینجا
ملحوظ و معتبر نیست و ہمچنین در آیہ لا یعلمون یعلمون الخ جمع میان سلب و ایجاب مفید
طباق است سلب تنہا پس طباق را سلبی و ایجابی لقتن صورتی ندارد قد یرد لوہی
از طباق است کہ آنرا تدبیج نامند و تدبیج بمعنی تزیین است لقولہم ادبج الارض ای زینہا
و بحر لقیش چنان است کہ در معنی مدح یا ذم یا غیر ان الوان مذکور سازند و معنی مقصود را بدان
الوان بطریق کنایہ یا بطور ایہام حاصل شود و تکثر الوان شرط نیست بلکہ دو لون
و لون کافی است چنانچہ ابو تمام در مرثیہ شخصی کہ شمشیر شدہ بود گفتہ
شعر تردی ثیاب الموت حمرا فما اتی ۔ ماہا لہا اللیل الا وہی من سندس خضرا

ترجمہ اش اینست کہ جامۂ سرخ مرگ را دای خود ساخت و ہنوز شب نیامدہ بود کہ آن
جامۂ نرسندس سبز شد و جامۂ سرخ کنایہ از شہادت است و تبدیل آن بسندس سبز کنایہ
از دخول بہشت است و چنانچہ درین بیت حکیم اسدی بیت ز شمشیر او لعل جای
کمین ہا ز زر کفش زرد روی زمین ہا لعل شدن جای کمین کنایہ از کثرت خونریزی
است و زرد شدن روی زمین کنایہ از لبسیاری زرپاشی و درین بیت خاقانی بیت
دندان نکنی سفید طالب ہا از تب نکنم کبود دردم ہا دندان سفید کردن کنایہ از
خندہ است و لب کبود کردن کنایہ از شدت تب و نوعی از طباق آنست کہ وہ معنی جمع
کنند و یکی از ان دو معنی متعلق بچیزی باشد کہ با معنی دوم تقابل و تضاد دارد
و تعلق در اینجا یک گونہ کافی است مثل تعلق سببیت بالزوم باغیر آن
کقولہ سبحانہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم شدت مقابل رحمت نیست بلکہ مقابل
لین است و لین سبب رحمت است و کقولہ تعالی و من رحمتہ جعل لکم اللیل و النہار
لتسکنوا فیہ و لتبتغوا من فضلہ ابتغاء فضل را السکون تقابل نیست اما مستلزم
حرکت است و حرکت مقابل سکون است و ازین قبیل است این بیت کہ کلیم زرقی
بیت ربود چشم من از لعل تو گہر ریزی ہا گرفت زلف تو از کار من پریشانی ہا
گہر ریزی مقابل پریشانی نیست اما جمعیت و دولت کہ مقابل پریشانی است
مستلزم گہر ریزی است و این بیت انوری بیت لطف تو ہر سا عتم خواند
ہمین الاعتذار ہا قہر تو ہر لحظہ ام راند کہ ہان الاجتناب ہا میان اعتذار و اجتناب

تقابل نیست بلکه تقابل در رغبت و اجتناب است و اعتذار مستلزم رغبت است و نوعی
از طباق است که ترا ایهام تضاد نامند و تعریفش چنان است که دو معنی غیر متقابل را
بدو لفظ تعبیر کنند که در معنی حقیقی آن هر دو لفظ تقابل و تضاد متحقق باشد
چنانچه در بین بیت شعر لا تعجبی یا سلم من رجل ها ضحک المشیب برأسه فبکی
یعنی تعجب مکن ای سلمی از مردیکه خندیده باشد پیری بر سر او پس گریسته باشد
آنمرد را از خنده پیری ظهور او ست و ظاهر است که ظهور پیری را با گریه تقابل و تضاد
نیست اما چون آنرا بلفظ خنده تعبیر کرده میان معنی حقیقی خنده و گریه تقابل
حاصل است و ازین قبیل است این بیت سنائی بیت هست شایسته گر چیت آید
خشم ها طاق ابرو برای خفتی چشم ها طاق اینجا بمعنی طاق عمارت است اما چون طاق
ضد جفت هم می آید نظر بدان معنی تقابل و تضاد بهم رسانده و درین بیت فقیر
شب وصل تو بپایان آمد ها صبح میخندد و من میگریم ها خندیدن صبح دمیدن او ست
و تقابل در معنی خنده و گریه است فافهم مقابله و آن چنان است که دو معنی یا بیشتر را
متوافق باشند ذکر کنند و بعد ازان متقابل و متضاد آن معانی را بهمان ترتیب کورسانند
و مراد از توافق درینجا همین قدر است که تقابل و ضدیت نداشته باشند کقوله سبحانه فلیضحکوا
قلیلا و لیبکوا کثیرا اول ضحک و قلت را ذکر ساخته و میان این هر دو توافق یعنی
عدم تقابل حاصل است و در فقره دوم بکا و کثرت را آورده و این مقابل ضحک و قلت
است و چنانچه درین بیت امیر معزی بیت دلی در خط فرمانش عزیز از طالع فرخ ها عدو



شاعر روایت کرده و ازین باب است این ابیات انوری بیت ۱ غولان رسته
است ۲ عصمت ۳ نرگسدان چشم ۴ از آنکه تیغت را بنگ ۵ یاسمین آورده اند ۶ ولهٔ ساقیا خیز
کز گل ۷ رشک ۸ حور ارشد ۹ بوستان جنت ۱۰ می کوثر ۱۱ طوبی است چنار ۱۲ خاقانی
بیت ۱۳ بود آفتاب زردی کلن ۱۴ روز رخ برآمد ۱۵ صبح دو عید بنمود از سایه بالش ۱۶
سامان ساوجی بیت چو از زاغ کمان گردد عقاب تیغ ۱۷ پیران ۱۸ شود لو ۱۹ م وجود
شوم ۲۰ دشمن جفت باغ عقا ۲۱ مسعود سعد بیت بهرام سوز کوشش ۲۲ و ناهید روز بزم ۲۳
چیست روز بخشش خورشید روز بار ۲۴ و ملحق باین صنعت است ۲۵ ایهام تناسب ۲۶
تعریفش چنان است که دو معنی را بد و لفظ تعبیر نمایند و یکی از آن دو لفظ دو معنی داشته
باشد و معنی دومش را که غیر مقصود بود با معنی لفظ اول تناسبی یافته شود کقوله تعالی
والشمس والقمر بحسبان والنجم والشجر یسجدان لفظ نجم درین آیه بمعنی نباتی است که ساق
ندارد و آنچه ساق دارد آنرا شجر گویند و معنی دوم نجم که ستاره است درینجا منظور
نیست اما با شمس و قمر تناسب دارد چنانچه درین بیت خاقانی بیت ۲۷ دم خلق تو
در مسدس گیتی مثالبوی مشک بهر مشام برآمد ۲۸ مشک درینجا بمعنی نوعی از عطریات است
و بخور مینمایند و معنی دوم آن که عبارت از شکل هندسی است غیر مقصود و است ۲۹ با لفظ
مسدس تناسب دارد درین بیت مرزا رضی دانش بیت کسی در عاشقی هم پیشه ترا
چون من نمیخواهد ۳۰ خورم گر آب شیرینی سیادم کوهکن آمد ۳۱ لفظ شیرین و کوهکن نیز
بیت ۳۲ زان قبیل است تلمیح است و این صنعت چنانست که چیزی را بلفظ غیری

ذکر کنند لبب وقوع آن چیز در صحبت آن غیر کقولہ تعالی وجزاء سیئۃ سیئۃ ومثلہا
ومگر اینکہ پوشیدہ نماند کہ حق سبحانہ درین دو آیہ عذاب را بہ لفظ سیئہ ذکر تعبیر فرمودہ
بجہت مشاکلہ آن باسیئہ ومکر کفار پس معنی آیت اول آنست کہ جزای بدی عذاب
است ومعنی آیہ دوم آنکہ کفار مکر کردند وخدا یتعالی عذاب کرد ایشان را وکقول الشاعر
شعر قالوا اقترح شیئا نجد لک طبخہ ۔ قلت اطبخوا لی جبۃ وقمیصا ۔ انا یعنی گفتند بمن
کہ چیزی را بفر ما کہ برای تو بپزیم گفتم کہ بپزید برای من جبہ وپیراہن را ودختن را بلفظ
طبخ ذکر کردہ برای مشاکلہ ونکتہ درینجا مزید اہتمام قائل است بجبہ وپیراہن درین
قبیل است این بیت صائب بیت لب سوال سزاوار بخیہ بیشتر است
عبث بخرقہ خود بخیہ میزند درویش خموشی را بہ بخیہ لب تعبیر کردہ ونکتہ درینجا
مزید اہتمام بشان خموشی است فزاوجتہ واین صنعت چنانست کہ دو معنی
کہ در شرط وجزا واقع شوند امری کہ بر اول مرتب شود بر ثانی نیز مرتب گردد چنانچہ
درین بیت فقیر بیت چون مرا بنی شود لطفت مبدل بعتاب ۔ آہ چون ترا
بینم شود صبرم بدل با اضطراب پوشیدہ نماند کہ مقصود ازین شعر ترتیب شدید
است بر حالت معشوق وحالت عاشق وہمین است معنی مزاوجت درین
مقام خواہ آن ہر دو ترتب بر یک شرط وجزا واقع شوند وخواہ ہر ترتبی بر مجموع
یک شرط وجزا واقع یابد چنانچہ در شعر مذکور ارصاد یعنی این صنعت را
تسمیہ نامند وآن چنان است کہ قبل از عجز فقرہ نثر یا عجز بیت لفظی بیارند

کردالت بران نماید قبل ازان کہ عجز خواندہ شود اما باید کہ علم بروی آن فقرہ
وشعر حاصل شدہ باشد مثال ارصاد در فقرہ کقولہ تعالی ولکن الناس انفسہم یظلمون لفظ یظلمون کہ اینجا واقع شدہ دلالت بران میکند کہ عجز
فقرہ لفظ یظلمون خواہد بود ومثال ارصاد در بیت کقول عمرو بن معدیکرب شعر
اذا لم تستطع امرا فدعہ وجاوزہ الی ما تستطیع این بیت از قصیدہ عینیہ
عمرو معدیکرب است وافظ تستطع کہ مصراع اول واقع شدہ دلالت بران
میکند کہ عجز بیت لفظ تستطیع خواہد بود واز ین قبیل است این بیت کمال اسمعیل
بیت چون آستان مقیم شود بخت بر درش مجاور کو چو بخت روی بین آستان نہاد
لفظ آستان در مصرع اول بطریق ارصاد واقع شدہ معنی ارصاد در لغت نگہبان نشاندن
است در راہ عکس واین صنعت چنان است کہ جزوی را در کلام متقدم بر جزوی نمایند
مؤخر را متقدم سازند ومتقدم را مؤخر کقولہ سبحانہ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت
من الحی کقول بعض الفصحاء عادات السادات سادات العادات واز ین
قبیل است این ابیات کمال اسمعیل بیت اختیار من است خوبی او یا
خوبی اختیار من نگزید سلمان سادجی رباعی از بسکہ شکستہ بار بستم
توبہ ہا فریاد همی کند ز دستم توبہ ہا دیروز بہ توبہ شکستم ساغرہا امروز بساغری
شکستم توبہ ہا امیر معزی بیت فضل دارد بر زبان چون دمی دہند بصر
فخر دارد بر بصر چون مدح او گوید زبان انوری بیت دلی دارم ہمیشہ ہمدم غم

غمی دارم همیشه بدم دل ما، و چنانچه درین بیت فقیه بیت دانش جان و جان افزا
اوست ما، یار او علم و علم را او یار رجوع و این صنعت چنانست که شاعر کلامی
که گفته نقص و ابطال آن نماید و بسخن دیگر پردازد برای نکته فایده چنانچه درین بیت
انوری بیت آسمانی نی که ثابت رای نبود آسمان ما، آفتابی نی که زاید نور
نبود آفتاب ما، مقصود از رجوع درینجا ترقی در مدح است درین بیت عنصری بیت
چو ماه بود و چو سرو نه ماه بود و نه سرو ما، قیاس دارد سرو و کمر نبند و ماه ما، فایده رجوع
درینجا ترجیح معشوق است بر ماه و سرو تورّیه و این صنعت را ایهام نیز گویند و طریق تلبیس
چنان است که در کلام لفظی بیارند که دو معنی داشته باشد یکی قریب و یکی بعید و مراد
بعید بود باعتبار قرینه خفیه و ایهام بر دو نوع است مجرده و مرشحه ایهام مجرده آنست
که ملایمات معنی قریب نیاورد در کلام مذکور نسازند کقوله عز و جل الرحمن علی العرش
استوی مراد از لفظ استوی استیلاست و این معنی بعید است و استوای جسم که معنی قریب
غیر مراد است چیزی از ملایمات آن در آیه مذکور نشد و ایهام مرشحه آنست که ملایمات
معنی قریب غیر مراد را مذکور نمایند کقوله سبحانه والسما، بنیناها ما باید مراد از ید درینجا
قدرت است و این معنی بعید است و معنی قریب غیر مراد وش دست است و لفظ
بنیناها ملایم اوست و ازین باب است این بیت که شاعر در صفت سرو دوست فصل
ربیع گفته شعر او الغزالة من طول المدی خرفت ما، فما تفرق بین الجدی و الحمل ما، یعنی
آفتاب از طول عمر خرف شده است فرق و جدی و حمل نمیکند پوشیده نماند که غزالة ام

آخر قاب است این معنی بعید و مراد قائل است و معنی قریب آهو بنا است آن در اینجا مقصود
نیست و لفظ حمار جدی ملایم و مناسب او ست و معنی نماند این معنی و تخصیص و تشخیص آن بعید بذکر
است اما بزعم فقیر این تعریف بر ایهام تناسب صادق می آید و بیت مذکور از قسم ایهام
تناسب است زیرا که در ایهام باید که اراده بر دو معنی جایز باشد و در ایهام تناسب معنی
دوم منظور و ملحوظ نشود چنانچه در محل آن مذکور شده و در بیت مذکور غزاله بمعنی آهو
اصلا مراد نیست پس مثال ایهام تناسب است و این را با توریه کاری نیست فافهم اما
مثال توریه این ابیات است مولوی جامی بیت دیده روشن بیشود از صورت
زیبای تو ماه در کسی انکار اینمعنی کند روشن کم ماه دیده منکر را روشن کم یا این معنی را
بر دو اضح و رو دوشن کم هر دو درست است گاهی بیت مرا فراق تو روزی هزار
بار کشد ما چو اق چون تو گلی این چنین هزار کشد ما این چنین بلبل را میکشید ما پنجهزار
کس را میکشد هر دو راست می آید و له خنجر عشق خون من بریخت بخاکپای تو ما را ی
تو بود کشتنم کشته شدم برای تو ما بر طبق رای تو کشته شدم یا از برای تو هر دو صحیح
می آید پس تعریف توریه در نظر تحقیق آنست که لفظی را در کلام مذکور سازند که دو معنی
داشته باشد و اطلاق بر دو معنی در آن محل صحیح باشد چنانچه درین امثله گذشت
و گاهی لفظ مذکور بسبب ترکیب او با الفاظ دیگر افاده ایهام می نماید چنانچه درین بیت
مولوی جامی بیت جان بخشد از لب کشته را و انکه بخون فرمان دهد ما
خونخواری آن شوخ بین کز بهر کشتن جان دهد ما بهر کشتن جان دهد دو معنی

دارد یکی آنکہ از برای کشتن زندہ میکند دیگر آنکہ برای کشتن است یعنی مشتاق کشتن
ولہ میرسی خندان و میگوئی بپایم چشم مال تو چشم می عالم سیاہ این خواب باشد
یا خیال تا چشم می عالم در نیچاد و معنی دارد استخدام و این صنعت چنانست
لفظی کہ دو معنی دارد یک معنیش را اراده نمایند و از ضمیری کہ راجع بان لفظ باشد
معنی دومش را خواہند کقولہ شعر اذا نزل السماء بارض قوم رعیناہ و ان کانوا غضا
یا یعنی چون ببارد باران بر زمین گروہی میچرانیم او را اگرچہ آن گروہ بر باخشمناک
باشند از لفظ سما بطریق مجاز باران خواستہ و از ضمیری کہ در لفظ رعیناہ راجع
با و ست نبات اراده کردہ و در فارسی ازین قبیل است این بیت فقیر بیت
تا بہ بزم خویش مارا داده است آن سرو بارہا از نہال قامتش آنرا شدیم امیدوار
لفظ بار در مصرع اول بمعنی حضور است و از ضمیر آن کہ در مصرع ثانی راجع با و
ثمر مراد است فتامل لف و نشر و این صنعت چنانست کہ اول چند چیز را
مفصلاً یا مجملاً ذکر کنند و بعد ازان منسوب ہر یک را بلا تعیین مذکور سازند
باعتماد اینکہ سامع ہر منسوبی را الی صاحبش بر میگرداند لف مفصل
بر دو نوع است مرتب و غیر مرتب مرتب آنست کہ ترتیب لف مطابق ترتیب
نشر باشد چنانچہ در بین بیت فخاری بیت چون جود و جلال و ہنر و طبع و
کف او ہا ابر و فلک و اختر و دریا مظہر نیست ہا و مہتر نیشان است
کہ چند لف و نشر در یک کلام جمع سازند بنحوی کہ ہر

که پرنشستری لف باشد برای نشستر دیگر یا بسه و چهار درجه برسد چنانچه درین بیات
فردوسی نظم بروز نبرد آن یل ارجمند ها بشمشیر و خنجر بگزرو کمند ها بریدو دریدو
شکست و بست ها یلان را سر و سینه و پا و دست ها این قطعه دو بار لف
واز ین قبیل است این بیت انوری بیت آری بقوت و مدد و تربیت شود ها
باران مبرگ گل گیرد اطلس و عسل ها و این بیت مختاری بیت چو دو جان ها
بلف و نشر حیات است و ثبات ها داد و دین را بدل و رای پناه است معین
و بهترین همه این بیت است مسعود سعد بیت جان و دل و دلی و عدوی تو
روز و شب ها از عدو و عید تو بر نور و نار باد ها زیرا که چهار بار لف دارد و پنجمین ختم کرده اما
لف و نشر غیر مرتب آنست ها که ترتیب لف مخالف ترتیب نشر باشد چنانچه درین
بیت بابا فغانی بیت دل را فراغ میدهد و دیده را فروغ ها و دیدار آفتاب ها
شب ها را صبح و فروغ دیده بدیدار تعلق دارد و فراغ دل باشراق صبح و چنانچه
درین بیت خلوتی بیت چون نگهر سخن رود در شرف و جلال او کین چون اسد و اثیر
و خور نوری و نار سی و نسری ها دو بار لف واقع شده ترتیب لف در هر جا بخلاف ترتیب
نشر آمده زیرا که در لف اول شرف بخور شید و جلال بکره اثیر و کین باسد تعلق دارد
و در لف ثانی خورشید بنور و اثیر بنار و اسد بنسری متعلق است فافهم وله در شان من
و تو بسخا و سخن امروز ختم الامرائی شد و ختم الشعرائی ها بخلاف اول غیر مرتب
و ثانی مرتب آمده و امثال لف و نشر مجمل کقوله تعالی وقالوا لن یدخل الجنة الا من

کان ہود اُو نصاری و تقدیر کلام اینست کہ قالت الیہود لن یدخل الجنۃ الا من
کان ہودا اُو قالت النصاری لن یدخل الجنۃ الا من کان نصاریٰ و وجہ احتمال لف و نشر در اینجا
عدم التباس است چہ ظاہر است کہ یہود و نصاری تکفیر یکدیگر مینمایند و ازین قبیل است این بیت
سنائی بیت ؎ آدم از احمد احمد از آدم ؎ مر ازو علم اینجا علم
حق است کہ اعیان ثابتہ صور او میدہم عبارت از نفخ روح است یعنی باعتبار
صور علمیہ کہ تعبیر ازان بہ اعیان ثابتہ میکنند وجود احمد مصدر وجود آدم است باعتبار
نفخ روح کہ تولد جسمانی متاخر است وجود آدم مصدر وجود احمد است و لفظ زادہ
از یکدیگر در مصرع اول واقع است لفظ اول استعارہ مصرع ثانی نشر او ست و
لفظ نعلم و بدم الف دوم است این بیت انصاری بیت سر بریدہ دو نوک خامہ او
نیز و شر است و دو دہ در میان ہست ؎ گویا تقدیر کلام اینست کہ یک نوک خامہ او خیر و یکی
شر است جمع این صنعت چنانست کہ چند چیز را در تحت حکم جمع نمایند کقولہ سبحانہ المال
و البنون زینۃ الحیوٰۃ الدنیا مال و بنون را در حکم زینت یکدیگر جمع کرد و چنانچہ این بیت
عبد الواسع بیت شد بر دلم آسان ہمہ امروز بیکبار ؎ دادہ دست نیک و بد بیش و کم و اندیشہ
شیر را در حکم آسان شدن جمع نمودہ و این بیت حکیم مختار بیت ہمی و لیث و نمک
و کلک و حسام ؎ بفر خداوند گیتی نظام ؎ چہار چیز را در حکم نظام گرفتہ جمع نمودہ لطائف
بیت نشاید یافتن در ہیچ ہرزہ ؎ وفا در اسپ و در شمشیر و در زن ہا تفریق
و آن چنانست کہ میان دو امری کہ بر یکنوع باشند بتباین و فرق ظاہر نمایند

چنانچه درین بیت حافظ بیت دست ترا با بر کرم شبیه کرده بکین بدره بدره
میدهد قطره قطره آن و درین بیت فقره بیت زین چکد آب ز ان بیاد خوان
شره من کجا و ابر بهار و تقسیم عبارت از انست که اول چند چیز را با یک چیز دار خبر
ذکر کنند و بعد ازان بهر خبر دی ازان چیز یرا منسوب سازند بسبیل تعیین و فرق و
تقسیم و لف نشر همین است که درینجا ذکر منسوبات بر طریق تعیین است و لف
و نشر بلا تعیین چنانکه گفته شد و مثال تقسیم درین ابیات خاقانی نظم ای حرم تو
از کرم بیت حرام خسروان و چون سخن من از نکهت سحر حلال خاطری و یا زان کرم
است سرگران جان لپسر سبکسگین و زین سخن است دل سبک عنصر طبع عنصری
و له دستی که گر فتی سر آن زلف چو شست و با پای کرده وصل نوشتی پیوست
زان دست کنون در گل غم دارم پای و با زان پای کنون بر سر دل دارم دست
و نوعی از تقسیم انست که احوال چیزیرا مذکور نمایند و با هر حالی ازان احوال چیزرا که
مناسب بیان باشد ذکر کنند چنانچه درین دو بیت عبد الواسع جبلی نظم بنان
او ست در بخشش سنان او ست در کوشش و با لقای او ست در مجالس لوای
او ست در سیاست و با یمنی از ارزاق را با سبط دوم ارواح را قابض و سعادت سوم را
چهارم فتح را بر مان و انگشتان ممدوح را در بخشش به بسط ارزاق نسبت داده و سنان
او را در کوشش بقبض روح منسوب ساخته و همچنین الخ و نوعی دیگر از تقسیم آنست که اقسام
یک چیزرا باستیفا بر شمارند چنانچه درین بیت عنصری بیت پیوسته دشمنان

تو زینگونہ مستمند ۔ یا کشتہ یا گرنجیتہ یا بستہ در حصار ۔ اقسام مستمندی را در
مصراع ثانی بیان کردہ و در بن بیت اہلی شیرازی بیت اکنون کہ تنہا دیدنست
لطف ارنہ آزاری بکن ۔ تلخی یا گونگی بزبن تیغی بکش کاری بکن ۔ اقسام آزار را
در مصراع دوم بر شمردہ جمع و تفریق گاہی این ہر سہ صنعت یعنی جمع و تفریق و تقسیم را
باہم ترکیب میدہند شائی یا تلائی و جمع و تفریق عبارت ازانست کہ چند چیز را در
تحت حکمی داخل نمایند بعد ازان بہ بیان جہات او خال فرق نمایند چنانچہ درین بیت
رشید وطواط شعر فوجہک کالخارفی ضوئہا ۔ وقلبی کالنار فی حرہا ۔ یعنی روی تو
در ضیا مثل آتش است و دل من در حرارت مانند آتش است روی معشوق و دل خود
را در مشابہ بودن با آتش جمع کرد و در وجہ شبہ فرق و انمودہ و ازین قبیل است
این بیت فقیر من و تو ہر دو مالیم ای شیخ ۔ تو بمحراب و من بابروی یار ۔ خود را و شیخ
در حکم مائل بودن جمع گردد در تعلق میل فرق دانمودہ جمع و تقسیم و ازین جہا
است کہ اول چند چیز را در تحت حکمی جمع نمایند و بعد ازان بہ یکے را بچیزی منسوب سازند
چنانچہ درین بیت اہلی شیرازی بیت بی تو چو شمع گریہ ام خندہ و گریہ کار خود ۔ خندہ
بروز دل کنم گریہ بروز گار خود ۔ مصرع اول مشتمل بر جمع است و ثانی مشتمل تقسیم
و چنانچہ درین قطعہ انوری قطعہ حرص ثنا و عشق جمال مبارکست ۔ گر در قوای نامیہ
پیدا کند اثر ۔ آن در زبان سوسن خامش نہد کلام ۔ درین بطباق دیدہ نرگس دہد بصر
در بیت اول حرص ثنا و عشق جمال را در اثر پیدا کردن جمع نمودہ و در بیت ثانی ہر یک

نخچیری منشی ساخت و درین بیت مسعود سعد بیت مگر مشاطۂ بستان شد مذہب و سحاب
کہ این بستد ش پیرایہ و آن کشاد نقاب ش و درین دو بیت امیر معزی نظم دم تیغ و تلف خشمش
ہمیشہ پراگندہ پریشان ش بسان دعوت سبعی است بہ ہامان و قارون ش یکی را تیغ او در
اب یا ہامان کند ہمسر ش یکی را خشم او در خاک یا قارون کند مقرون ش و گاہی تصمیم را در بیت
مقدم جمع آرند چنانچہ درین شعر نادم گیلانی بیت خرقہ کردم من و او تکیہ کہ دولت
ساخت ش بسکندر نگہی داد بما ہم ندمی ش جمع و تفریق و تقسیم و این ہر سہ چیز را
کلام جمع نمودن خالی از صعوبتی نیست چنانچہ درین بیت خاقانی بکیت مجلس
دوا تش داده برین ازجردان ازشجر ش این کرده منتقل امقردان حام را جاد اشتہ و دا تش را
در حکم ثمرہ مجلس بودن جمع کرده و بودن یکی ازجر و یکی ازشجر تفریق است و مصرع
ثانی اشعاری بر تقسیم دارد و چنانچہ درین رباعی امیر معزی رباعی چشم من و چشم
آن بت تنگ ہان ش دو کریم و شری شدند در سود و زیان ش گر ندیکی بیع نماید دو نما
د آب برین سپر درین خواب کان ش چشم خود را و چشم معشوق را در حکم بیع و شری
کردن جمع نمود و سود و زیان اشارہ بہ تفریق است یعنی بیع چشم و عین
و بیع چشم من عین زیان است مصرع چہارم مشتمل بر تقسیم است و چنانچہ درین دو بیت
فقیر نظم آتشین است چون دلم رخ دوست ش آن بعشق این بحسن شیرین
کار آتش من ذخیرۂ دود است ش آتش اوست مایۂ انوار ش مصرع اول
مشتمل بر جمع است و مصرع ثانی مبنی بر تفریق و بیت دوم مخزر تقسیم است

تجرید عبارت از انست کہ از شی ذی صفتی شی دیگر انتزاع نمایند کہ در آن
صفت مانند او باشد و فایدہ این انتزاع مبالغہ کمال آن صفت است در متنزع
منہ و این صنعت در عربی بچند نوع می آید اما در فارسی چنانچہ درین بیت انوری
ای بدریای عقل کردہ شناہ ۔ وز بدونیک این جہان آگاہ ۔ گویا مخاطب را
شخصی قرار دادہ کہ بدریای عقل شنا کردہ باشد و چنانچہ درین بیت نظیری
بیت نظیری را بہ مجلس بردم امروز و غلط کردم ۔ مرا رسوای عالم ساخت
پشم گریہ آلودش ۔ خود را درینجا شخص گریانی قرار دادہ مبالغہ مقبول
و این صنعت چنانست کہ بلوغ وصفی را در شدت یا در ضعف ادعا نمایند
و باید کہ این ادعا بر سبیل استبعاد یا امتناع باشد یعنی آن وصف را بہ منتہای
شدت یا ضعف برسانند تا سامع را گمان تردد کہ پایہ در شدت یا در ضعف
باقیماندہ و مبالغہ بر سہ قسم است تبلیغ و اغراق و غلو ما تبلیغ آنست کہ ادعای
وصف مذکور از روی عقل و عادت ممکن باشد چنانچہ درین بیت امرء القیس کہ در
وصف اسپ گفتہ شعر فعادی عدا بین ثور و نعجۃ ۔ دراکا فلم ینضح بماء فلغسل
یعنی اسپ بر دو صید افگندن است در یک دویدن و قولہ فلم ینضح الخ ای
فلم یعرق فلم یغسل و درین بیت ادعا کردہ کہ این اسپ گاو نر گاو مادہ وحشی را
در یک دویدن انداختہ است و عرق نکردہ یعنی بسیار ندیدہ چہ بسیار
دویدن اسپ عرق موجب کبدن او میشود و این ادعا از روی عقل و عادت ممکن است

زیرا کہ بعضی از اسپان در دویدن باین جلدی میباشند و چنانچہ درین بیت انوری
بیت بودیم بر کنار زمین یار روزگار ۔ تا داشت روزگار تر او کنار ما ۔ ممکن است
کہ عاشق در وصل معشوق غم روزگار را فراموش کند و ازین قبیل است این بیت
اسدی بیت چنان چارم این راز را روز و شب ۔ کہ با جان بود گر بدآید زلب یعنی تا دم
بودن این راز را با کسی نگویم و این نیز در معرض امکان است اما از غرائب است کہ ادعا
مذکور از روی عقل ممکن از روی عادت محال باشد کقول الشاعر شعر ذکرم
جار نا مادام فینا و تشبعہ الکرامۃ حیث مالا ۔ یعنی ہمسایہ را اکرام میکنیم مادامی کہ
با ما باشد و عطار از پی آدمی فرستیم ہر جا کہ میل کند یعنی ہر جا کہ برود و این معنی
بحسب عرف و عادت ممتنع است چہ متعارف نیست کہ ہمسایہ را بعد از نقل و تحویل از
جوار اعطاء اکرام نمایند اما عقل مجوز این متواند شد و چنانچہ درین بیت عرفی بیت
مار ابکام خویش مدید و دلش بسوخت ۔ ما دشمن کہ ہیچگاہ مبادا بکام ما ۔ متعارف
نیست کہ ہرگاہ کسی دشمن خود را بکام خود بیند دلش بسوزد امام راد شاعر آنست
کہ تا بجای دشمن کام شدہ ایم ۔ کز دل دشمن ہم بر ما میسوزد و این معنی نیز عقل ممکن
است و بحسب عادت مستبعد اما غلو آنست کہ ادعای مذکور از روی عقل و عادت
ممتنع باشد چنانچہ درین بیت ابو طیب شعر و اخفت اہل الشرک حتی ۔ نہ لتخافک
النطف التی لم تخلق ۔ یعنی ترسانیدہ تو اہل شرک را بحدی کہ از تو می ترسند نطفہای
غیر مخلوقہ آنہا و غلو بسبب چند چیز مقبول طبایع بلغا میشود و یکی آنکہ لفظی را ذکر کنند

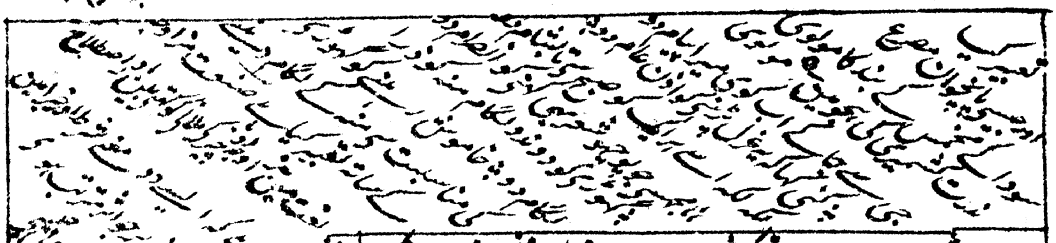
کہ آنرا مقرون بہب گرداند چنانچہ درین رباعی کمال اسمٰعیل رباعی نقاش خجندی
رطعنہا آسودہ ہست ✤ کز ضعف من آنچہ توان بمودہ ہست ✤ سیر تا پیاز چنانکہ
باید بودہ ہست ✤ گویا کہ کبابم زر و فرسودہ ہست ✤ در عقل و عادت محال است
کہ خلقت کسی بجسب آب زری دیگری باشد اما لفظ گویا کہ در مصرع چہارم وقوع شدہ این
ہا دعا را مقرون بصحت گردانیدہ فافہم دیگر آنکہ علو متضمن نوعی از خیال نازک و
لطیف باشد و شعرای عجم این را بسیار پسندیدہ اند چنانچہ درین ابیات زر قی نظم گر
عکس تیغ تو بہوار دشمنی دہد ✤ ارواح کشتگان شود اندر ہوا گزند و دیگر پسندیدہ
گوید ولہ
زہیب چیز فلک اندر فراز او ✤ بر کنگرہ خمیدہ رود پاسبان ✤ ایوالفرج رونی بیت
خیال تیغ وی اندر میان پشت پدر ✤ عدوی دولت و دین را میان زند بدو نیم ✤ منجمانی
غزنوی در تعریف ہمگی گوید بیت سبک بگی کہ گرد ذرہم او بیاد ✤ گر شش نہند بر شست
شیم خصہ گذار شہری طوسی بیت ببال سمند تو بخاور زمین ✤ کند غرق کشتی بدریای
چین ✤ دیگر آنکہ علو بطور نزال شد چنانچہ درین ابیات کلیم کہ در مدت ہفت سال نظم
خدایگانا ہی کہ دادہ بری ✤ زتا توانی ہرگز نرفتہ روبہ سیم ✤ بہ کوشش ست چو سراز
سکندری بر داشت ✤ بچوب نکتہ گوئی نشست ست کلیم مذہب کلامی عبارت
ازانست کہ شعر مشتمل بر دلیل و برہان باشد بر طریق اہل کلام کہ سخن شان بر ہمن و مدلل
میباشد و اگر مشتمل بر تعلیل یعنی قیاس قیہا باشد آنرا مذہب فقیہی نامند امثال
مذہب کلامی کقولہ تعالی لو کان فیہما الا اللہ لفسدتا یعنے اگر

اگر در آسمان و زمین خدایان متعدد می بودند هر آئینه فاسد می شدند این هر دو چون
فساد سموات و ارض که لازم تعدد الٰه است باطل باشد یا لزوم ان نیز باطل بود و مشکل
دلیل همین است که اگر چند خدا می بودند آسمان و زمین فاسد می شدند و لیکن آسمان
و زمین فاسد نشده نتیجه دهد که خدا یکیست و چنانچه درین بیت انوری **بیت** زنوگریزد
که تو در قالب عالم ✤ جانی و یقین است که جان ناگزیر آمد ✤ و صورت دلیل درینجا اینست که
تو در قالب عالم جانی و قالب از جان گزیر نیست نتیجه دهد که عالم را از تو گزیر نیست
و له منافع رسان در زمین بر ماند ✤ بس است این یک آیت دلیل و آیت ✤ و مشکل دلیل
درینجا این است که هر منفعت رسانی باقی و پائدار می ماند تو منفعت رسانی نتیجه دهد
که باقی و پائدار خواهی بود اما شاعر مذهب فقیهی کقول النابغة قد قصیده یعتذر
فیها الی النعمان بن منذر و قد کان مدح آل جفنة بالشام فتنکر النعمان من ذلک
شعر حلفت فلم اترک لنفسک ریبة ✤ ولیس وراء اللہ للمرء مطلب ✤ لئن کنت قد
بلغت عنی جنایة ✤ ومبلغک الواشی اغش واکذب ✤ ولکننی کنت امرأ لی جانب
✤ من الارض فیه مستراد ومذهب ✤ ملوک واخوان اذا ما مدحتهم ✤ احکم فی اموالهم و
اقرب کفعلک فی قوم اراک اصطفیتهم ✤ فلم ترهم فی مدحهم لک ارغبوا ✤ حاصل معنے
ابیات اینست که مرا بر مدح آل جفنه ملامت مکن که احسان بر من دارند چنانچه قومی
که مدح تو میکنند و تو بر آنها احسان مینمائی سزاوار ملامت نمیشماری پس چنانچه
مدح اینها تراد رحساب گناه نیست مدح من هم محسن خود را در شمار گناه نیست و این

کلام بر صورت تمثیل است که فقها آنرا قیاس مع الفارق نامند و آن قیاس کردن جزئی است
بر جزئی دیگر مثل آنکه گویند هر چه مائع است مطهر باشد و سرکه مائع است پس سرکه مطهر
باشد و ازین قبیل است این رباعی ابوالفرج رونی ؎ رباعی گفتم که رخ تو دی ل من
نیست پدید ؎ اندوه بزرگ تو در و چون گنجید ؎ گفتا که زدل بدیده باید بگرید ؎
خود هست بدو بزرگ کها بتوان دید ؎ دل را بدیده قیاس نمود و بهمان طریق که مذکور شد

حسن تعلیل و این صنعت چنانست که برای وصفی علتی مناسب آن ادعا نمایند
نه که در حقیقت علت آن ثابت باشد و وصف مذکور را دو حال بیرون نخواهد بود یا ثابت
نفسیه یا غیر ثابت اگر ثابت است مقصود از بیان علت دینجا اثبات علت برای آن
وصف خواهد بود و بس و اگر غیر ثابت است مقصود از بیان علت اثبات آن وصف
خواهد بود اما وصف ثابت که مقصود ادعای علت برای او باشد فقط بر دو گونه
است یکی آنکه وصف مذکور را در عرف و عادت علتی باشد غیر علتی که شاعر ادعا
نماید دوم آنکه علت واقعی و ظاهر نباشد و اما وصف غیر ثابت که مقصود از بیان علت
اثبات آن وصف باشد نیز بر دو گونه است یکی آنکه وجود آن وصف ممکن باشد دوم
آنکه از ممتنعات بود و مثال قسم اول چنانچه درین بیت خاقانی **بیت** تا چشم تو رخت
خون عشاق نوش کرد ؎ زلف تو گرفت رنگ ماتم ؎ سیاهی زلف صفتی است ثابت و علت
آن در ظاهر معلوم نیست شاعر آنرا چنین معلل کرده که بسبب نشستن عشاق سیاه
پوشیده و از لطائف این قسم آنست که بواسطهٔ تشبیه و استعاره حال صادق آید

چنانچه درین بیت میرزا غنی آن زلف مشکبار یاران وی چون نگار و گریوه است
کوتهی از روی عجز و شب بهار میل کند سوی کوتهی و آن زلف چون شب آمد و آن
روی چون بهار و کوتهی زلف ظاهر است ثابت و علت آن ظاهر معلوم نیست و
شاعر او ان زلف را شب تشبیه داده و بعد ازان علت کوتاهی آنرا ادعا نموده و درین
بیت خاقانی بیت زانش و زاغوان درخوی خونین نشستن و یاد کردن ساخت
مروه و دست چنار درخوی خونین نشستن از غوان آن اشاره سرخی رنگ او ست و این صفتی است
ثابت در ارغوان و علت آن ظاهر نیست یا مانند شاعر حرارت تابستان را علت آن ادعا
نموده مثال قسم دوم چنانچه درین بیت ولد درد و داغ شب جدائی تا خون گریست
روی خون آلود زان نمود و بیچ و علت سرخی روی صبح شفق است و شاعر چنین
تعلیل نموده که درد و داغ شب گریه کرده است و چنانچه درین دو بیت میرزا غنی
لطیفی زان عنبرین و زلف زره دار تا فته است کز سیم یافته است یکی چاه در ذقن
تا چون دلم بدان چه عنبرین فتد هر دل بر کشم ز چاه بدان عنبرین رسن
وصفی است ثابت در علت آن تیز میل آرائش معشوق است و شاعر علت دیگر برای
ان ادعا نموده و مثال قسم دوم لقوله شعر یا دو اشیا حسنت فیما بینهما تناسب
انسانی من الغرق یعنی ای نیکو چنین که بدی تو در حق ما چنین نیکو شدا نرا تو مردم
من از غرق نجات یافتا یعنی از بیم تو گریه نمیکنم و پوشیده نماند که بدی تو چنین نیکو
است که در حق بعضی نیکو شود اما چون متعارف نیست که بدی نیکو شود علت نیکو شدن بدی تو چنین



در مصرع ثانی ادعا نموده پس تنگی شدن بدی وصفی بود غیر ثابت و علت مذکور مثبت آن شد و مثال قسم چهارم چنانچه در بین بیت امیر خسرو بیت نخانه تو بود و زیارتگاه او بود و نه که آفتاب نیارد شدن بلند بتخانه تا باد او بودن همه روز صفتی است غیر ثابت ممتنع و برای اثبات امکان آن بلند نشدن آفتاب علتش قرار داده و در بین بیت خاقانی بیت صبح گوی زلف شب سیاه عاشق است تا کردم عاشق نشان نبود صبح نه عاشق شدن صبح صفتی است غیر ثابت و ممتنع دوم سرو را علت عاشقی او ادعا نموده و اثبات آن کرده تاکید المدح بما یشبه الذم و این صنعت بر دو نوع است نوع اول آنکه از صفت ذمی که از چیزی نفی کرده باشند صفت مدحی برای آن چیز استثنا کنند بتقدیر داخل بودن آن مدح در ذم چنانچه در بین بیت تا بغه شعر لا عیب فیهم غیر ان سیوفهم بهن فلول من قراع الکتائب یعنی نیست عیبی در بین جماعت غیر این که شمشیرهای ایشان رخنه است بسیاری ضربت زدن در محاربه پوشیده نماند که شاعر صفت عیب را از ان جماعت نفی کرده و ریختن شمشیر در محاربه که صفت مدح است از ان صفت منفی استثنا نموده و سامع را از استماع این استثنا توهم آن میرود که قائل بعد از مدح اراده ذم دارد و چون او صفتی خوش نماید بداند که تاکید در مدح است نه اراده ذم شمشیر از کثرت ضربات بکار جماعت دلیری مینماید و قریب باین است این بیت مختاری بیت گر بس شما چو بحر شعر موزون است چرا است بحر کفش را عطای موزون بگو یا از شعرا مدح ناموزون موزونیت را نفی کرده و ناموزونی عطا را از ان استثنا نموده اگرچه ادات نفی و استثنا

مذکور شده اما از سوق کلام بر مستامل ظاهر است نوع دوم آنکه صفت مدحی را برای
چیزی ثابت کنند و از عقب آن صفت مدحی دیگر با ادات استثنا مذکور سازند مثل قوله
صلی الله علیه و آله انا افصح العرب بیدانی من قریش و فصحای عجم لطف دیگر بر این نوع
افزوده اند و آن اینست که صفت دوم که بعد از ادات استثنا یا استدراک مذکور شود
باید که در مدح کاملتر از صفت اول باشد چنانچه درین بیت خاقانی بیت
رایت شه تدروش لیک عقاب جمله پر پرچم شه غراب گون لیک همای معرکه
و نوع دیگر از لطائف شعرای عجم آنست که صفت دوم بتقسیمی واقع شود که اسلوبش در ظاهر
اسلوب ذم بود و چون دار سند مفید کمال مدح باشد چنانچه درین بیت سلمان ساوجی
هرانکه نام تو بر دل نوشت مگشت عزیز نکردم که دست تو میکشد خواری و چنانچه درین
بیت سعدی بیت میتوانی که بیای زر سعدی باز لیک بیرون شدن از
خاطر او نتوانی نه لفظ بیرون شدن نتوانی در ظاهر دلالت بعجز دارد اما مقصود ازان
کمال دلچسپی و مرغوبی معشوق است تاکید الذم بما یشبه المدح و این نیز بر دو نوع
است بهمان طریق که در تاکید المدح شرح داده شد اول آنکه صفت مدحی را از
چیزی نفی کنند و صفت دوم ازان مدح منفی برای او استثنا نمایند بگویند فلان لا خیر فیه الا انه
یسیء الی ان احسن الیه یعنی خیری در فلانی نیست مگر آنکه بدی میکند با کسی که نیکی با او
کرده باشد دوم آنکه برای چیزی صفت ذمی ثابت کنند و عقب آن صفت ذم دیگر با ادات
استثنا مذکور سازند بگویند فلان فاسق الا انه جاهل و استدراک درین نوع صفت

قایم مقام اسمنا است کقولک بعجایل لکنه فاق وشعرای عجم درین صنعت تصرفی
کرده اند لنهایت لطیف وآن این است که اول صفت سرای غیری ثابت کنند
بعد ازان چیزی دیگر بان صفت ضم کنند لطریقی که آن مدح عین ذم گردد وچنانچه
درین بیت مختاری بیت همیشه خصم تو در سایهٔ همای بود ۞ ز بسکه بر سر ش
از بهر استخوان آید ۞ درین بیت کلیم بیت طاعت ما هم بسوی آسمان میرود
روز محشر چون بعصیان هم ترازو میشود ۞ استتباع واین صنعت چنانست
که ممدوح را بنحوی ستایند که از یک مدح مدح دیگر حاصل آید چنانچه درین بیت ابو طیب متنبی
نسبت من الاعمار ما لو حویته لنیست الدنیا بانک خالد ۞ یعنی تو آنقدر عمر اعدا را غارت
کرده که اگر فراهم آری دهاری آن شوی دنیا بدوام بقای تو تهنیت داده شود و پوشیده
نماند که مفاد این بیت مدح ممدوح است بشجاعت چه غارت گر اعمار نمیباشد مگر
مقاتل و شجاع و مدح دیگر آنست که دنیا خلو و ممدوح را دوست میدارد بسبب آنکه
ذات او موجب نظام وصلاح دنیا است ولفظ تهنیت مفید این معنی است چنانچه درین بیت
انوری بیت ای زیزدان تا ابد ملک سلیمان یافته ۞ هر چه جسته جز نظیر از فضل
یزدان یافته ۞ ودرین بیت مسعود سعد بیت بخت تو چو نام با سعادت ۞ روز تو
چو روی تو منور ۞ ادماج واین چنانست که در کلام سوق مدعا متضمن مدعای دیگر
باشد یعنی از یک کلام دو معنی حاصل آید وتصریح بمعنی دوم نکرده باشند وفرق فی ما بین استتباع
وادماج آنست که استتباع مختص بمدح است وادماج اعم ازان وفرق در ایهام و ادماج

آنست که در انجا لفظی می آرند که دو معنی یا بیشتر داشته باشد و اینجا مجموع کلام مفید هر دو معنی میشود چنانچه درین بیت ابو طیب متنبی قلب فیه احیانا کانی ۞ احد مباعلی الدهر غیر الذباب یعنی میگردانم در ان شب مژه های چشم خود را گویا که باین گردانیدن مژه میشمارم هر دو چشم گمنامان او را مقصود ازین بیت درازی شب است و در ضمن دراز شب شکایت هم هست کثرت ذنوب او را نیز مندمج ساخته و چنانچه درین بیت سلمان ساوجی بیت پیش ازین گرفته انگبتی در گوشه ۞ چشم خوبان در زمانش فتنه را بیند بخواب چشم خوبان فتنه را خوابیده یا بیدار در دو یا فتنه را بیند هر دو معنی برمی آید و چنانچه درین بیت مولوی جامی بیت خواهم از دل بر کشم پیکان تو ۞ لیک از دل بر نمی آید مرا پیکان از دل بر نمی آید باول نمیخواهد که پیکان را برابر آرم هر دو معنی حاصل میشود و درین بیت نظیری بیت مباد اعالی را جان برآید ۞ گره از زلف خود فهمید و بکشای جان عالی را که در گره زلف بسته برآید یا جان عالم از بدن برآید هر دو صحیح میشود و درین بیت امیر خسرو ۞ بیت از زبان آن پسر ترکی و من ترکی نمیدانم چه خوش بودی اگر بودی زبانش در دهان من ۞ یعنی من هم بدان او حرف میزدم یا زبان او را می گردیدم هر دو معنی درست است توجیه و این صنعت را احتمال الضدین نیز گویند تصریفش آنست که کلام احتمال دو وجه مختلف داشته باشد چنانچه شاعر در حق اعوری که عمرو نام داشت گوید شعر خاطلی عمرو قبا ۞ لیت عینیه سواء یعنی عمرو برای من قبای دوخت کاش هر دو چشم او مساوی میبود یعنی بینا میبود

یا کو بہر دو احتمال صحیح است وچنانچہ درین بیت مختاری بیت زہر محض است
عیشش شیر متیم ۔ خون صرف است بادہ نابم ۔ زہر عیشش است خون بادہ عیش
زہر و بادہ خون است ہر دو احتمال دارد و نعمت خان عالی در وقایع حیدرآباد
داد این صنعت داده **انزل الذی یراد به المجد** و این صنعت چنانست
کہ کلام بطور تنزل باشد امام راد ازان تنزل جلبود نہ تنزل چنانچہ درین رباعی **الا اعلم**
از آخر کار عالم اندیشہ کنید ۔ ای سور کنان زناشم اندیشہ کنید ۔ باقچہ جمع و نیا مکنید آمیزش
از آتشک جہنم اندیشہ کنید ۔ و درین دو بیت سنائی **بیت** نیست کہ بر نالوی
تو گادن را ۔ زن بلجوطلاق دادن را ۔ زن کہ دارد بسوی حق ان رای ۔ حمد حمدان
نہ محرف ای ۔ اگرچہ این بیت ہا بطریق تنزل واقع شده ۔ اما مفاد آن حکمت
تجاہل عارف سکاکی این صنعت را سوق المعلوم مساق غیرہ نام نہاده
و گفته چون این صنعت در کلام ربانی وارد شده تسمیه این را بلفظ تجاہل خوب ندیدیم
و تعریف این صنعت از زمانی کہ سکاکی وضع کرده ظاہر است تا نوعی از تجاہل عارف
و فایده و نکته پیدا باشد چنانچہ در ضمن امثله معلوم گردد و یکی از شاعران عرب
در مرثیه برادر خود گفته **شعر** یا شجر الخابور مالک مورقا ۔ کانک لم تجزع
علی ابن ظریف ۔ یعنی ای درخت خابور ترا چه شده است کہ برگ نا ورده
گویا تو در ماتم این ظریف جزع نمودی و مقصود ازین تجاہل بیان شدت
جزع و ماتم اوست وچنانچہ درین بیت تجربے **شعر**

شعر لمع سری ام ضوء مصباح ؛ ام هبا امتهابا لمنظر الضاحی ؛ یعنی آیا لمعه برق است که سرایت کرده یا فروغ چراغ است یا تبسم معشوقه است از منظر روشن و فائده تجاهل در اینجا مبالغه در مدح تبسم معشوقه است شعر لله در باطنیات الفاع قلن لنا ؛ لیلای منکن ام لیلی من البشر ؛ یعنی قسم میدهم شما را بخدا ای اهوان صحرا که بمن بگوئید لیلای از جنس شما است یا از جنس بشر است و مقصود ازین تجاهل کمال لوله و حیرت است در عشق محبوبه و ازین قبیل است این بیت شاپور بیت نمیدانم که خواهی بود یا گردون چنین دانم ؛ که دامن گیر گردد خون من نامهربانی را مقصود ازین تجاهل مبالغه در بیداد معشوق است ؛ وله خون آنگه شب کشی و روز انیم بر سر که آه این چه کس است و گرگشته است این را ؛ در اینجا تجاهل را نسبت بمعشوق داد **قولها الموجب** و این صنعت چنانست که لفظی را که در کلام غیر واقع شده باشد بر خلاف مراد قائل حمل کنند کقوله شعر وقالوا قد صفت منا قلوب ؛ فقد صدقوا ولکن عن وداد ؛ یعنی میگویند یاران که دلهای ما صاف و شسته است بر تحقیق که راست گفتند لیکن از محبت من صاف است یعنی محبت مرا از دل خود دور کرده اند و چنانچه درین بیت انوری بیت دوستی گوی نه از دل میکنی ؛ راست میگوئی که از جان میکنم ؛ اطراد و این صنعت را اطراد تیز گویند و تعریفش چنان است که در کلام نام ممدوح و نام آبای او را به ترتیب ولادت ذکر کنند کقوله علیه السلام انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب ؛ یوسف بن یعقوب ابن اسحق بن ابراهیم ؛ گاهی از

آبای ممدوح بمدوح می آیند چنانچه درین ابیات حاجی محمد جان قدسی نظم بهار
گلشن دین محمد عربی ؛ ضیای چشم علی نور دیدهٔ زهرا ؛ بهار خرمی خاطر حسین و حسن ؛
سرور سینه زین العبا و شمع هدی ؛ فروغ شمع بستان باقر و صادق ؛ غریب خاک
خراسان علی بن موسی العجب و این صنعت چنانست که در کلام از چیزی تعجب
اظهار نمایند برای فائده و غرضی چنانچه درین بیت کمال اسمعیل بیت ای عجب
شمشیر خسرو از چه سبز در رنگ شد ؛ چون همه ساله ز خون لعل میسازد خورش ؛
فائدهٔ تعجب در اینجا مبالغه در خونریزی شمشیر ممدوح است و درین بیت کلیم سرور را
سایه یکی بیش نباشد یار ب ؛ اینهمه خاک نشین در پی آن بالا چیست ؛ فائدهٔ تعجب
در اینجا مبالغه در کثرت خاک نشینان معشوق است و درین بیت خاقانی بیت عجب
است این کاب می گوئی ؛ کامد از ماه نو شفق دیدار ؛ مقصود از تعجب در اینجا تزیین بیان
و شراب است و درین بیت میر صیدی بیت عجب دارم از طالع ساغر خود ؛ که در ساغر
نیز گردیده باشد ؛ حاصل تعجب در اینجا شکایت بی شرابی است و درین دو بیت فقیر در منقبت
سرور اوصیا علیه السلام گفته نظم بنده و یا خدای بچونی ؛ نمانده ام در حقیقت کار ؛
بنده و این عجائب قدرت ؛ بشمر این غرائب آثار ؛ فائدهٔ تعجب در اینجا مبالغه در صنع
اعتراض و این صنعت چنانست که قبل از تمام شدن کلام لفظی را ذکر کنند که معنی
مقصود بی او تمام باشد و این را حشو نیز نامند و حشو بر سه قسم می آید یکی آنکه کلام را
از زینت بیندازد و دوم آنکه موجب حسن کلام شود سوم آنکه در حسن و قبح متوسط

باشند اول را حشو قبیح نامند و دوم را حشو ملیح سوم را متوسط و حشو قبیح در کلام بلغا نمیباشد
مثال حشو ملیح چنانچہ درین بیت انوری بیت گر نخندم وان پس از عمر است گریم وان پس از عمر است گویم
زہر خند و ور بگریم وان بہر دو از یست گوید خون گریی لفظ پس از عمر است دوبار در بیت
در بر دو مصرع حشو ملیح است زیرا کہ مقصود بی او تمام است و مقصود بیت انست
اگر می نخندم معشوق میگوید کہ زہر خند بکن و اگر میگریم میگوید کہ خون گریہ کن اما حشو قبیح
فایدہ دیگری نبخشد و آن این است کہ باوجود کمتر خندیدن و بیشتر گریستن من خشمین
میگوید و این مبالغہ در بیرحمی معشوق است و مثال متوسط چنانچہ درین بیت بیت
روی تو اگر یوسف مصری غلام اوست تا آفریدہ اند نہ شنیدہ اند بہ است کہ غلام او نام او ست لفظ
یوسف مصری غلام اوست حشو متوسط است و مثال حشو قبیح چنانچہ درین بیت بیت
گر می نرسم زخدمت معذورم از بیر اکہ رسد بہ چشم و مصرع سوم است و درین موقف
صنایع معنوی بہ تمام پذیرفت چمن دوم در بیان صنائعی کہ در
الفاظ بکار میبرود قبل از شروع در مقصود گویم کہ سالکان مسالک بلاغت
را واجب است کہ مراعات معنی را بر لفظ مقدم دارند و بجہت عنایت صنائع لفظی معنی
را تابع لفظ نسازند اما از جملہ صنائع لفظی است جناس و این لفظیست کہ دو لفظ
در آن تشابہ دارند لفظ است در تلفظ و لفظ و تغایر در معنی و این صنعت بر چند قسم می آید اول
تجنیس تام و آن چنانست کہ حرف ہر دو لفظ مذکور در نوع و عدد و ہیات
و ترتیب متفق باشند پس اگر ہر دو لفظ از یک نوع باشند مثل آنکہ ہر دو اسم یا ہر دو فعل

یا بر دو حرف باشند آنرا تجنیس ممائل گویند کقولہ عز وجل یوم تقوم الساعۃ یقسم المجرمون مالبثوا غیر ساعۃ چنانچہ درین بیت خاقانی کہ در مدح دو کس گفتہ بیت

این یمین مرا ست جای یمین ✤ وان یسار مرا ست جای یسار ✤ یمین اول بمعنی دست راست و یمین دوم بمعنی قسم است و یسار اول بمعنی دست چپ و دوم بمعنی توانگری است و درین بیت مسعود سعد بیت چون نای بی نوایم ازین نای بی نوا ✤ شادی ندید هیچکس از نای بی نوا نای اول بمعنی نی و دوم نام حصاری است کہ مسعود سعد مدتہا در انجا محبوس بود و درین بیت عنصری بیت زدست چنگ نوازت شدم چو نالان عود ✤ ز زلف مشک فشانت شدم چو سوزان عود ✤ اما اگر آن و لفظ متجانس مذکور از دو نوع باشند یعنی یکی اسم و یکی فعل بود درینصورت این تجنیس را مستوفی گویند چنانچہ درین بیت ابو تمام شعر ماما من کرم الزمان فانہ ✤ یحیی لذکرک یحیی بن عبد اللہ ✤ لفظ یحیی اول فعل مضارع و دوم اسم ممدوح است و درین بیت کمال اسمعیل بیت امید لذت عیش از مدار چرخ مدار ✤ کہ در دیار کرم نیست آدمی دیدہ ✤ مقصود درینجا لفظ مدار است کہ اول اسم مکان است و دوم صیغۂ نہی و اگر یکی ازین دو لفظ متجانس مذکور مرکب و یکی مفرد بود آنرا جناس ترکیب و تجنیس مرکب نامند و درینصورت اگر در کتابت موافق باشد آنرا تجنیس مرکب تشابہ گویند و الا تجنیس مرکب مفروق خوانند مثال تجنیس مرکب تشابہ چنانچہ درین بیت ابو الفتح بستی شعر اذا لم یکن ملک فی ابتہ ✤ فدعہ فقد ولتہ ذا ابتہ ✤

لفظ ذاہبۃ بمعنی صاحب عطا مرکب است و بمعنی روندہ مفرد و چنانچہ درین بیت اسعد
بیت بدریا بسوزد دل خیزران ✤ چو زد بر سمند سبک تیز ران ✤ و مثال تجنیس مرکب
مفروق چنانچہ درین بیت مولوی جامی بیت تو ہمائی و نیستی قابل ہما ✤ جز دو
زلف تو دام ظلما ✤ و درین بیت اسعد بیت یکی دختری داشت کز دلبری ✤ پری
را بسنج کردار دلبری ✤ و اگر تجنیس از یک کلمہ و جزوی از کلمہ دیگر ترکیب یافتہ
حاصل آید آنرا تجنیس مرفو نامند چنانچہ درین دو بیت حریری جہاں مقامات شعر
ولا تملہ عن تذکار ذنبک و ابکہ ✤ بدمع یضاہی لو بل حال مصابہ ✤ و مثل یعینک الحمام
و وقعہ ✤ و روعہ لقاہ بغلم صابہ ✤ یعنی از یاد گناہ غافل مشو و گریہ کن بر گناہ یاشکی
کہ مانند باران است در نزول و صورت شکر کہ پیش چشم خود بدارد و واقع شدن او
و خوف بر خورد او و انصب العین خود ساز پوشیدہ نماند کہ در بیت ثانی میم مغلم یا لفظ
صابہ ترکیب یافتہ و با لفظ مصابہ کہ عجز بیت اول واقع شدہ متجانس است و اگر ہر دو
لفظ متجانس در ہیئات حروف مختلف و در نوع و عدد و ترتیب متفق باشند
آنرا تجنیس محرف نامند چنانچہ درین بیت فغانی بیت از کوئے
تو چون باد بر آشفتم و رفتم ✤ گروی زدل و عیان رفتم و رفتم ✤ و درین بیت
حکیم سنائی کہ در منقبت سیدا وصیا علیہ السلام گفتہ بیت محرم او بود
کعبۂ جانرا ✤ محرم او بود سر قرآنرا ✤ اگر اختلاف در عدد حروف باشد یعنی یکے
ازان دو لفظ بحرفی زیادہ بود حرف زائد یا در اول کلمہ خواہد بود یا در وسط یا در

آخر آنرا تجنیس ناقص و زائد نیز نامند اما مثال آنکه در اول بود این بیت سلمان ساوجی
بیت با شکوه کوه حلمت ابر گریان بر جبال ✤ با وجود جودت برق خندان
بر سحاب ✤ و مثال آنکه در وسط بود این بیت خاقانی بیت صبح رشرق چو
کرد برق نور آشکار ✤ خنده زد اندر هوا برق و ترق وار ✤ و در این بیت حکیم
ارزقی بیت ز شهر فتنه بگریز و چو طیره مپیشی ✤ به تنگ متاب یزدچو طره بفشانی
✤ و مثال آنکه در آخر بود این بیت حکیم سنائی بیت خال ما داد و بهر دنیا را
ز بهر نور چشم زهر ازا ✤ و در این بیت طالب آملی بیت کفر است در طریقت
ما کینه داشتن ✤ آئین ما است سینه چو آئینه داشتن ✤ و این نوع را تجنیس مطرف نیز
نامند و شعرا این نوع را زائد بدو حرف نیز آورده اند و در تصور آن زائد در آخر
کلمه خواهد بود لاغیر چنانچه در این بیت خاقانی بیت قاهر کفار و باج از قاهره خواسته
✤ دامنش اشرار و گرد از دامنان انگیخته ✤ و در این بیت سنائی بیت اگر میان
یم اندر صدف ندیدستی ✤ نگاه کن قلم او در آن مجسته یمین ✤ و این نوع را تجنیس مذیل
خوانند اما اگر آن دو لفظ متجانس در نوع حروف مختلف باشند پس اگر آن
دو حرف مختلف را قرب مخرج باهم باشد آنرا اجناس مضارع گویند و اگر بعد مخرج بود
اجناس لاحق نامند و این هر دو قسم نیز از سه حال بیرون نخواهد بود زیرا که وقوع آن دو حرف
مختلف یا در اول کلمه خواهد بود یا در وسط یا در آخر اما مثال هر سه قسم اجناس مضارع بدین وجه
است در اول نجوینی و بین کنی لیل و امش و طریق طاس در وسط نحو قوله عز و جل و هم ینهون

عنہ ونیا دون عنہ ودر اخر نحو قولہ انجیز مقودہ بواصی الخیل ودر فارسی چنانچہ درین ابیات
مولوی جامی **بیت** جامی از ترہا ست بستہ زبان ۔ سخن از طرہات میگوید ۔ **بیت**
سایست ہر کہ نیست او ساہی است ۔ عیبست ہر کہ نیست او داہی ست ۔ **ولہ** ہر چہ باشد
دربار در طریق ستاد ۔ راہ میزند مطرب راہ میدہد ساقی ۔ **حکیم سنائی بیت** باطن
تو حقیقت دل تست ۔ ہر چہ جز باطن تو باطل تست ۔ امامثال سہ قسم جناس لاحق
فی الاول کقولہ تعالی ویل لکل ہمزۃ لمزۃ وفی الوسط قولہ تعالی وانہ لحب الخیر لشدید
وانہ علی ذلک لشہید وفی الاخر نحو قولہ عزوجل فاذا جاءہم امر من الامن او الخوف ودر فارسی
چنانچہ درین ابیات ابو الفرج رونی **بیت** کار تو عز داد و مار تو حق ۔ عرش تو تاج داد و فرش تو گاہ ۔ خاقانی **بیت** در روی من ز غمزہ کمانہا کشیدہ اند ۔ بر جان من ز طرہ کمینہا گشادہ اند ۔ شیخ نظامی **بیت** دل من ہست زین بازار بیزار ۔ قسم
خواہی بداد آر دیدہ دار ۔ فقیر **بیت** بزم و رزم چو خصمت آراید ۔ دل کبابش
شود و شراب شرار ۔ اما اگر دو لفظ متجانس در ترتیب حروف مختلف باشند آنرا تجنیس قلب
نامند واین بر دو نوع می آید **قلب کل و قلب بعض** قلب کل آنست کہ
حروف کلمہ بہ ترتیب معکوب گردد کقولہ حسامہ فتح لاولیائہ حتف لاعدائہ وچنانچہ درین
بیت فقیر **بیت** مرد حق او دم ز رہ نبرد ۔ رام او را نمی گزد این مار ۔ قلب بعض
آنست کہ حروف کلمہ نا مرتب معکوب شود کقولہ اللہم استر عوراتنا وآمن روعاتنا و
چنانچہ درین دو بیت حکیم سنائی کہ در منقبت شاہ اولیا گفتہ **بیت** ہمہ سادات ازین در محرم

ہمہ نامحرمان زو محرم شہر کہ از صہبر بدرہ پردہ خلق را خصم خویش ناکردہ و جامع تجنیس لاید
وقلب است این بیت خاقانی بیت ادراست طریق بت شکستن ۔ ازار ازرد کستن ۔
واگر یکی آید و لفظ تجنیس قلب بود اول بیت و یکی در آخر بیت واقع شود آنرا مقلوب مجنح خوانند شعر
انوار الندی ۔ من کفہ فی کل حال جنانچہ درین بیت فقیر بیت تمام شد دل ان بیت طراز البشر
افسوس کہ است و نقش ما نہ و نوعی از تجنیس قلب آنست کہ چون حروف تمام بیت را بترتیب قلب
کنند ہمان بیت حاصل شود و این را مقلوب مستوی نامند و این بر سہ گونہ است یکی آنکہ از قلب
بیت مصرع دیگرش حاصل آید کقولہ شعر انا الالہ شلالا انا را ۔ بیت مذکور از بحر تقارب مربع
است دوم آنکہ از قلب ہم مصرع ہمان مصرع بعینہ حاصل شود چنانچہ درین بیت امیر سر و بیت شکر
بہ ترا زدی و زارت بر کش ۔ شود ہمرہ بلبل لب بر مہوش ۔ سوم آنکہ از قلب تمام بیت
حاصل آید کقولہ شعر مودتہ دوم لکل ہول ۔ ہول کل مودتہ دوم ۔ و در کلام ربانی نیز واقع
شدہ در یک فکر فکل فی فلک و گویند شخصی یکی از افاضل گفت کہ
کلامی یافتہ ام کہ مقلوب مستوی و آن اینست کہ مراد نوی دام آن فاضل فی الحال دیدہ
گفت برایدیار و این نیز مقلوب مستوی است و دو متجانس از ہر نوع تجنیس کہ باشد
چون پہلوی ہم بیارند آنرا تجنیس مکرر و مزدوج و مردد نامند کقولہ تعالے
جیتک من بہا بنبیا و قولہم من طلب شیا وجد وجد ۔ من قرع بابا ولج ولج
وچنانچہ درین بیت ثنائی بیت در رکوع و سجود وجود او کرد ۔ در قیام و قعود
عود او کرد ۔ حکیم اسدی بیت ہمی لعبد باد لبر و جام جم ۔ کہ روزی نشد از دلش کام کم

خاقانی بیت مرا کشف کنون است لغات ازین منزل ۞ مرا مقرر شد الالفاظ
النصین منشا ۞ وحکیم قطران ترکیب بندی گفته که تمام بیاتش مشتمل بر
ازانجا است بیت الله سرخی یافته قسم از تو هنگام بهار ۞ آبی از رخسن یافته زردی
دوم بمعنی بهره است چون و لفظ در صورت کتابت موافق باشند آنرا تجنیس خط نامند کقوله
و هو لطیعتی و لیستقین و اذا مرضت فهو یشفین و قوله علیکم بالابکار فانهن اشجع و اقل خبا و چنانچه
درین ابیات سنای الظلم خلق او زیر این سر اپرده ۞ زخمها خورده زخمها کرده ۞ جسمها چشمها زدیده
۞ سمعها شمعها گفتار نیل ۞ و ملحق بتجنیس است اشتقاق و شبه اشتقاق اما اشتقاق آنست
که دو لفظ از یک ماده مشتق باشند و اصول حروف هر دو موافق هم باشد و در اصل معنی متفق کقوله
سبحانه فاقم وجهک للدین القیم لفظ اقم و قیم مشتق اند از قام یقوم و چنانچه درین بیت سنای
و او حق تسبیر اینجهان همه را اینجز فطامست نداد و فاطمه را لفظ فاطمه مشتق از فطام است
و درین بیت خاقانی بیت چندکوی کز وصلش نشکیبان نشکیبم و لعان نشکیبند
و له مشتی خسیس سیرت که اهل سخن نبینند ۞ با من قران کنند و قرینان من نبینند ۞ و شبه اشتقاق
آنست که آن هر دو لفظ را مشابه یکدیگر باشند اما ماده هر یک جدا بود کقوله تعالی قال انی لعملکم
من القالین ای من المبغضین و لفظ قال از قوال است و قالین از قلی بمعنی بغض و چنانچه
درین بیت خاقانی بیت خصم الهام کی چون سکندر ۞ لشکر کشد و جهان گشاید ۞
و درین بیت عنصری بیت گر تو بسی زنافت و فرخ ۞ از ره طاعت خدای
مشتاب ۞ و نوعی از تجنیس است که با شماره حاصل آید و از لفظ ظاهر نشود کقوله

شعر حلقت لحیته موسی باسمه ... وبهارون لواما قلبا یعنی تراشیده شد ریش
موسی نام شخصی بسم او وهارون مقلوب نوره باشد واسم موسی استره مراد است واین تخمیس تا مست
وهارون ونوره تخمیس قلب فافهم ... والمجزی علی الصدر تعریف این صنعت وگفتن بعضی از مصطلحات
عروض موقوف است بیاید دانست که در اصطلاح عروضیان جزو اول را از مصرع اول بیت صدر
گویند وجزو آخرش را عروض نامند وجزو اول از مصرع ثانی ابتداء وجزو آخرش را ضرب عجز خوانند
واجزای سطر دوم مصرع بالا حشو گویند پس گوییم که این صنعت بر چهار قسم می آید وهر قسمی متنوع بسه
نوع میگردد اما قسم اول آنست که در صدر بیت لفظی که مذکور شود وعجز نیز اعاده آن نمایند
واین اعاده بسه نوع متصور است یکی آنکه همان لفظ در صدر مذکور شده در عجز نیز بعینه مذکور گردد دوم
آنکه در عجز بطریق تجنیس ذکر نمایند سوم آنکه بطریق اشتقاق یا شبه اشتقاق در عجز مذکور سازند مثال
نوع اول از قسم اول کقوله شعر سریع الی ابن العم یلطم وجهه ... وليس الی داعی الندی بسریع یعنی
ور طپانچه زدن بر روی پسر عم خود شتاب دارد ولیکن سوی سائل که خواهد عطا است
شتاب ندارد وچنانچه درین بیت مسعود سعد بیت شیدا شده ام چیز دگر نیست مرا ... زلف بر من شیدا بمثال نوع دوم از قسم اول کقوله شعر دعانی من ملامکما سفاها
فداعی الشوق قبلکما دعانی ... دعانی اول صیغه تثنیه امر حاضر است بمعنی هر دو کانی دعانی
دوم مشتق از دعوت است ومعنی بیت این است که بگذارید مرا ای دو ملامت گر از
ملامت کردن ما که از روی سفه است وداعی شوق مرا پیش از شما دعوت کرده است
چنانچه درین بیت امیر خسرو بیت جان سپر ساخته ام ناوک مژگان ترا ...

بلغا تہا ۔ فائف البلابل یا حتساء بلابل بفتح اول جمع بلبل است و ثانی جمع بلبال
بمعنی خمر و اندوہ و ہمات جمع بلبلۃ بضم بمعنی ابریق شراب و معنی بیت این است کہ چون بلبلان
فصاحت نمایند بلغات جمع فضی غمہا را کین بر نجین شراب از صراحی خیابانہ زین بیت ملمع
یوسف است بازار کنون جلوہ فروش ۔ زاہد از گوشۂ خلوت دل خود را بازار ۔ مثال نوع ثالث
از قسم دوم چنانچہ درین بیت امرء القیس شعر ذا المرء لم یحزن علیہ لسانہ ۔ فلیس علی شی
سواہ یحزن ۔ یعنی ہر کاہ مرد محزون ضابط زبان خود نباشد بہیچ چیز ہای دیگر ہم خازن
و ضابط نخواہد بود و لفظ یحزن و حزان از مشتقات است و درین بیت قصیر بیت زیبا
بستہ را دستی است کار دہان نکتہ گیران را ببندد ۔ لفظ بستہ و ببند و انیک یاد مشق است
اما قسم سوم از رد العجز علی الصدر آنست کہ لفظی کہ در عروض واقع شود در عجز تکرار کنند
بہمان سہ نوع یعنی بتکریر یا بتجنیس یا باشتقاق مثال تکریر چنانچہ درین بیت ابو تمام شعر
و من کان بالبیض الکواعب مغرما ۔ فما زالت البیض القواضب مغرما ۔ یعنی کسی باشد کہ بسفید
نار پستان مشتاق است و من ہمیشہ بسفید قطع کنندہ مشتاقم یعنی بشمشیر مشتاقم و در فارسی این نوع
خاصہ مطلع اشعار مرغوب است و مثال تجنیس این بیت حریری صاحب مقامات شعر ۔ قم مشغوف
بایات المثانی ۔ و مفتون بربات المثانی ۔ مثانی اول سورۂ فاتحہ و مثانی ثانی
بمعنی تارہای مزامیر است جمع مثنی و ربات نغمات است و این بیت عبد الواسع جبلی
بیت در عاشقی دو لبری ای دلبر شیرین ۔ من رنجہ چو فرہادم و تو طرفہ چو شیرین
۔ و مثال اشتقاق این بیت مختاری بیت مہلک فتنہ و منوم ظلم ۔ دولت

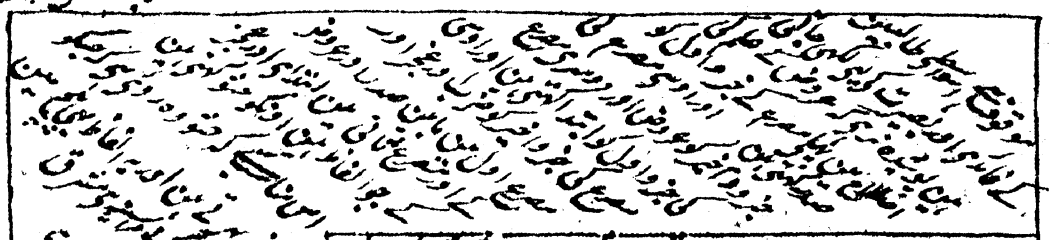
حی لایتام تو باد ✤ لفظ مشوم دیگر از مشتقات ہشتاد ما قسم چہارم از ردیف عجز علی الصدر است
کہ لفظی کہ در ابتدا یعنی جزو اول مصرع ثانی واقع شود در عجز نیز بہمان سہ نوع
کہ در اقسام صدر گذشت چنانچہ درین بیت مسعود سعد بیت فلک بجز خوبی منعلہ تراوہ
فرود کرد از سمای بدانش فرود ✤ و درین بیت ارزقی بیت من غم زبہر جان خود م اشتاز
زبہر جان ✤ آری ہموم خلق بقدر ہمم تند ✤ شعرای عجم گاہی این صنعت را در مصرع
بیت بکار میبرند و اول و آخر ہر مصرع را صدر و عجز قرار میدہند چنانچہ درین بیت ارزقی
بیت دل از ہوات نیم اگر میرہ ز دلی ✤ سر از دفات نہ پیچم چو در سر ✤ درین بیت خاقانی
بیت علی الصدا زبد و درین علی الصدا ✤ بتر از خدا و دران نیز الزوم مالا یلزم در
اصل این صنعت تعلق بقافیہ دارد و آن چنان است کہ قبل از حرف روی دیگر
وی ہست از حروف التزام حرفی معین نمایند و این را قافیہ کہ مقید بحرف قبل یا ما قبل
باشد بکار میبرند و کتاب را سجع نامند و ما لقیم فلا تقہر و ما لسائل فلا تنہر درین با
قبل از راء کہ حرف روی ہست نون و ہاء التزام نمودہ و الا تقہر را با تسخر و استمال آن نیز قافیہ
چنانچہ درین ابیات بیت شد بہ ترغ آن وحی چو مزلف سبب سیاہ ✤ بشکافت قادر جعل اللیل اسما
شعراء در تمام این غزل الف ماقبل روی التزام نمودہ الا آنجا را باید او تہما ہمال آن نیز قافیہ
شمرده شود و درین قسم و علم قافیہ مذکور شود انشاء اللہ تعالی و ازین قبیل ہست قافیہ حرفی از حروف
در کلام التزام کردن چنانچہ درین بیت عمی تذف الف لازم گرفتہ شد ✤ لولفہ رباعی
خورشید سپہر سروری ختم رسل ✤ دسلک عقل زہر خرد و کل ✤

در چشم خرد پیست رخش گلشن قدس ۵ جبریل بود در گمشش یک بیضل ۵ و ازین باب
است ذکر چیزی را در بیت یا هر مصرع لازم گرفتن چنانچه کمال اسمعیل قصیده
گفته که در هر مصرع آن لفظ مو را التزام نموده و این دو بیت ز انجاست نظم ای که از سر
موئی تو دلی اندروست ۵ یک سر موی ترا هر دو جهان نیم بهاست ۵ دهنت یک
سر موی است بهنگام سخن ۵ تا ترا موی سکافی تو در موی ببیند و کاتبی نیشاپوری
قصیده دارد که در هر مصرع آن لفظ شتر و جزء را لازم گرفته و این مطلع ازان قصیده است
بیت مرا غم است شتر بار ها بجز تن تنها ۵ شتر دلی نکنم غم کجا دهد بمن و این غیر مکرر قصیده ایست
که در هر بیتش ذکر پیش و قبل و پس و لنطک را لازم گرفته این بیت ازانجاست بیت پیش تین شاهی
و از اقبال بلندت و بیست ۵ ترپیش گردد پیشنگ ۵ تگین بگیرد ترکمک شکار و محبر سلطانی و این مثالی
لفظ سایه را در هر مصرع لازم گرفته یا عمی جون سایه نیستم هستم بی تو ۵ تو ز سایه خویشتن گستم لی تو ۵
تا سایه عمل گرفتی سر مرا چون سایه بخاک نشستم لی تو ۵ تگین خانقانی و این بیت لازم گرفته که در
مصرع ثانی بیت چهار چیز مذکور سازد نظم ۵ آمد بهر خدمت پاپش اورنگ و مسیح خضر و الیاس ۵
لبته کمان چو ساعد قدحم تگیشر و سام و زال رستم ۵ مرسوم خورش هزار یابان چون حاتم و سن و
افغان ۵ مستقی جرعه وقت جیل ۵ جیحون و فرات و جلد فیل ۵ پاسنگ هزار یکتا احسان جودی و
حرد قاف و شهلان روزی طلب آمده و مادم ۵ دیو و ملک پری و آدم ۵ در صورت جسمی آمده پاک ۵
ارواح و عقول نفس و اعراض اجسم و رضاش گشته مشهور ۵ خلد و سقر و زبانی و حور ۵ استاده لصلح
و ۵ ان یاهم ۵ آب و گل و نار و باد عالم ۵ قبیل لزوست منقوط و غیر منقوط و در قرطا

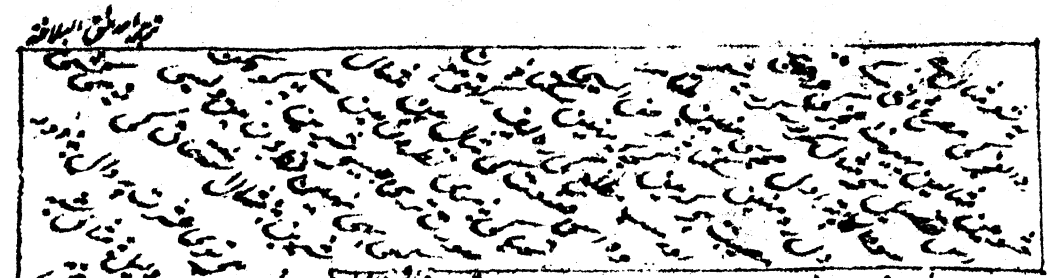
لاشرجون لمعدد قارادوخد خلقکم اطوارا ودر نظم فارسی چنانچہ درین دو بیت سنائی در نظم شیرزدن
چو ہزبر کشاوی چنگ روی بامون شدی چو پشت پلنگ پیش نیستی شیگاہ جنگ و نبرد ہمچو روم
گیا نمودی مرد و اما سجع متوازی آنست کہ کلمۂ آخر ازدو فقرۂ نثر ہم در وزن و ہم در روی متفق باشد
کقولہ سبحانہ فیہا سرر مرفوعۃ اکواب موضوعۃ و در نظم چنانچہ درین بیت سنائی بیت خیرت از تیغ او
خراب شدہ نہ میز آبش ہمہ سراب شدہ نہ و اگر جمیع الفاظ در دو فقرۂ نثر یا در مصرع نظم بر سبیل تقابل سجع
الوزن والقوافی بیارند آنرا ترصیع گویند کقولہ فہو یطبع الاسجاع بجواہر لفظہ ویقرع الاسماع بزواجر وعظہ
و در نظم چنانچہ درین بیت ابوالفرج بیت بزم و بزم قضا کوشش و قدر بخشش نہ لبزم و خرم ہوا بخش
و زمین آرام نہ و در لفظ آخر ہر دو مصرع رعایت سجع فوت شدہ بجہت آنکہ بیت مطلع نیست
المسجع موازنۃ آنست کہ کلمۂ آخر ازدو فقرۂ نثر در وزن متحد و در روی مختلف باشد کقولہ تعالی و بمارف
مصفوفۃ و زرابی مبثوثۃ و این در نظم نمی آید چہ کلمۂ آخر در نظم واجب است کہ قافیہ داشتہ باشد
و نوع از سجع موازنۃ آنست کہ جمیع الفاظ دو فقرۂ نثر یا دو مصرع نظم بر سبیل تقابل
در وزن متحد و در روی مختلف بیارند و این بمنزلۂ ترصیع است در سجع متوازی کقولہ
تعالی و آتیناہما الکتاب المستبین و ہدیناہما الصراط المستقیم و در نظم چنانچہ این بیت
خاقانی بیت رشک نظم من خود و حسان ثابت را جگر پوست نثر من زند
سحبان وائل را قفا و این دو بیت مختاری نظم نجمی بہر طریق کمالی بہر قیاس
چرخی بہر سبیل و جہانی بہر حساب نہ کوہ از سیاست تو برافتد نہ بزلہ نہ چرخ از ریاست تو
در آید باضطراب نہ و صاحب تلخیص این را ممائلہ نام کردہ و سکاکی در مفتاح العلوم

نامند چنانچه درین رباعی منعزی ربا عای شاه زمین بر آسمان داری نخست
عدد قافیه کمان داری سخت چه سبک آری گران داری لخت پری تو بدانش وجوان داری
بخت و شعرای عرب دو قافیتین شعرا را گویند که بر یکدیگر از قافیه باشند معنی دوبیت
تمام باشد این نوع در فارسی دیده نشد متن الوان عبارت از نظم است که دوبیت
یا بیشتر خوانده شود و مثنوی بحر جلال مولانا اهلی شیرازی مشتمل برین صنعت است هر بیتی
دو قافیتین آورده و در قافیه دوم رعایت تجنیس کرده و این ابیات از انجا است مثنوی
ای شده در خانه جان مسرات بخانه جان یافته زان منزلت ای شاه مهر رخ تو زین
چرخ چرخ ازان آمده در عین چرخ چشمان و جان بنده در وی حسن بنده در وی حلق
خوش و خوبی حسن بوده حق اندرو م قربان حسین یافته از عالم قربان حسین سیاول
این ابیات سریع مطوی موقوف است بر وزن مفتعلن مفتعلن فاعلان بحر دوم رمل
مسدس مقصور بر وزن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان و این بیت سلمان ساوجی در بحر
خوانده میشود و جهان بد و حرف است بیت لب تو جاری لبود خط تو مرکز لاله نشست تو حاصل
کو کب تو با خط هاله بحر اول رمل مثمن مخبون بحر دوم رمل مثمن سالم بحر سوم مجتث مثمن مخبون
قسمی تلمیح این صنعت چنانست کلام مشعر باشد بر واقعه از وقایع مشهوره یا آیتی
نمایند بر چیزی که در کتب متداوله مذکور یا نزد ارباب صنعتی از صناعات مشهور باشد
چنانچه در بیت خاقانی بیت هر که نظاره تو شد دست بریده میشود
یوسف عهدی و جهان نیم بهائی دی تو بود درین بیت اشاره نموده بقصه دست

بدین زنان مصر از مشاہدہ جمال یوسف علیہ السلام دلہ آن رہ دم کہ تو شہ زمدت طلب کنا
زان زرم کہ نام بعقبا بر آورم ۔ اینجا اشعاری نمودہ بقصیدہ بدون سمرغ زان را ۔ ولہ چر
از سموم کہ بکنہ زادہ و بار چاشتگہ ۔ دفع وبا را بام شہ یاقوت کردار آمدہ بدوین بیت اشعار
بسلسلہ طبی نمودہ و آن این است کہ یاقوت بالخاصیۃ دافع وباست **سیاق الاعداد**
و این صنعت چنان ست کہ چند چیز را بر یک سیاق در کلام ذکر کنند چنانچہ درین بیت ابو طیب
شعر الخیل و اللیل و البید تعرفنی ۔ و الحرب و الضرب و القرطاس و القلم ۔ و درین بیت انظامی
بیت غم و شادی بکار و بیم و امید ۔ شب و روز آفرین ماہ خورشید ۔ و نزد مولفین بیت
ہا مشتمل بر صنعت جمع است فافہم اما نزد شعرای عجم سیاق اعداد عبارت ازان است
کہ اعداد را بہ ترتیب یا غیر ترتیب در کلام مذکور سازند چنانچہ درین بیت خاقانی **بیت**
یک و شد از سہ حرف چار اصل و پنج شعبہ شش روز و ہفت اختر نہ قصر و ہشت منظر
مراد از سہ حرف لفظ جاہ است کہ در بیت ماقبلش ذکر کردہ و یک و شدن بمعنی مضاعف
شدن است و لہ دل ہر دو جہان سہ بار ہمود ۔ یک اہل درین میان دست تنسیق
صفات و این صنعت چنانست کہ موصوفی را باصفات متوالیہ ذکر کنند کقولہ تعالیٰ
ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر و چنانچہ
درین بیت امیر خسرو کہ در توصیف اسپ گفتہ **بیت** پای دندان تیز تک آہستہ گردن خرد
گوش ۔ سخت سم محکم تو انم سہ چنین پشت آگندہ بال لوتشیح و این صنعت چنانست کہ چون
حروف اول بیات قصیدہ یا قطعہ یا غیر آن فراہم آرند بیتی یا مصرع یا فقرہ حاصل



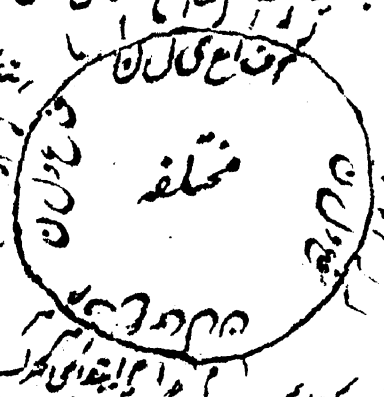
از یکدیگر حروف را واسطه داد: خرابیات نیز عبارتی یا بیاتی چند بر می آید مثل قصیدهٔ مشهور
سلمان ساوجی و اهلی شیرازی که از خود و بیتی نیستی مشتمل بر صنعتی از صنایع شعر خال نیست و ملحق
باین صنعت است مشجر و مدور و مربع و امثال آن و این از قبیل بازیچهٔ اطفال است و بایدانست
که شاعر را واجب است که چون متوجه بصناعتی لفظی شود رعایت معنی را مقدم بدارد والا شعر او مشتمل
بصنعت لفظی باشد و درجهٔ معنی در وی منحط شود مثل سگی یا خوکی است که عقد جواهر در گردن او
بسته باشند اللهم ارزقنا الخوض فی المعانی و جنبنا عن الهمل و اهدنا الصراط المستقیم بمحمد و آله
الطیبین الطاهرین المعصومین **الحدیقة الثالثة فی علم العروض** بباید دانست که شعر عبارت
است از کلام موزون مقفی که بقصد متکلم صدور یابد و بعضی قافیه را داخل تعریف شعر نکرده اند
و گفته اند که رعایت قافیه در شعر برای تحقق نفس شعر نیست بل از برای امر عارضی است مثل مطلع
بودن بیت یا قطعه یا قصیده بودن آن و سکاکی در مفتاح این قول را انکار داده و بعضی برانند که قصد متکلم
نیز در شعر لازم نیست و این قول مردود است زیرا که هیچ متکلمی در عالم نیست که گاهی کلام موزون قصد
و منثور از وی صدور نیابد پس اگر قصد متکلم معتبر باشد لازم آید که هر متکلمی را شاعر خوانند و این صحیح نیست و مدعی
این فن خلیل بن احمد است که افراد آن را از اشعار عرب تتبع نموده مقرر و در بانزده بحر ساخته و
ادعای حصر در بین او زان نموده و در از کار است چنانچه سکاکی در مفتاح میگوید
و الزیادة علیها تناوی بارفع صورت فقل للمطبع المستقیم ان یزید علیها ما شاء
و لاحاکم فی هذا الصناعة الا استقامة الطبع و ما مقدمات و مطالب این فن را
در ضمن خیابان ذکر کنیم **خیابان اول** در بیان او زان بحور و شرح اصول و ضوابط و



کرشمه‌ها بران نهاده شده باز و تازه نرم و خشان طویل و بسیط و کان و ذرا و ذکر
دل پس نغز شاد ان زخیز بعد ازان منسرح با مضارع بسریع خفیف و مجتث فرد و هوان
پس مقتضب جمیعت بحر تقارب آیین طاعه ظاهر شود صورت آن دگر آنکه مشتق بود از بدر
ز عکس تقارب بتابد آسمان شود بدانکه خلیل این بنای عروض را پایه زده بحر گذاشته دایره ازو
ابو الحسن انفش بحر مشاکز کم که مسمی متدارک ست پیدا کرده و ازین جمله بعضی از یک رکن حاصل آمده
و بعضی از دو رکن آنچه از یک رکن حاصل میشود سریع و منسرح و خزج و رمل کامل و وافر و متقارب و متدارک
ست و آنچه از دو رکن صورت می پذیرد طویل و مدید و بسیط و سریع و خفیف و مجتث
و منسرح و مضارع و مقتضب ست اما بدانکه سبب در بحر طویل بجهار فعولن مفاعیلن تمام میشود
و در بحر مدید بجهار فاعلاتن فاعلن تمام میگردد و در بحر بسیط بجهار مستفعلن فاعلن اتمام می پذیرد
و در بحر سریع بدو مستفعلن مفعولات تمام میشود و در بحر خفیف هم بدو فاعلاتن مس
تفعلن فاعلاتن تمام میگردد و در بحر منسرح بجهار مستفعلن مفعولات تمام میشود و در بحر مجتث بجهار
تفعلن فاعلاتن تمام میگردد و در بحر مضارع بجهار مفاعیلن و عروض تمام میشود
و در بحر مقتضب بجهار مفعولات مستفعلن اتمام می پذیرد و این عکس منسرح است و بر یک
ازین بحر مرکب نیز رکن است و در بحر وافر هشت مفاعلتن تمام میگردد و در بحر کامل
هشت متفاعلن اتمام می پذیرد و در بحر خزج هشت مفاعیلن تمام میشود و در بحر
رجز هشت مستفعلن تمام میگردد و در بحر رمل هشت فاعلاتن تمام می پذیرد
و در بحر متقارب هشت فعولن تمام میشود و بعد از خلیل ابو الحسن اخفش بحر متدارک

راسپیدا کرده و بیت دیرین بحر نیز به هشت فاعلن تمام میگردد و هر یک از این هشت بحر مرکب یک یک
است پوشیده نماند که هر رکن از ارکان بحور اخیر وی از بیت گویند و اتم اجزای بحور هشت اخیر و
و چنین بیت را شمن گویند و آنچه شش جزو دارد و مسدس نامند و هر چه چهار جزو دارد مربع گویند و
اشعار تازی مثلث و مثنی و موحد نیز آمده اما شعرای عجم غیر مثمن و مسدس را در استعمال نیاورده اند
و بیت مثمن و مسدس و مربع و حصه میشود و هر حصه را مصرع گویند و جزو اول از مصرع اول را صدر
خوانند و جز آخر شش را عروض نامند و جز اول از مصرع ثانی را ابتدا و جز آخر شش را ضرب و عجز نامند
و اجزای وسط هر دو مصرع را حشو گویند و حشو در مثمن و مسدس میباشد و مربع حشو ندارد و مثلث را
بعضی بمنزله مصراع اول میشمارند و جز اولش را صدر و جز و آخرش را عروض و وسطش را
حشو نامند و بعضی بمنزله مصراع دوم میگیرند و اولش را ابتداء و آخرش را عجز گویند و همچنین مثنی را
دو اعتبار کرده اند و مثنی حشو ندارد و دوار. جمله بحور سریع و خفیف مسدس الاصل است یعنی مثمن
نمی آید و مسدسی که اصلش مثمن باشد آنرا مجرد خوانند باعتبار گردن جزوی از اوتاد هر بحری
که دارد کاهش تغیری را نمی باید آنرا سالم گویند و آنچه متغیر گردد آنرا مزاحف چنانچه بجای خود
مذکور شود باید دانست که بعضی از بحور مشتق از بعضی دیگر میشود بسبب آنکه ارکان
عشره مذکوره بتقدیم و تاخیر اسباب و اوتاد در فواصل بعضی از بعضی دیگر حاصل
میشود و مثلا رکن مفاعیلن را که مرکب از وتد مجموع مقدم بر دو سبب خفیف است
چون هر دو سبب را بر وتد مقدم سازی مستفعلن میشود و اگر وتد را
میان دو سبب در آری فاعلاتن میگردد و همچنین متفاعلن را

که مرکب است از فاصله صغری مقدم بر وتد مجموع چون عکس کنی مفاعلتن ترکیب یابد
و فعولن را که وتد مجموع مقدم بر سبب خفیف است چون عکس نمائی فاعلن میشود پس بحر ملول را
که مرکب از فعولن مفاعیلن است چون زحف خفیف فعولن اخذ نمائی و وتد مجموع عش را به آخر اندازی
لن مفاعی لن فعو بر وزن فاعلاتن فاعلن می آید و این بحر مدید است و اگر از سبب خفیف و ل مفاعیلن
شروع کنی و ما قبلش را به آخر اندازی عیلن فعولن مفا بر وزن مستفعلن فاعلن میشود و این بحر
بسیط است و همچنین بحر سریع و خفیف و منسرح و مجتث و مضارع و مقتضب از یکدیگر حاصل میشود
بشرط آنکه جهاز بحر اخیر را هم مسدس اعتبار نمائی زیرا که سریع و خفیف زیاده از مسدس نمی آید
چنانچه در صدر مذکور شد پس اگر مستفعلن مستفعلن مفعولات که اصل بحر سریع است از دوم مستفعلن
آغاز کنی و مستفعلن اول را به آخر در آری مستفعلن مفعولات مستفعلن می شود و این بحر
منسرح مسدس است و اگر از سبب خفیف دوم مستفعلن ثانی شروع کنی و ما قبل را به آخر اندازی
تفعلن مفعولات مس تفعلن مس بر وزن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن
میشود و این بحر خفیف است و اگر از وتد مجموع مستفعلن ثانی بهمان
طریق ابتدا کنی علن مفعولات مستفعلن بر وزن مفاعیلن فاعلاتن
مفاعیلن میگردد و این بحر مضارع مسدس است و از اینجا ظاهر میشود
که مس تفع لن در بحر خفیف و فاع لاتن در بحر مضارع غیر مستفعلن و فاعلاتن
متصل است زیرا که تفع و فاع ذر اتفاقا که این دو بحر مقابل وتد مفروق مفعولات
می آید پس وتد مفروق باشد لاغیر و ترکیب این دو رای ترکیب مستفعلن و فاعلاتن متصل است


مختلفه

مثلاً چہار بار بنویسی و از مقطاً آغاز نمائی بحر کامل است اگر از علن شروع کنی و بگوئی
علن مفاعلتن می شود و این بحر دائر است و دایرہ این دو بحر را موتلفہ
نامند و وجہ تسمیہ اتفاق و ائتلاف ارکان است کہ ہر دو سباعی است



و بحر ہزج در جزو بہ ہمان نکتہ دائرہ است زیرا کہ اگر مفاعیلن را مثلاً چہار بار بہ خط
دایرہ بنویسی و از مفاآ آغاز نمائی بحر ہزج میشود و اگر از عیلن شروع کنی و بگوئی
عیلن مفاعیلن بر وزن مستفعلن میشود و آن بحر رجز است و اگر از لن شروع کنی
و بگوئی لن مفاعی بر وزن فاعلاتن میشود و آن بحر رمل است دائرہ
این ہر سہ بحر مسمی بہ مجتلبہ است وجہ تسمیہ جلب ارکان ز دائرہ اول است



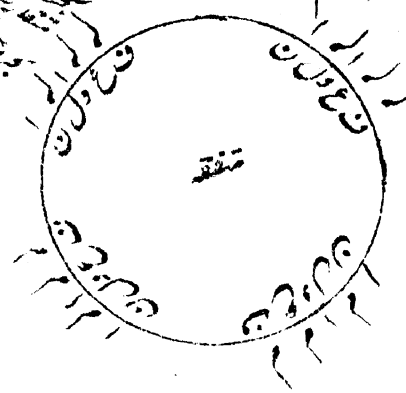
مثلاً چہار بار بنویسی و از مفاعلتن می شود و این بحر وافر است و دایرہ این دو بحر را مؤتلفہ نامند و وجہ تسمیہ ائتلاف ارکان است کہ ہر دو سباعی است



و بحر ہزج در جزو با یکدیگر دایرہ است زیرا کہ اگر مفاعیلن را مثلاً چہار بار بنویسی و از مفاعیلن شروع کنی و بگوئی عیلن مفاعیلن عیشود و آن بحر رجز است و اگر از لن شروع کنی و بگوئی لن مفاعی بروزن فاعلاتن عیشود و آن بحر رمل است دایرہ این ہر سہ بحر مسمی بمجتلبہ است و وجہ تسمیہ جلب ارکان ز دایرہ اول است



دائرہ بحر متدارک را استخراج کردہ باین طریق کہ چون چار فعولن را مثلا بر خط
دایرہ بنویسی از فعو آغاز کنی بحر متقارب ست و اگر از لن شروع نمائی و بگوئی
لن فعو بر وزن فاعلن میشود و آن بحر متدارک ست و این دائرہ را متفقہ نیز گویند
و وجہ تسمیہ متفقہ نظر بر عدم اختلاف ست از حیثیت ارکان + + + +



خیابان دوم در بیان تغیراتی کہ در ارکان بحور واقع میشود

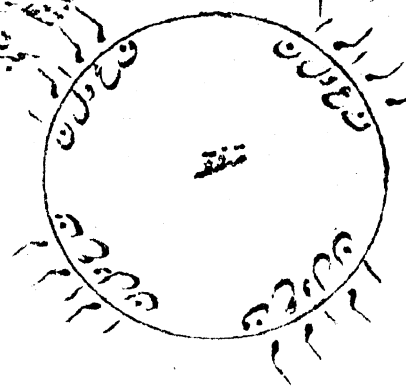
و آنرا در اصطلاح این فن زحاف خوانند و زحاف در لغت دور افتادن چیزیست از اصل
خود و سہم زحاف گویند تیری را کہ از نشان دور افتد بباید دانست کہ مدار تغییرات
ارکان بر سہ قسم ست اول آنکہ متحرکی را ساکن گردانند دوم آنکہ بعضی از حروف
رکن را کم کنند سوم آنکہ چیزی بر اصل حروف رکن بیفزایند و عدد مجموع تغیرات و زحافاتی
کہ در ارکان عشرہ واقع میشود از روی استقرا بسی و پنج میرسد و بعضی از زحافات ست و در یک
رکن مخصوص وقوع می یابد و بعضی در چند رکن می آید در اینجا بیان کنیم و ہر زحافی بکدام بحر

وبحر سریع ومسرح وخفیف ومضارع ومجتث ومقتضب ونریکد ایرہ ست اصل بحر سریع مستفعلن مستفعلن مفعولات آمدہ واگر این را بر خط دایرہ بنویسی از مستفعلن دوم آغاز کنی وبگوی مستفعلن مفعولات مستفعلن بحر مسرح مسدس میشود واگر از تفعلن شروع نمای وبگوی تفعلن مفعولات مستفعلن بروزن فاعلاتن مس تفعلن فاعلاتن میشود وآن بحر خفیف است واگر علن شروع نمائی وبگوی علن مفعولات مستفعلن ست بروزن مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن بے شود وآن بحر مضارع مسدس است واگر از مفعولات آغاز نمای وبگوی مفعولات مستفعلن مستفعلن بحر مقتضب مسدس میشود واگر نہ مفعولات آغاز نمای وبگوی مفعولات مستفعلن مستفعلن بروزن مس تفعلن فاعلاتن فاعلاتن می آید وآن بحر مجتث مسدس است باین قرار اتنتش بحر یک دائرہ حاصل آید اما شرط آنست کہ ہمہ سدالش خبر باشند ودر دائرہ این نقش بحر را مشتبہ گویند ودر تسمیہ اشتباہ مس تفعلن فاعلاتن مفصل با فاعلاتن مستفعلن متصل است ؛



اما بحر متقارب تنہا یک دائرہ دارد وآنرا منفردہ گویند وابو الحسن اخفش ازین

دائرہ بحر متدارک را استخراج کردہ باین طریق کہ چون چہار فعولن را مثلاً بر خط
دایرہ بنویسی از فعو آغاز کنی بحر متقارب ست و اگر از لن شروع نمائی و بگوئی
لن فعو بروزن فاعلن میشود آن بحر متدارک ست و این دائرہ را متفقہ نیز گویند
و وجہ تسمیہ متفقہ نظر بر عدم اختلاف ست از حیثیت ارکان + + + +



خیابان دوم در بیان تغیراتی کہ در ارکان بحور واقع میشود

و آنرا در اصطلاح این فن زحاف خوانند و زحاف در لغت دور افتادن چیزیست از اصل
خود و سہم زحاف گویند تیری را کہ از نشان دور افتد باید دانست کہ مدار تغییرات
ارکان بر سہ قسم ست اول آنکہ متحرکی را ساکن گردانند دوم آنکہ بعضی از حروف
رکن را کم کنند سوم آنکہ چیزی بر اصل حروف رکن بیفزایند و عدد مجموع تغییرات و زحافاتی
کہ در ارکان عشرہ واقع میشود از روی استقرا بسی و پنج میرسد و بعضی از زحافات ست و در یک
رکن مخصوص وقوع می یابد و بعضی در چند رکن می آید و در اینجا بیان کنیم و ہر زحافی بکدام رکن

تعلق دارد بدانکہ فیما عبارت ست از ساکن گردن تا مستفاعلن و چون عروضیان کنند
کہ بسبب جاف غیر مانوس کردہ نقل میکنند بلفظ دیگر بہمان وزن کہ مانوس باشد بنابران
مستفاعلن مضمر بمستفعلن منقول سازند و اضمار مختص بحر کامل ست و مصب عبارت ست
از ساکن نمودن لام مفاعلتن و نقل کردن آن بمفاعیلن و این اختصاص بحر وافر دارد و وقف
عبارت ست از اسکان تا مفعولات و منقول نمودن بمفعولان و این بسجلف و رسہ بحر وقوع می یابد
سریع و منسرح و مقتضب اما خبن آنست کہ ساکن را بسبب حقیقی کہ در اول کن آید قط کنند پس و فاعلن فعلن
بگیرد عین و نا علاتن متفعل فعلاتن بماند و در مستفعلن متفعل و منفعل متفعلن بماند و منقول بمفاعلن میگردد
و در مفعولات مولات اند و منقول بمفعولات شود و در رفاع لاتن منفصل خبن نمی آید بجہت آنکہ
حذف ساکن سببی ست واہیا و تد مفروق در اول کن ست بسبب خفیف پس خبن بحر رجز و رمل و مدید
و بسیط و متدارک و سریع و خفیف و مجتث و منسرح و مقتضب واقع می شود اما طی آنست کہ ساکن
چہارم را از وتد و سبب خفیف کہ در اول کن واقع شود ساقط نمایند پس مستفعلن مستعلن شود و منقول بمفتعلن
گردد و مفعولات مفعلات گردد و منقول بفاعلات شود و این جاف در بحر بسیط و رجز و سریع و منسرح و مقتضب
می آید و در بحر خفیف و مجتث نمی آید بجہت آنکہ مس تقع لن در بینجا منفصل است ساکن چہارم از وا
وتد مفروق است نہ از سبب اما کف عبارت است از اسقاط ساکن ہفتم سببی در پس مفاعیلن
مفاعیل و فاعلاتن متفصلن و متصل فاعلات بضم آخر بیا بماند بنقل و این جاف در بحر
طویل و مدید و سریع و رمل و خفیف و مجتث و مضارع واقع میشود اما قبض اسقاط ساکن پنجم
سببی را گویند پس مفاعیلن مفاعلن و فعولن فعول بضم لام میماند و این جاف در بحر طویل و مدید و سریع متقارب

و مضارع وقوع می یابد اما تشعیث عبارت ست از اسقاط متحرک وتد مجموع
فاعلاتن و در اسقاط متحرک مذکور اختلاف کرده اند بعضی بر انند که عین ساقط میشود
و بعضی بران که لام و بعضی گفته اند که ساکن وتد مجموع که الف ست ساقط شود
ماقبل او ساکن میگردد و در صورت اول فاعلاتن در دوم فاعاتن و در سوم فاعلتن
بسکون لام میماند و در هر سه صورت منقول بمفعولن میگردد و این زحاف
در بحر مدید و خفیف و رمل و مجتث می آید و در مضارع نمی آید بجهت آنکه در انجا
وتد مفروق ست نه وتد مجموع اما قصر آنست که ساکن سببی را از آخر رکن بیندازند
و ماقبل او را ساکن سازند پس در مفاعیلن مفاعیل و در فاعلاتن متفعل و منفعل
لا علات و در فعولن فعول و در مس تفع لن منفعل متفعل میماند و این را بمفعولن
نقل میکنند و باقی را بحال خود میگذارند و قصر در بحر طویل و مدید و هزج و رمل
و متقارب و مضارع و خفیف و مجتث می آید اما قطع آنست که ساکن وتد مجموع را
که در آخر رکن باشد بیندازند و ماقبل او را ساکن نمایند پس در مستفعلن متفعل ماند
و منقول بمفعولن شود و در فاعلن فاعل منقول بفعلن بسکون عین و در متفاعلن متفاعل
منقول بفعلاتن و قطع در فاعلاتن چنانست که سبب خفیف آخرش بیندازند
و ساکن وتد مجموعش اسقاط نموده ماقبل او را ساکن کنند و در نیصورت نیز فاعل
بسکون لام میماند و منقول بفعلن میشود و این زحاف در بحر جز و کامل و رمل و هزج
و بسیط و مدید و سریع و خفیف و مقتضب و قریب میاید و در مضارع بعلت وتد مفروق

واقع نمیشود و در خفیف و مجتث و قوم قطع در فاعلاتن خواهد بود نه در مس تفع لن
منفصل اما وقص آنست که متفاعلن مضمر را نهین کنند یعنی تا ساکن او را بیندازند
در نصوص بمستفعلن مخبون شبیه میشود و منقول بفاعلن میگردد و این حاف اختصاص
بحر کامل دارد اما عقل آنست که مفاعلتن مصوب را قبض کنند یعنی تا ساکن او را بیندازند
در نصوص مثل مفاعیلن مقبوض میشود و منقول بفاعلن میگردد و این مختص بحر
وافر است اما نقص آنست که متفاعلن مضمر را مطوی کنند یعنی چهارم ساکن او را اسقاط
نمایند درین حال متفعلن میماند و منقول مفتعلن میگردد و این نیز خاصه بحر کامل است
اما کسف پس ین جمله آنست که وقف کنند در مفعولات جمع کنند یعنی تای او را اول
وقف کنند بعد ازان اسقاط نمایند و کسف در بحر سریع و منسرح و مقتضب می آید و منقولش
مفعولن میشود اما شکل عبارتست از جمع میان خبن و کف در رکن فاعلاتن متصل و درین صورت
فعلات بضم تا میماند و این در بحر رمل مدید و خفیف و مجتث می آید اما در بحر مضارع مجال ندارد
و بجهت آنکه خبن در و راه نیست اما خذف آنست که سبب خفیف را از آخر رکن بیندازند پس
در فعولن فعو میماند و منقول افعل لازم شود و در مفاعیلن مضارع منقول بفعولن در فاعلاتن فاعلا
منقول انفاعلن و این حاف بحر مدید خفیف و هزج و رمل و مضارع و مجتث طویل و متقارب می آید و احذ
آنست که وتد مجموع را از آخر رکن ساقط نمایند در مستفعلن مستفع ماند و منقول لفعلن لسکون
عین شود و در متفاعلن متفاعل لفعلن بحر یک عین و فاء آن منقول بفع و آن حاف بحر بسیط و
کامل و جزء متدارک مطوی است و در بحر دیگر که مستفعلن متصل دارد نماند و در مس تفع لن منفصل

بجہت آنکہ وتد مفروق دارد اما اصلم آنست کہ وتد مفروق از مفعولات بیندازند و مفعولات بمفعل بسکون عین گردد و این بحر سریع و منسرح و مقتضب میآید و قطف عبارتست از جمع میان عصب و حذف در رکن مفاعلتن و در نصوبت مفاعل ماند و منقول بفعولن گردد و این زحاف مخصوص بحر افترست و ابتر آنست کہ حذف و قطع را در فعولن جمع کنند در نصوبت فع میماند و تبر در رکن مفاعیلن اجتماع جب و خرم ست و شرح این ہر دو عنقریب مذکور شود و این زحاف در بحر متقارب و ہزج واقع می شود

التسبیغ آنست کہ الف در سبب خفیف آخر رکن بیفزایند در نہ حالت مفاعیلن مفاعیلان و فعولن فعولان و فاعلاتن متصل و منفصل فاعلاتان منقول بفاعلیان گردد و این در ہزج و رمل و مضارع و متقارب و مدید و طویل و مجتث امکان وقوع دارد اما اذالہ آنست کہ الف وتد مجموع آخر رکن یاد کنند پس مستفعلن مستفعلان و فاعلن فاعلان و متفاعلن متفاعلان شود و این زحاف در بحر رجز و متدارک و بسیط و کامل و سریع و منسرح و مقتضب واقع میشود و در عروض و ضرب شیر وقوع می یابد و حشو کمتر و در صدر و ابتدا ممنوع اما ترفیل آنست کہ سبب خفیف در وتد مجموع آخر رکن بیفزایند پس مستفعلن مستفعلاتن شود و فاعلن فاعلاتن و متفاعلن متفاعلاتن و این زحاف در اشعار فارسی نادر الوقوع است اما جدع عبارت از ہمہ آنست کہ ہر دو سبب خفیف از رکن مفعولات بیندازند و تا ماد اساکن کنند لات ماند و منقول بفاع شود و چون الف فاع ساقط کنند فع میماند و آنرا مخور خوانند و این بحر سریع و منسرح و مقتضب تعلق دارد اما جب بالفتح آنست کہ ہر دو سبب از رکن مفاعیلن بیندازند در نصوبت مفا میماند و منقول بمفعل بسکون لام میشود و این در غیر بحر ہزج می آید اما خرم عبارتست از اسقاط متحرک اول از وتد مجموعی کہ در صدر

رکن واقع شود و این حاف در ہر موضعی کہ باشد متبادر آن موضع می باید وقوع این اکثر در صدر
و ابتدا میباشد اما اگر فعولن را خرم کنند بی تغییر دیگر ان را اثلم گویند اگر قبض را با خرم در فعولن
جمع نمایند اثرم پدید شود صورت اول صولن منقول الفعلن بسکون عین میشود و صورت
دوم عول بضم لام میماند و منقول الفعل میگردد و چون سباعی فاصله دار را کہ مقاعلتن باشد
خرم کنند فقط آنرا عصب گویند و اگر خرم را با عصب در جمع نمایند قصم نامند و در ینحالت
فاعلتن بسکون لام میشود و منقول بفعولن میگردد و اگر عقل را با خرم در جمع سازند ظاجم گویند
درین صورت فاعلن میماند و سباعی غیر فاصله دار را کہ وتد مجموع در او باشد چون خرم
کنند فقط اخرم نامند و چنین سباعی نیست مگر مفاعیلن و در صورت خرم مفاعیل میماند
و منقول بفعولن میگردد و چون خرم را با قبض در جمع کنند اشتر خوانند و در ینحال
فاعلن میماند و چون خرم را با کف در جمع سازند اخرب گویند بنا بر مجموعہ در او معمله
و در ینصورت فاعیل بضم لام میماند و منقول بفعول بضم لام میگردد و چون جبب را با خرم
در جمع نمایند اجتر نامند و در ینحال فا میماند و منقول بفع میگردد و وقوع این
زحاف در بحر متقارب طویل و مہزج و وافر و مضارع ست و اجتماع خذف و قصر او در مفاعیلن
اہتم گویند در ینصورت مفاع میماند و منقول بمفعول میگردد و چون خرم را با ہتم جمع کنند فاع
میماند و نیست بیان تغییرات افاعیل بر سبیل استیفا و استقصا پوشیدہ نماند کہ گاہی میباید حرف
رکنی از ارکان معاقبہ واقع میشود و گاہی مراقبہ اما معاقبہ آنست کہ سقوط آن ہر دو حرف
معاجا تزنباشد و مراقبہ آنست کہ سقوط ہر دو معاجا تزباشد نہ بثبوت ہر دو معاجا تز

بود و در ذکر بحور و اشکله آن اشارت برین هر دو در مواقع کرده آید **خیابان سوم**
در بیان کیفیت تقطیع اشعار فارسی و شرح قواعد آن باید دانست که تقطیع در لغت
پاره پاره کردن چیزیست و در اصطلاح عروض آنست که اجزای بیت را از هر بحری که باشد
با اجزای ارکان آن بحر بسنجند بطریقی که متحرک در برابر متحرک و ساکن در برابر ساکن باید
و اتفاق در نوع حرکت لازم نیست و در تقطیع حروف ملفوظه معتبرست نه مکتوبه چنانچه الف
ممدوده بجای دو حرف محسوب میشود مثل آدم بر وزن فعلن بسکون عین و واو و که بیک واو
مینویسند در تقطیع بدو واو حساب میکنند و گاهی حرکت را بجای حرف و گاهی حرف را
بجای حرکت و بشمار ند و اتفاق میکنند چنانچه در وسط مصرع واقع شود پس اگر ساکن اول حرف
مدود ساکن دوم و نه نون او در تقطیع ساقط میمانند و اگر غیر نونست آنرا متحرک میسازند
و مثال هر دو اینها از بن بیت معلوم میشود **حکیم اسدی** ز شوق لبش خون بخورد دل من
دو تا گشته زلفش همی بر دل من تقطیعش چنین کند ز شوق لبش خون بخورد دل من
دو تا گشته زلفش همی بر دل من یعنی فعولن فعولن فعولن فعولن و بعضی فعولن فعولن
فعولن فعولن و دل مفعول و ناگشته زلفش معورم همی فعولن فعولن دل فعل و بعضی از قدما ساکن دوم را
که در وسط مصرع باید اگرچه غیر حرف مد باشد نیز ساقط میمانند چنانچه در کلام فردوسی شیخ عطار
قدس سره یافته میشود اما متاخرین این را نمی پسندند و مولانا نظامی در ساقی نامه بیتی این چنین بآب
آورده و مورد طعن شده **بیت** مذکوره اینست ۵ بدستم ده آن شربت یاقوت ابا که ساعم علاج عقل
فرتوت را بجیم علاج را بضرورت در تقطیع قطع باید کرد و بایت موزون شود و اما اگر دو ساکن آخر مصرع جمع
شوند هر دو را بحال میگذارند خواه آن دو ساکن نون بعد از حرف مد باشد خواه غیر آن چنانچه در بیت

خیابان چہارم

فصل کلام خیابان چہارم

ان مطالب کو ہم اپنے پانچ فصل

میں بیان کرتے ہیں اور ہر

فصل کا نام خیابان رکھتے ہیں

پہلا خیابان

بحور اور دوایر کے بیان میں

ہوتی ہے اور دس وزن کو بحر کہتے ہیں

یہ پیشہ ور کی کثیت جس وزن پر

کیونکہ بحر بمعنی دریا کے ہے اور چونکہ دریا

میں بہت موتی ہوتے ہیں بحر کی بھی زحافوں کی

واقع ہونے کی بہت شبہ حاصل ہوتی ہے

چنانچہ حال زحاف کا اور بحر کا بعونہ تعالیٰ

مفصل آویگا اور بحر جن لفظوں سے مرکب ہوتا ہے

اون لفظوں کو اصول اور ارکان اور اوتاد

اور تفاعیل اور مفاعیل اور افاعیل

اور امثال اور اجزا اور سواہن اور مثل

عروض کہتے ہیں اور ارکان دس ہیں اور اوزان

اونیس ہیں پانچ حرف کے اور آٹھ سات حرف کے

پانچ حرف کے یہ ہیں فعولن

انوری ؎ غلط راست شد حکمت بر در سمو پیدا است عزت بر سر چون پ تقطیع ہر دو

مصرع مقدم صلن مفاعیلن مفاعیل میشود و چون سہ ساکن جمع شوند مثل لفظ سوخت و بیت مذکور در نہ صورت

یکی را از اخیرین ساقط کنند و یکی را متحرک سازند و اول را بحال گذارند و این جای ست کہ اجتماع

سہ ساکن در وسط مصرع باشد اما اگر در آخر مصرع سہ ساکن پیاپی یکی را ساقط و باقی را بحال گذارند چنانچہ

در این بیت حافظ ؎ این پیک نامہ کہ رسید از دیار دوست جانا در دحر زجان خط مشکبار دوست

تقطیعش مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات میشود و الف وصل آخر ملفوظ نشود در تقطیع ساقط میشود چنانچہ

در این بیت ولہ ؎ من از زبیگانگان ہرگز نیالم کہ ہین ہرچہ کند آن آشنا کند و ہر چہ ملفوظ شود ساقط

نمیگردد چنانچہ در این مصرع ؎ من از ازل دل و جان بندہ جانانہ شدم بلہ ہای کہ در چہ ساقط میشود و ہای

گریہ و خندہ در فتہ و مانند آن گاہی ساقط و گاہی بجای بکجز و گاہی بجاد و حرف می آید مثال ہر سہ این بیت

است فقیر ؎ کشتہ لعل لب جانانہ ام ز ابجوان بر شد پیمانہ ام پ در این بیت ہای کشتہ بجاد و حرف تقطیع

می آید ہای جانانہ ساقط و ہای افتادہ در حساب بکجز تقطیعش چنین ست کشتہ لعل و علاتن ہے لب جانا علاتن

نان ام فاعلن ز ابجوان فاعلاتن ہ بر شد پیمانہ ام فاعلن و اخطاب و خوانخوار خوشخوار شدہ مانند آن ساقط

میشود و ہمچنین واو نیز بوجود و اصلف در جائیکہ ملفوظ نشود ساقط است و حرف مشدد قائم مقام او و ہست بلہ بلہ تلفظ

آید در تقطیع ساقط نمیگردد خیابان چہارم در تفصیل اوزان بحور و اشلہ آن بباید دانست کہ ہر بحر

کہ زحاف در ارکان او راہ نیابد تمام سالم گویند و اگر زحاف داشتہ باشد مضرع خوانند و بحور بسبب زحافات

متنوع بانواع متعددہ و متشکل باشکال مختلفہ میگردد و ما از نجملہ آنچہ میان شعرای عجم متداول است

بتفصیل مذکور سازیم پوشیدہ نماند کہ بحور دائرہ مختلفہ و متوسطہ را قدمای فصحاے

عجم اصلا استعمال نکرده اند و از متاخرین اول مولوی جامی در بحر کامل شعر فارسی گفته و از
باز این بحر در شعر عجم شیوع یافته و بحور سته دائره دیگر درمیان اینها شایع مستعمل است
مگر بحر مقتضب از دائره مشتبه که آنرا نیز بندرت آورده اند و مقصود از شیوع و استعمال کثرت
است پس اگر کسی بطریق ندرت نشاند در بحور مترکه مذکوره شعر گفته باشد حکم بر مستعمل
بودن آن نمیتوان کرد و مثل این غزل که در بحر بسیط گفته شده فقیر آنینه دم زند که از صفای
تو + آب شود ز شرم من پیش لقای تو و بیت مذکور از بحر بسیط مثمن مطوی مخبون مقطوع است
در رکن مستفعلن مطوی و فاعلن مخبون مقطوع آمده و مثل این بیت که در بحر طویل سالم
گفته ام ای زهی بر جمال تو جهانی تماشائی + ز لعل می الودت نظر مست شد بینوائی پس
بحوریکه نزد شعرای عجم متروک بسیار طویل و مدید بسیط و وافر و مقتضب است و مستعمل نشان هزج
و رجز و رمل و سریع و خفیف و مجتث و مضارع و منسرح و مدارک و متقارب است و بحر کامل را
غیر از سالم در فارسی نیاورده اند بنابر زحافات اوراد در اجزاء بیت رای طریقه شعرای عجم
گذشته چنانچه در هر موضع اشاره بآن کرده شود و باین سبب اوزان اینها و اکثر جاها غیر اوزان بحور است و بعضی
جاها مطابق بحور هزج شعرای عرب این بحر را مسدس و مربع استعمال کرده اند و صحیح عجم متمن مسدس
آورده اند و متمن سالم و مزاحف نیز می آیند اما مسدس سالم نمی آیند و عروض و ضرب این بحر را
زیاده بر سه قسم نیاورده اند سالم یا مقصور یا محذوف مگر درین اوزان باعی چنانچه بجای خود
مذکور شود اما در صدر و ابتداء حشو آن زحافات بسیار می آید و اوزان بسیار ازین
حاصل می شود هزج متمن سالم خاقانی گوید شعر ز اشک من چو هر سنگر ریزد است

پنهانی ✤ که همت را نشوئی است باز انو پیشانی ✤ تقطیعش بیاری آش مفاعیلن
کمن بشنو مفاعیلن شکر ریزش مفاعیلن تو پنهانی مفاعیلن اخرب مکفوف محذوف خاقانی گوید ✤ و دیگر جمیع ارکان
سالم آنچ هشتمن اخرب مکفوف محذوف خاقانی گوید ✤ و دیگر مراست
بهم نفرد تم اگر عافیتش صرف ها هم نفرد تم ✤ بروزن مفعول مفاعیل مفاعیل
فعولن در بحر صدر و ابتدا اخرب عروض و ضرب مجذوف و حشو مکفوف است مثمن
اخرب ✤ گفتی که بخاقانی دیگر نکشم باز بخشود نیم والله توبت است اگر م
بخشد ✤ بروزن مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن و در بحر صدر و ابتدا اخرب عروض
و ضرب سالم و حشو یک رکن اخرب و یک رکن سالم آمده هزج مثمن اشتر ✤ وقت یاران غنیمت دان
هر قدر که بتوانی ✤ حاصل از حیات ایجان این دم است دانی ✤ بروزن فاعلن
مفاعیلن چهار بار است و در بحر صدر و ابتدا اشتر و عروض و ضرب سالم و حشو یک جزو
اشتر و یک جزو سالم آمده هزج مثمن مقصور محذوف مولوی رومی قدس سره فرماید
✤ زهی باغ زهی باغ که بشگفت بالا ✤ زهی صدر زهی بدر تبارک الله تعالی ✤ و بحر
همه اجزا مقصور آمده مگر عروض ضرب که محذوف و جزو ما قبل ضرب مکفوف است و قدما در بحر
هزج مثمن در رباعی مذکور شود و هزج مسدس مقصور شیخ نظامی گوید
✤ سخن گوهر شد و گوینده غواص ✤ بسختی در کف آید گوهر خاص ✤ بروزن
مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن و درین وزن اختلاف عروض ضرب در قصر و حذف
جائز است هزج مسدس اخرب مقبوض مسبغ خاقانی گوید ✤ هر غم که رو

آسمان حشر کرده بهست ۞ غوغا بدر دل من آورده بهست ۞ بروزن مفعول مفاعلن مفاعیلن

و درینجا صدر و ابتدا اخرب و عروض و ضرب مسبغ و حشو مقبوض آمده و گاهی درین وزن

زحاف تغییری یابد چنانچه درین بیت و له باد انش من بسباحت دهر آرے ۞ دانش

بکر بهتر و هنر مرد بهست ۞ درینجا صدر اخرب و ابتدا محذوف و عروض سالم و ضرب مسبغ آمده و

حشو مصرع اول مثل بیت سابق و حشو مصرع دوم اشتر است بنرج مسدس اخرب

مکفوف انوری گوید ۞ تا کار کس آن نیست که او خواهد ۞ کارت همه آن باید

آن خواهی ۞ بروزن مفعول مفاعیل مفاعیلن درین وزن اگر حشو را جائی مکفوف

و جائی مقصور آرند جائز است بنرج مسدس اخرب مقبوض انوری گوید ۞

چندانکه مروت بهست و دادن و در نا ستدن هزار چندانست ۞ هر دو مصرع بروزن

مفعول مفاعلن مفاعیلن می آید و ضرب درین مسبغ است بنرج مسدس اخرب

مقبوض محذوف شیخ نظامی بیت از چهره و زلف پر شکنجت ۞ در دامن

از دو ها شکنجت ۞ بروزن مفعول مفاعلن فعولن و اینجا صدر و ابتدا اخرب و

عروض و ضرب محذوف و حشو مقبوض بهست و درین وزن حشو را بین حاف یجائی یکبار

می آید چنانچه درین بیت انوری گوید ۞ ای زرین نعل آبنین سم ۞ ای سیمین گوش

خیز ران دم ۞ بروزن مفعولن فاعلن فعولن بیشود و درینجا صدر و ابتدا اخرم و عروض و

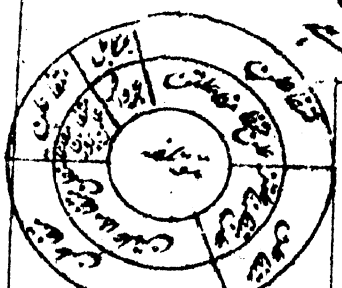
ضرب محذوف و حشو اشتر آمده و درین بیت جامی گوید ۞ ای خاک تو تاج سربلندان

محبون تو عقل هوشمندان ۞ اینجا عروض و ضرب مقصور و باقی مثل بیت اول است

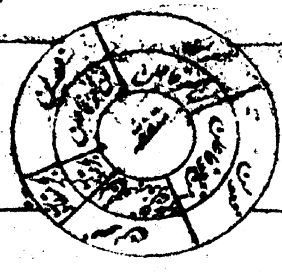
و درین بیت فقیر شیرین کاری کند چو بنیاد + صد مزدور آورد چو فرہاد + اینجا عروض و ضرب مقصور و باقی مطابق بیت دوم است و کلیہ درین وزن اینست کہ اگر صدر و ابتدا اخرب آید حشوش مقبوض خواہد بود و اگر اخرم آید حشوش اشتر خواہد بود لاغیر و عروض و ضرب یا مقصور خواہد آمد یا محذوف و این اختلاف زحاف را عوام سکتہ شعر گویند بحر رجز و این بحر را فصحاے عجم اکثر مثمن سالم استعمال کردہ اند بخلاف شعراے عرب کہ مثمن کمتر آوردہ اند و مسدس و مربع و مثلث و مثنی بیشتر و شعراے عجم مسدس این را ہم نیاوردہ اند و ہمچنین مزاحف آنرا غیر از مجبون و مطوی کمتر استعمال نمودہ اند رجز مثمن سالم خاقانی گوید ؎ مرغان و ماہی در وطن آسودہ اند الا کہ من + بر من جہانی مرد و زن بخشودہ اند الا کہ تو + تقطیعش مرغا مستفعلن مے در وطن مستفعلن اسود ان مستفعلن ال لاک من مستفعلن الخ و اینجا ہمہ ارکان سالم آمدہ و استاد عبد الواسع جبلی رجز مثمن سالم را مضاعف آوردہ و بر شانزدہ رکن بنا گذاشتہ و قصیدہ مسجع درین وزن گفتہ این بیت از انجاست ؎ دارم ز لبش نیز نگ او ذل چون دہان تنگ او + آہ از دل چون سنگ او و ز نار و خشم و خنگ او + تا کی چو زیر خنگ او از ری کنم در خنگ او + و ز در عارض گلرنگ او چون گل دریدہ پیرہن + رجز مثمن مطوی مخبون خاقانی گوید ؎ خانۂ دل بیکبارہ وقف غم تو کردہ ام + حد وفا ہمین بود جور زحد چہ میبری + بر وزن مستفعلن فاعلن چہار بار است و در ہر یک رکن مطوی و یکی مخبون آمدہ من ولای لغزہ و اگر خبن را بر طی مقدم آرند وزن چنین میشود ؎ فغان کنان ہمہ سحری بکوی تو میگذرم + بخویشتن نہ روم چو تو ام بیام و در نگذرم + و ز ہمین رکن سالم رجز

مثمن مطوی مولوی ۞ دم قدس سر فرماید ۞ مژده بدم زنده شدم گریه بدم خنده
شدم ✤ دولت عشق آمد من دولت پاینده شدم ✤ تقطیعش مفتعلن مفتعلن مفتعلن هاست
و در اینجا جمیع ارکان مطوی است **زحر مسدس سالم** ۞ ای از رخت ماه فلک گشته
خجل ✤ پیش قدت سرو سهی پا بگل ✤ تقطیعش فشتش مستفعلن تمام میشود
زحر مسدس مطوی ۞ در سرم ماه نیاید نفسی ✤ شکوه ازان ماه مرا هست
بسی ✤ در زنش فشتش مستفعلن تمام میگردد و خاقانی که شعرای عرب درین بحر کم
برده اند مطبوع فارسیان نبوده لهذا استعمال نکرده اند بحر رمل شعرای عرب
این بحر را مثمن نیاورده اند و فصحای عجم مثمن و مسدس آورده اند و عروض
و ضرب درین بحر نزد سخنوران عجم سالم نمی آید بلکه اکثر محذوف مقصور مقطوع
یا مشعث یا مسبغ **رمل مثمن مقصور** امیر معزی گوید ۞ تا خزان زد خیمه کافوری گون
بر گو بهسار ✤ مفرش زنگاری گون بر داشتند از مرغزار ✤ تقطیع چنین میشود تا خزان زد فاعلاتن
خیمه ای کافوری فاعلاتن گون بر فاعلاتن گو بهسار فاعلان الخ و در اینجا عروض و ضرب مقصور
و باقی اجزا سالم آمده **رمل مثمن محذوف** معزی گوید ۞ روی ماهست اگر ماه
اقدسروست اور اگر سرو دلستان لبو ✤ و در اینجا عروض و ضرب محذوف و باقی مثل بیت سابق است
رمل مثمن مشکول خاقانی گوید ۞ بغلامی تو ما را خبر از جهان آمد کو گری زلف کم کن
بزن ای علاتن چهار باست و در اینجا بکجر و مشکول و یکجر و سالم بترتیب آمده **رمل مثمن مخبون**
مقصور خواجه حافظ فرماید ۞ میکنم بر نفس از دست فغان فریاد ✤ آه اگر ناله زارم اثری

بروزن فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن و دیگر اعروض مشعث مقصور و ضرب مخبون مقصور و حشو مخبون و صدر و ابتدا سالم آمده مدین بیت بابا فغانی ؎ این که از وصل تو امید بغنچه مقصور و شگفت به گل آنست که با خار نشست ساخته اعروض مقصور و ضرب محذوف و باقی مثل بیت سابق ست **رمل مثمن مخبون مقطوع** مرزا صائب گفته ؎ عاشق از طعمهٔ اغیار چه پروا دارد آتش از سرزنش خار چه پروا دارد بتقطیع مثل بیت سابق ست مگر عروض و ضرب که مقطوع آمده بروزن فعلن یسکون عین **رمل مثمن مخبون** شیخ سعدی گوید ؎ مرزمان عیب مکن بر که چرا دل بتو داد مقل باید دل بتو گفتن که چنین خوب چرا بروزن فعلاتن مشت بار مگر صدر و ابتدا که سالم آمده و بعضی از فضحای عجم این وزن را شش تا ترده جزو گذاشته اند یعنی مثمن را مضاعف کرده اند چه بحر عصمت بخاری گفته ؎ رنگ رخسار و رگوش و خط او عقد و عارض و خال لبت ای سرو سهی روی همن بر شفق و کوکب شام و سحر و طوبی و گلزار بهشت ست و هلال و طرف چشمه کوثر و بتقطیع شش تا ترده فعلاتن تمام شیوا از انجله صدر فاعلاتن آمده و این وزن را عوام هندوستان بحر طویل گویند **رمل مسدس مخبون مشعث مقصور** انوری گفته ؎ روی عیش و طرب ستان دور بازار گل و ریحان ست بروزن فاعلاتن فعلاتن فعلان یسکون عین و دیگر زحافات و اوازل مسدس مثل مثمن ست که شرح داده شد و اعادهٔ آن تحصیل حاصل ست بحر سریع سالم این بحر را هیچ یک شعرای عرب و عجم استعمال نکرده اند فارسیان عروض مضرب این را مطوی موقوف یا مکشوف آورده اند بحر مسدس اختیار کرده سریع مطوی موقوف شیخ نظامی گوید ؎ شبی گذشت که



چون بوگرفت مه سایهٔ خورشید بر آهو گرفت ٭ تقطیعش چنین مشو و شبرگی مفتعلن فاعلات الخ و در اینجا عروض و ضرب مطوی موقوف و باقی مطوی آمده **سریع مطوی مکسوف** مولوی جامی فرماید ؎ شیر خدا شاه ولایت علی صیقلی شرک خفی و جلی ٭ بروزن مفتعلن مفتعلن فاعلن و در اینجا عروض و ضرب مطوی مکسوف و باقی مطوی آمده **خاقانی** حلقهٔ ارکم شود از زلف تو ٭ خاتم جم خواهی تا دان آن وزن مصرع اول مفتعلن مفتعلن فاعلن و مصرع ثانی مفتعلن مفعولن فاعلات آمده و یک رکن شود درین مصرع مقطوع ضرب مطوی موقوف آمده باقی مثل بیت سابق و این تغییر زحاف را عوام سکته شعر خوانند و چنانچه درین بیت **ولقمری** راستان خاموش گشت ٭ فاخته از لحن فرو ایستاد بروزن مصرع اول مفعولن مفعولن فاعلات و مصرع ثانی بروزن مفتعلن مفتعلن فاعلات آمده **سریع مطوی مقطوع مجدوع** ؎ ای گل رویت سنبل خیز ٭ حلقهٔ زلفت آتش بیز بروزن مفتعلن مفعولن فاع و در اینجا عروض و ابتدا مطوی و عروض و ضرب مجدوع و حشو مقطوع آمده درین وزن گاهی مکفوف بجای مقطوع و منحور بجای مجدوع آرند چنانچه درین بیت **فقیر** تیغ بکف از نیاز بیا ٭ تا نشده عمر سری ٭ بروزن مفتعلن مستفعل فع **سریع مخبون مکسوف** ؎ ای ناز زین در کوی یار گذر کن ٭ امی مه چین بر روی ما نظر کن ٭ بروزن مستفعلن مستفعلن فعولن و در اینجا عروض و ضرب مخبون مکسوف و باقی سالم آمده این وزن فارسی مستعمل تیست بحر سریع سالم این تجزیز شعرای عرب و عجم ترک کرده اند و عرب مضمن بیاورده اند و عجم حسدش الکند



استعمال نمودہ اند و عروض و ضرب را یا موقوف می آرند یا مکسوف یا مجدوع یا منحور

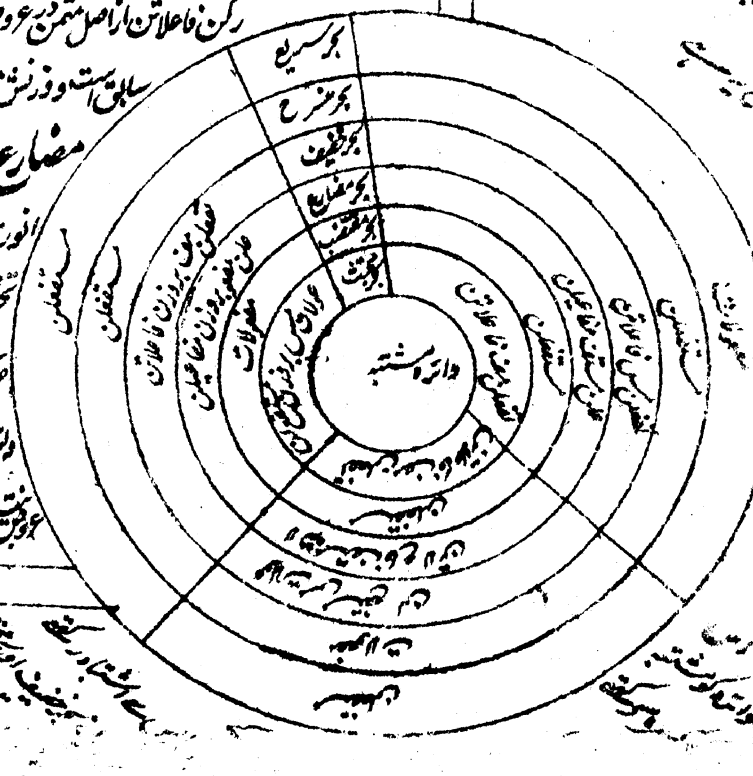
مسرح مثمن مطوی موقوف انوری گوید ؎ نوشلب لعل تو قیمت شکر شکستہ ۔ چین سر زلف تو رونق عنبر شکستہ ۔ تقطیعش چنین ہیشو نوشلب لعل تو قیمت مفتعلن لعل تو فاعلن قیمت شکر مفتعلن کرشکستہ فاعلات الخ و بجای کن مستفعلن ہمچا مطوی آمدہ و کن مفعولا بجای عروض و ضرب مطوی موقوف و در حشو مطوی مکسوف آمدہ

مسرح مثمن مطوی مکسوف خاقانی گوید ؎ عشق بفشرد پای همت کہ بر آید ۔ برد بدست نخست مستی بار ازمایہ بروزن مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلن و این عکس بیت اول است قیاس کن و در حسن مطلع این قصیدہ جناب التفات داد ۔ گہ گہ برم چون گل نہ ساخت خونین لبلبس ۔ گہ گہ زنبقشہ مباش دوختہ نیلی و طاہ صدر درین بیت مقطوع آمدہ باقی مثل مطلع مذکور ست و درین وزن تعبیر رخافی عجیب از مسعود سعد سلمان دیدہ شد درین بیت کہ از یک قصیدہ بیت مسعود سعد بر کہ ثنای تو احد نہایت نہاد ۔ بحر فلک را بجہد چست میان گران ۔ بمعزم اندر نشاند و زخجر م برگذشت ۔ حد کشیدہ حسام نوک زدو سنان ۔ چنان قیاد این دو بان چو چاک در برگ گل ۔ چنان گذشت از ین چو پسوزن از پرنیان ۔ بیت اول مسرح مثمن مطوی موقوف ست بروزن مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلات و بیت دوم ہر بہمن ست گر سران کہ مجنون آمدہ مطوی مصرع اولش بروزن مفاعلن فاعلات مفتعلن فاعلات مصرع دوم بدستور بیت اول ست اما در بیت سوم رکن سیم متعلن ہمہ جا مجنون آمدہ و وزن بیت مفاعلن فاعلات مفاعلن فاعلات

مسرح مثمن مطوی مجدوع خاقانی گوید ؎ بافتن



ریسمان نه معجزه باشد معجز داود بین که آهن با وی است بحر رجز مثمن مطوی مخبون
مفتعلن فاع و در اینجا عروض مخبون و ضرب محذوف آمده باقی اجزا مطوی منسوخ
مسدس مطوی مثالش ؎ شاه جهان بادتا زمانه بود کز کرمش خلق
شاد و امانه بود بحر رجز مثمن مفتعلن فاعلات مفتعلن و در اینجا همه اجزا مطوی آمده منسوخ
مسدس مطوی مقطوع ؎ بسکه بپویت امیر شد جانم گرد بادیای گرد خیز
نتوانم دید بحر رجز مثمن مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع و در اینجا عروض و ضرب مقطوع و باقی مطوی آمده
این دو وزن نزد شعرای عجم کمتر مستعمل است بحر مضارع سالم این بحر نیز همچنان
نزد شعرای عرب و عجم نیادرده اند و در بین بحرین و شکل ارتجال نیست بجهت آنکه فاع لاتن
وتد مفروق دارد و متحین عبارت از اسقاط ساکن سبب ثانی با نون مفاعیلن
در بین بحر مرتفع است یعنی ثبوت و سقوط هر دو معاً جائز نیست مضارع مثمن اخرب
ناقانی گوید ؎ از تو وفا نیاید دانی که نیک دانم ور من جفا نبینم خیره دانم که نیک دانی
تقطیعش چنین مشو از تو و مفعول فا نیاید فاع لاتن دانی که مفعول نیک انفاع لاتن الخ
و بیجا رکن و سین اخرب آمده فاع لاتن سالم و حکیم خاقانی بمطلع دیگر ابیات این غزل را خاقانی
تغییر داده و آن اینست ولکه کردی نخست با ما عهدی چنان که دانی ماند بانکه بر سر آن عهد
خود نانی از خود بنوله فرستی بیرای جران یکدیگر بخوان و صلح ناکرده بیجاه و مصرع ثانی
مطلع و مصرع اول از بیت دوم گرفته شده و باقی خود بیت مثال بیت است مضارع
مثمن اخرب مکفوف مقصور امیر معزی گوید ؎ گفتم ز لعبه شاه ای ماهربان بگفتا که


بحر بسیط
بحر شرح
بحر خفیف
بحر مضارع
بحر مقتضب
بحر مجتث
دائره مشتبه

چون مسدس نمایند ارفاع لاتن یکجزو کم میکنند ازمفاعیلن بحر مجتث و این
بحر را عرب اکثر مسدس و مربع آورده اند و شعرای عجم غیر از مثمن نیاورده اند و در این بحر
طی و خبل را مجال نیست بجهت انکه ساکن چهارمش از دو جزو مفروق است نه از سبب
و در سین و نون مس تفع لن این بحر معاقبه هست مجتث مثمن مخبون فغانی گوید
توان گلی که مه آسمان جبین تو بوسد ۔ ملک ز سدره فرود آید زمین تو بوسد ۔ تقطیعش
چنین میشود تو ا کلی مفاعلن که مهی ا فعلاتن سما جبی مفاعلن نت بوسد فعلاتن
الخ و در اینجا همه اجزا مخبون آمده مجتث مثمن مخبون مقصور خاقانی گوید
بر مهمان نشوم در شوم چو خاک مهین ۔ دم کمان نخورم در خورم بکوه کیا ۔ پر وزن
مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان و بارو در اینجا عوض و ضرب مخبون مقصور و باقی مثل
بیت سابق هست و در این وزن گاهی جزوی امشعث آرند گاهی عوض محذوف و ضرب
مقصور یا بالعکس آرند چنانچه در این بیت جمال الدین عبد الرزاق نماند تیری در
ترکش قضا که فلک ۔ سوی دلم ز سر انگشت امتحان نکشود ۔ وزن مصرع اول مفاعلن مفعولن
مفاعلن فعلن و مصرع ثانی بر وزن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلان آمده و گاهی عوض ضرب یا در این
وزن مقطوع آرند چنانچه در این بیت ۔ ولله بدان صفت که بود در بلور لعل ناب ۔ بدان صفت که لوای
سیمان آتش ۔ در اینجا ضرب مقطوع آمده و باقی مخبون و مقصور هست و در این بیت عنصری بیت منسوب
از خون مردان شان ۔ سم ستوران لعل هست تیغها احمر ۔ وزن مصرع اول مفاعلن فعلاتن مفاعلن
مسکون عین مصرع دوم بر وزن مفاعلن مفعولن مفاعلن فعلن مسکون عین آمده و در اینجا عوض مشعث مقصور

وضرب مقطوع صدر و ابتدا در ہر دو مصرع مخبون و در حشو مصرع دوم یک جزو مخبون
و یک جزو مشعث آمده و شگفتا این بحر در فارسی زیاده بر این نیست بحر خفیف
و این بحر را شعرای عجم غیر از مسدس نیاورده اند و صدر و ابتدایش یا سالم یا مخبون
می آید یا مسبغ و عروض مخبرش گاهی مقصور یا محذوف گاهی مشعث گاهی مقطوع
و گاهی مخبون رند و این بحر نیز مطوی مخبون نمی آید بحان علت که در بحر مجتث گفته شد خفیف
مسدس مخبون ؎ ای صبا بوسه زن از من بر او ور نپذیرد چو شکر او را تقطیعش
چنین میشود ای صبا بو فاعلاتن مفاعلن او را فعلاتن الخ و در اینجا صدر
و ابتدا سالم و باقی مخبون آمده خفیف مسدس مخبون مشعث مقصور حکیم سنائی
قدس سرہ در منقبت سید ما علیہ السلام گفته ؎ ہر کہ او را بچشم پیغمبر از جہان
شاهد بجزو فاعلاتن مفاعلن فعلان درینجا صدر و ابتدا سالم و حشو مخبون و عروض و ضرب
مشعث مقصور آمده و در بیت خاقانی چون کنج چون بگلستان آمده و دیدار انصیبه خار
افتاده عروض مخبون مقصور و ضرب مشعث مقصور آمده و باقی مثل بیت سابق است و تقطیعش
و در عروض و ضرب این بحر کثیر الوقوع است خفیف مسدس مخبون مقطوع حکیم سنائی
؎ گر بداری کلام مستوی آنکه بر وزن نامت از نظر دوری بجزو فاعلاتن مفاعلن فعلن است
و درین بیت صدر سالم و حشو و ابتدا مخبون و عروض و ضرب مقطوع آمده بحر مقتضب و این بحر غیر از بحر
مطبوع شعرا عجم نیست و آن این است ؎ سر و گلعذار من فصل نوبهار من اگر چه تنگ دل است
افتخار من تقطیعش چنین میشود سر و گلعذا رمن فصل نو بہا رمن اگر چہ تنگ دلست
افتخا رمن فاعلاتن مفتعلن فعلن است

و در ینجا جمیع اجزا مطوی آمده بحر کامل قدمای شعرای عجم درین بحر اصلا شعر نگفته اند مگر از قدما امیر خسرو دهلوی و از متاخرین مولوی جامی ابتدا نموده و بعد از و بعضی دیگر تیز غزل درین بحر گفته اند و غیر از مثمن سالم اختیار نکرده اند جامی زخنگهای جانی او چقدر خوشم که هنوز ازان ذوقم نکرده یکی گذر قضای آن گری رسیده و راقم حروف مزاحف مسدس این بحر تیز گفته فقیر قضا خیالات را چه شد که بماند ارد الفتی خجالت زداغت کز و فا بسر گذارد ای بروزن متفاعلن مستفعلن جهار بار و در ینجا یک رکن سالم دیگی مضمر علی الترتیب اید کامل مسدس مضمر مذال فقیر گوید ؎ چو عیان شمع می تپایدم روح و روان چو نهان شمع می از جانمن خیزد فغان بروزن متفاعلن مستفعلن مستفعلان و در ینجا صدر و ابتدا سالم عروض و ضرب مذال و حشو مضمر آمده بحر متقارب این بحر را شعرای عجم بسیار استعمال کرده اند و سالم و مزاحف بانواع زحافات آورده اند ما از غیر مثمن سالم اختیار نموده و عروض و ضرب این را سالم یا مقصور یا محذوف آورده اند متقارب مثمن سالم عمق بخاری گوید ؎ زمین گردد از نعل اسپان مغربل ٭ هوا گردد از گرد میدان معنبر ٭ تقطیعش چنین بیشه و زمین گر فعولن فعولن دو زانع فعولن ل اسپا فعولن مغربل فعولن الخ و در ینجا بهمه ارکان سالم آمده متقارب مثمن مقصور حکیم اسدی طوسی گوید ؎ بیک چشم زد از دل سنگ سخت ٭ بمعجز در آورد نوبر درخت بروزن فعولن فعولن فعولن فعول و در ینجا عروض و ضرب مقصور و باقی سالم آمده متقارب مثمن محذوف حکیم مذکور گوید ؎ عروسی ست می شاهدی آیتین ٭ که باید خرد را کابین این بروزن فعولن فعولن فعولن فعل و در ینجا عروض و ضرب محذوف و باقی سالم آمده متقارب مثمن اشتر یرضی ایتجانی گوید ؎

نتوان گذشتن آسان از ان کوچہ گل تا بگردن گل تا بزانو ہ بروزن فعلن فعولن چہار بار و دیگر
یک جزو ثلم و یکی سالم بترتیب آمدہ **متقارب مثمن مقبوض اثلم** مولوی جامی این
وزن را بسیار شاعرانہ رکن بنا نہادہ ؎ زہی جمال تو قبلہ جان حریم کوی تو کعبہ دل ہ فغان سجدہ
الیک نسجد وان سعینا الیک نسعی ہ بروزن فعول فعلن ہشت بار و دیگر یک رکن مقبوض و
یکی اثلم بترتیب آمدہ و بیت متمنش اینست ؎ زدرد ہجرت چہ چارہ سازم چو شمع در آتو
میگدازم ہ و تسبیغ را در عروض و ضرب این بحر اکثر می آرند و نوعی دیگر ازین وزن است کہ
یک رکن اثلم مقبوض و یکی سالم بترتیب بیارند و بعضی از شعرای عجم این را بشانزدہ جزو بنا
گذاشتہ اند چنانچہ ملا محتشم کاشی غزلی درین وزن گفتہ و این بیت از غزل اوست ہ جواب
او گفتہ **فقیر** ؎ زلف دلاویز بر رخ و بیت تیرہ شب ست آتش موسی ہ جامہ صبرم ز لعل شقت
دامن سیف ست لیکن ہ بروزن فعل فعولن ہشت بار بحر متدارک این بحر را ابو الحسن خفش استخراج نمودہ
چنانچہ در مبحث دوائر شرح کردہ شد **متدارک مثمن سالم** ؎ حسن دلبر لطیف تر اینست ہ ز ہمہ
خط و خال تر امشک چین خاک ره ؎ تقطیعش چنین کہ فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن شد
فاعلن مہ ز مہ فاعلن الخ و دیگر یک جا ہمہ ارکان سالم آمدہ **متدارک مثمن مخبون** ؎ پیچ خست بنو گل
باغ ارم ہ چو قدت نبود قد سرو چمن ہ بروزن ہشت فعلن یکسر عین و دیگر جا جمیع اجزا مخبون آمدہ **متدارک**
مثمن مقطوع ؎ ہر دم پیشت ارم زار ہ کز غم تا کی زارم و آہ ہ بروزن فعلن یکسر عین ہشت بار
شیخ بہائی رحمۃ اللہ درین وزن است و دیگر جا اگر بعضی اجزا مقطوع و بعضی مخبون بیارند جواز دارد چنانچہ
بیت شیخ بہائی ؎ یارب یارب بہائی را ز آن نامہ سیاہ خطا کردار ہ صدر و ابتدا

گویا وے او را سکے بصورت نون کہ
اوس ہی پیلے ہے یعنی لام ساکن ہو جاوے
پیلے صورت مین فالاتن اور دوسری
صورت مین فاتن اور تیسری صورت
تینون صورت مین مفعولن اور سکے
جاے مین رکھتے مین یہہ زحاف بحر
مدید اور خفیف اور رمل اور مجتث
مین واقع ہوتا ہے اور بحر مضارع مین
یہہ زحاف واقع نہین ہوتا اس واسطے
کہ اس بحر مین نہ متفروق

مقطوع و عروض مخبون بحال و ضرب مقطوع بدال و حشو بعضے اجزا مخبون و بعضے مقطوع آمدہ و
این وزن یعنی متدارک مثمن مقطوع مسمی بصوت الناقوس است و وجہ تسمیہ اش از جابر بن عبد اللہ
انصاری رضی چنین منقول است کہ در راہ شام با حضرت امیر المومنین صلوات اللہ و سلامہ علیہ میرفتم بر
دیری گذر افتاد ترسایان دیر ناقوس مینواخت چون آنجناب صدای ناقوس را شنیدند فرمودند
کہ ناقوس چنین میگوید ہ حقا حقا حقا حقا ہ صدقا صدقا صدقا صدقا ہ و چند بیت دیگر مشتمل
بر بعضی عبارتہای بنا ضمیمہ این بیت فرمودہ نیست بیان بحوری کہ شعرای عجم از استعمال نمودہ
اند و مطبوع شمرده اند با بحر قریب و جدید و مشاکل کہ متاخرین اختراع نموده اند در دیوانہای خود
عجم شعری و ان دیدنشد و مع ہذا ازین پنج دائرہ کہ در صدر این جدید لقب بشعر دیم بر نمی آید بنابران تعرض
بذکر ان ننمودیم و یکی از معاصران امیر خسرو دہلوی کہ علیشیر قانع نام داشت رسالہ در عروض صنائع
تالیف نموده آنرا بجامع الصنائع نام کرده در انجا سہ بحر دیگر اختراع نموده با عتقاد خود در کن تازہ
پیدا ساختہ و این سہ بحر از ہم کیفیت آن بہم رسانیده اول متفاعلن و دوم مفعولن چون عین کرده شود متفاعلن
و فعلن یکبار دیگر بر ہم بست و مفعولن و فعلن بسکون عین و اول بحر متدارک مخبون است و دوم مقطوع چنانچہ
شرح آن بتفصیل مذکور شده غیابان پنجم در بیان اوزان رباعی بباید دانست کہ رباعی را
شعرای عجم اختراع نموده اند و انرا ترانه و دوبیتی نیز نامند و رباعی جز در بحر ہزج نمی آید نہ رخاف
در و بکار میرود و ازین نیز رخاف اسبست چہار وزن بہم میرسد ایا رخافاتش خرم و خرب قبض و کف و ہتم
و جب و بتر و مشترک اجتماع خرم ہتم است در کن مفاعیلن آخر مفعولن میشود و اضرب مفعول و مقبوض
مفاعلن یکبار مکفوف مفاعیل بضم لام و ہتم فعول بوقف لام و ہتم مجبوب فعل بوقف و ابتر فع اشتر فاعلن از اجتماع

خرم و متم فاع بیفزایند اما از جملهٔ بست و چهار وزن باعی دوازده وزن است که صدر و ابتدای
آن اخرب می آید و دوازده وزن دیگر صدر و ابتدا اخرم می آید اما دوازده وزن اخرب یکی آنست
که یکجزو حشو مقبوض و یکی سالم باشد و عروض و ضرب اخرم اتم آید دوم آنکه یکجزو حشو
مکفوف و یکی سالم آید و عروض و ضرب مثل اول باشد سوم آنکه هر دو جزو حشو مکفوف آرند و عروض و
ضرب محبوب چهارم آنکه یکجزو حشو سالم و یکی اخرم آرند و عروض و ضرب مثل اول باشد پنجم آنکه حشو
مثل اول و عروض و ضرب ابتر آرند ششم آنکه حشو مثل دوم و عروض و ضرب ابتر باشد هفتم آنکه یکجزو
حشو سالم و یکی اضرب باشد و عروض و ضرب اتم هشتم آنکه حشو مثل چهارم و عروض و ضرب
ابتر باشد نهم آنکه حشو یکجزو سالم و یکی اضرب و عروض و ضرب محبوب باشد دهم آنکه حشو مکفوف بود
و عروض و ضرب اتم یازدهم آنکه حشو مقبوض و مکفوف باشد و عروض و ضرب اتم دوازدهم آنکه حشو
مثل یازدهم و عروض و ضرب محبوب باشد و اما از جملهٔ دوازده وزن دیگر که صدر و ابتدای آن اخرم می آید یکی آنست
که یکجزو اشتر و یکی سالم و عروض و ضرب اخرم اتم باشد دوم آنکه یکجزو حشو اخرب و یکی سالم و عروض
و ضرب مثل اول باشد سوم آنکه یکجزو اشتر و یکی مکفوف و عروض و ضرب محبوب آید چهارم آنکه حشو
اخرم و عروض و ضرب مثل اول آرند پنجم آنکه حشو مثل چهارم و عروض و ضرب ابتر آید ششم آنکه حشو مثل اول
و عروض و ضرب ابتر آرند هفتم آنکه حشو یکجزو اخرب و یکی مکفوف آرند و عروض و ضرب اتم هشتم آنکه
حشو مثل دوم و عروض و ضرب ابتر آرند نهم آنکه یکجزو حشو اخرم و یکی اخرب و عروض و ضرب محبوب آید دهم آنکه
یکجزو حشو اخرب و یکی مکفوف و عروض و ضرب محبوب آید یازدهم آنکه [illegible] و عروض و ضرب اتم
دوازدهم آنکه یکجزو حشو اخرم و یکی اخرب و عروض و ضرب اتم و ضرب این بست چهار وزن [illegible]





اور واقع حروف برای این اوزان شش رباعی گفتہ کہ ہر مصرع ازان مشتمل بر وزنی ہست
سہ رباعی او اوزان اخرب و سہ رباعی دراوزان اخرم و مار باعیات اوزان اخرب است

لولفہ

ای عشق ترا چو من ہزاران طالب ۔ دیدہ ز پی یوسف مصری راغب ۔ در
ہجر تو جانم را صد محنت و غم ۔ آن کہ نگردی تو از من غائب ۔ ولہ

پیش تو آورد من ناشیدہ ۔ دست من و دامن تو امید از ۔ و عالم بیش از من و ما ند چہ نیست ۔ آن بہ کہ تو ایم تو ای بنوازی ۔ ولہ

ای آنکہ نمودیم ز ہجرانت زار ۔ از کوہ غمت دل تنگم صد بار ۔ خواہم کہ پیش تو نگویم غم دل ۔ چون چارہ من نیست تو نبود و شوار ۔ و اما رباعیات اوزان اخرم بنیست ۔ ہجرانت خون بسی مرا دل کرد ۔ و اندوہت سینہ من متصل کرد ۔ دیگر تا کی فراہم بخشم غم ۔ کشور گیرد این سخنی ما بیدل کرد ۔ ولہ

یارا مدہی بنشینی ہجر بنیسان تا کی ۔ یک ستران ما جبین و سیاش ۔ تنہایی از جالم بعلش ۔ ولہ

جان و دلم در راہ فای قتنی ۔ دل کو قدم بانش بپیش و کی ۔ از دستم کار گر بنیاید چہ غم ست ۔ ورد دیدہ

ز مصطفی تا ویل و کشته مکشوف بر لش تنزیل و بیت اول نون روی و الف وصل است و
بیت دوم لام روی او روف است و در سوم لام روی یا روف است اگر بعد از روی ساکن
واقع شود مثل یافت و نافت و دست و پوست و بخیت و آهیخت بعضی حرف بعد از روی را
داخل روف شمرده اند و آنرا روف ردف نام کرده خواجه نصیر الدین طوسی رحمه الله در رساله معیار الاشعار
حرف مذکور را داخل روی شمرده آنرا او مضاعف خوانده و پوشیده نماند که در فارسی روی یا
روف بصورت و مجهول می آید معروف آنست که ضمه ما قبل او کسره ما قبل یا باشد مانند
مثل و رو پور و دید و چکید و مجهول آنست که بی اشباع ما قبل مثل زود کور و بید و امید و جمع میان
معروف و مجهول نزد قدما و متاخرین جایز است چنانچه درین بیت حکیم سنائی با وجود آنکه
ازل پذیرا آمد و نیک آمد و لیک دیرآمد کسره ما قبل یا در لفظ پذیرا و لفظ دیر مجهول است و درین
و له پیکر آب و گل ز شوقش عود لعبت چشم و دل کفهش کور ضمه عود معروف است و ضمه
کور مجهول و درین ابیات ظهوری عشق آورده در تسخیر مرا کند بی عقل کمر تسخیر مرا خلوت خاص
حسن و عشق نگر که بر کمر تا تیز مرا خوش ظهوری بجام جوشیها کرده غور کی موی تیز مرا
کسره لفظ تیز و تیز مجهول و کسره لفظ تیز و موی تیز معروف است و له از عمش شهر و کوی پر شور است پکید
منع ز ایم روست چه قدر لعب بنا تر دیک است دان طاقت صد آن قید رو درست ضمه
لفظ شور و زور مجهول و ضمه لفظ دور معروف است و الفی که با لاله یای روی ساز ند معروف آید چنانچه
درین بیت سنائی خلعتی کان ترا است همچو جیم بسته اندر فرستاد خیز اما حرف قید حرفی است ساکن
غیر حرف کبد فاصله از روی پیش از حرف هر ساکنی که بی فاصله قبل از روی آید آنرا حرف قید نامند مثل

ماخذ اللغات

قافیه درد و سرد و آبر و صبر و هتم و شتم و جهد و مجد و بزم و رزم و اسم و قسم و حشر و نشر
و قصر و نصر و عقل و نقل و فکر و ذکر و حلم و علم و امر و ثمر و ننگ و تنگ و شهر و نهر و اختلاف
حرف قید جائز است چنانچه صاحب گلشن راز گوید ؎ همه دانند کین کس در همه عمر نکرد
هیچ قصد گفتن شعر و باید که درین حال قرب مخرج را رعایت نمایند چنانچه در بیت سعدی
چه عذر چه شاعر چه بزرچه بحر همه دستانند و شیراز شهر و اما حرف تاسیس الف ساکن است
که قبل از ردی آید و میان او و ردی یک متحرک واسطه باشد و آن متحرک را خیل گویند مثل خاور
و یاور و مائل و سائل و تساهل و تجاهل و اختلاف خیل جوازدارد و تاسیس و قافیه قبیل لازم
بالالتزام است چه اگر التزام آن ننمایند خاور را با گوهر و مائل را با دل و تساهل را با بلبل قافیه
چنانچه در حدیقه در وصف اشعاری با معنی کرده شد اما حرف وصل بی فاصله بعد از ردی می آید
چنانچه حرف یا درین بیت سنائی همچو شمع انگه را نماند منی ؎ در تو خندد چو گردنش بنی و حرف
یا درین بیت و له الا له غافلی تو ای بنده ؎ دل سیه عمر کوته و خنده و حرف وصل در اکثر یائی متکلم
یا مصدری یا تنکیری یا خطابی و میم ضمیر متکلم و نای مخاطب و شین ضمیر غائب و های مضمر آخر کلمه
مثل ناله و نون مصدری مثل دیدن و شنیدن می باشد و اما خروج حرفیست که
بی فاصله بعد از وصل آید مثل میم لفظ بردیم و خوردیم و یا در لفظ دیدمی و چیدمی و تا در لفظ
دیدمت و شنیدمت و اما مزید حرفی است که بی فصل بعد از خروج آید مثل برد میش و
خورد میش و مثل یا درین بیت عنصری باغ اگر بر چرخ بودی لاله بودی مشتری پنجره
اگر ریاغ بودی گلبنش جوزهر بودی از گل سوری ندانی کسی عیوق را ابن اگر خشنده

بودی آن اگر واو یا یی و الا نامزده حرفی است بی فاصله بعد از مزید مثل شین در بردشتمش
و خوردشتمش و آنچه بعد از نامزده آید حکم نامزده است خواجه علیه الرحمه بر آنست که آنچه بعد از وصل آید
نظر در ردیف است خواه کلمه مستقل باشد خواه غیر مستقل اما جمهور بر آنند که آنچه بعد از وصلی آید
بد ما دام که کلمه مستقل نباشد ردیف نیست و اختلاف هیچ یک از ین جها در حرف جائز نیست

مقصد دوم در بیان حرکات حروف قافیه باید دانست که حرکت ماقبل روی را
در حالتی که ساکن باشد و حرفی از حروف قافیه با او نبود توجیه خوانند و اختلاف توجیه
در والی جائز نیست و اگر روی بسبب اتصال او با حرف وصل متحرک گردد اختلاف
حرکت ماقبلش جائز است چنانچه درین ابیات خاقانی چشمه خضر ساز لب از لب جام کوثری +
تر ظلمات بحر جست آینه سکندری + گر ز حجاز کعبه را رخصت آمدن بود + در حرم خدایگان
همه کند مجاوری + پور سبکتگین تو می دولت ایاز خدمتت + بنده بدر دولتت شک وان
منصری + و درین بیت سعدی نیاندر ایام او بردلی + نگویم که خاری برآرد گلی + حرکت ماقبل روی
مقید را حد نامند و آن در حروف الف فتحه است و در ردف واو ضمه و در ردف یا کسره و در قید هیچ
حرکت می آید چنانچه در امثله آن مذکور شده اختلاف حذو کی بار دف یا شایع نیست اما حذو کی با
قید یا اختلاف آن در جا کی روی متحرک آید جائز است چنانچه درین رباعی کمال اسمعیل گر سنود دلم
بی نفس آئینه شود + از دود درون به نفس بسته شود + در دیده ازان سبب همی دارم تاهر چه نقش دوست
ازان شسته شود + و فتح ماقبل تاسیس ارس گویند + و حرکت حروف خیل را شباع خوانند اختلاف
اشباع در جا کی روی متحرک آید جائز است چنانچه درین دو بیت سعدی ای پادشاه قدت چو نهالی راست

تو نیز بگدای محلت برابری ۴ مردی گمان مبر کسر بست پنجه بست و گفت ۴ با نفس اگر برابری دانم
که شاطری ۴ وردی چون با حرف وصل پیوندد حرکت او را مجری گویند مثل کسر راء در دست
صدر و حرکت حرف وصل را انفاذ گویند و حرکت خروج و مزید را تیز نفاذ گویند و نائره متحرک
نمی باید شعبه سوم در بیان اوصاف ردف القاب قافیه بدانکه ردفی ساکن را مقید گویند و
چون بسبب حرف وصل متحرک گردد ردفی مطلق خوانند و هر یک ازین دو نوع اگر با حرفی از حروف
قافیه جمع نشود یعنی غیر از ردفی حرفی دیگر از حروف قافیه نیاید آنرا مجرد نامند و اگر با حرفی دیگر
جمع گردد آنرا بآن حرف منسوب میسازند پس ردفی مقید را که تنها باشد مقید مجرد گویند و اگر
حرف ردف دارد مقید با ردف خوانند و علی هذا القیاس همچنین مطلق را مطلق مجرد یا مطلق با ردف
یا با قید یا با تاسیس خوانند فال لسکاکی ثم ان القافیه لاشتمالها علی حرف الردفی تنوع بما
الردفی و باعتبار ماقبله و باعتبار مابعده و ما تنوعها باعتبار ماقبل الردفی فهی کونها امام وصوله او
مجرده و اما تنوعها باعتبار مابعد الردفی لایلیقها هذا الاعتبار الا فی الطلاقها فهی کونها امام وصوله
غیر خروج ام مع خروج انتهی و انواع قافیه و اسامی آن اینست قافیه مجرده قافیه مردفه قافیه موسسه
و قافیه موصوله و اما حرف قید چون از عالم ردف ست قافیه را که با حرف قید باشد نیز مردفه
گویند و قافیه که مشتمل بر حرف خروج و مزید و نائره باشد ان نیز در حکم موصوله است
و از اینجا ظاهر میشود که ردفی اگرچه اصل قافیه است اما حروف دیگر را نیز قافیه مدخل است
بخلاف کسانکه حروف دیگر را منکرند شعبه چهارم در بیان عیوب قافیه و آن بچند نوع است
اول انکه ردفی بجای ساکن و بجای متحرک آرند چنانچه درین بیت حافظ صلاح کار کجا و من خراب کجا



بین تفاوت زه از کجاست تا بکجا و این را غلو نامند و اگر حرف وصل را جای ساکن و
جای متحرک آرند تعدی گویند و سکاکی این عیب را در وقتی که مخل وزن شود عیب میداند
والا فلا نوع دوم اختلاف توجیه و آنرا اقواء خوانند و مثالش در زه کرد توجیه گذشت
و سکاکی گفته و فی الاصحاب من لا یعده عیبا لکثرة وروده فی الشعر الاقرب
عده عیبا نوع سوم اختلاف ردی و این عیب اصلا سمت جواز ندارد اگرچه بعضی
باین نحو جایز داشته اند که ردی یکجا حرف تازی و یکجا پارسی باشد یا قریب المخرج مانند
مثل لب و چپ و شک و سگ و صباح و سیاه و غیاث و اساس اما جمهور بر اند که
این نیز جواز ندارد و این عیب را اکفاء نامند نوع چهارم اختلاف روی و این اشعار تازی
جایز است اما فارسی اصلا جایز نیست و شعرای عرب جمیل را با نون و منیر را با یاء
و مانند آن قافیه میکنند و این معنی در میان ما نیز سائر و دایر است کما قال السکاکی و الاقرب
بالالف لا یجامعه الردف لغیرها بخلاف الواو و الیاء فان الجمع بینهما غیر معیب نوع پنجم اختلاف
حرف قید ما بعد مخرج مثل عمر و شعر را قافیه کردن و این چندان معیوب نیست چنانچه گذشت
و در اشعار بعضی از اساتذه نیز آمد نوع ششم اختلاف اشباع و جایی ردی مقیده باشد مثل تجاهل
و کامل را قافیه کردن نوع هفتم اختلاف حذو مثل نورد و درباقفع و این هر سه عیب را سناد
بالکسر گویند نوع هشتم ایطا و آن از فارسی شایگان گوید و ایطا نکره است و قوافی بیک معنی اما اگر
بمعنی دیگر آرند ایطا نمیگویند بل صنعت تجنیس است و ایطا بر دو قسم است خفی و جلی ایطای خفی آنست
که تکرار و ظاهر نباشد مثل دانا و بینا و حیران و سرگردان و بیا و ما نندان و ایطای جلی

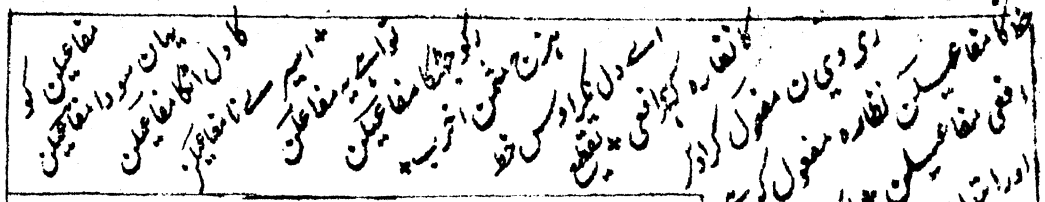
آنست کتنکر اردہ ظاہر باشد مثل درد مند و حاجتمند و ستمگر و افسونگر و مثل الف و نون
جمع در لفظ یاران و دوستان و مثل یاء و نون در لفظ سیمین و زرین و غمگین و شرنگین و مثل ہا
در گلہا و باغہا و اشباہ آن و مثل کرد و نکرد و بکن و مکن و ترا و مرا و نظائر آن و ایطا جلی
اقبح و افحش عیوب قافیہ است و در یک بیت اصلا جواز ندارد مگر آنکہ بفاصلہ ابیات در قصیدہ
و قطعہ و غزل بیارند قال السکاکی و عیب الایطاء یتقارب المسافۃ بین کلمتی الایطاء
اما اذا طالت القصیدۃ و تباعدت المسافۃ فتقل بالاعاب نوع ہم تضمین و آنست
در قافیہ و معنی موقوف بر ما بعد خود باشد چنانچہ درین بیت باعی امیر خسرو دہلوی
مستی نخواندہ الا ۞ خورشید کہ ہر صبح بزن آید تا خدمت کند و پای تو بوسد اما بنای نو بسوی او
کرد تا بوسد پا نوع ہم آنست کہ قافیہ را در قصیدہ یا قطعہ تغیر دہند و این افحش عیوب است
اما اگر اشارتی بر تغیر نمایند ندارک عیب میکند چنانچہ شیخ آذری درین قصیدہ گوید
۞ نماز شام کہ از گردش قضا و قدر ۞ زبام چرخ بیفتاد خسرو خاور ۞ الخ بہ بیت
اشارہ بہ تغیر قافیہ میکند ۞ بنای قافیہ یک الف زیادہ کنم ۞ بشرط آنکہ نگیرند خورد گیر
اہل ہنر ۞ سوال کردم ازان نو دیدہ ابر ۞ کہ ای مذابت تعلوہ کیانت قرار ۞ و سر عیبی کہ
کہ اشارتی بدان نمایند عیب نیست نوع یازدہم تکرار قافیہ معمول است قافیہ معمول آنرا گویند
کہ تحلیل یا ترکیب صلاحیت قافیہ بودن ہم رساند چنانچہ درین بیت خواجہ حافظ
منعم زیادہ مشبانہ ہمنور ۞ ساقی نمی نوش خانہ منور ۞ میکشی او بقمرہ میگوئی ۞ تو بکہ دری
ز عشق یانہ ہمنور ۞ چنانچہ درین باعی المولفہ گر شمع نہ دلجوئی پروانہ کند ۞ بر آتش او ذرہ

در پروانکند ٭ وبیاد شمع من که در آتش عشق ٭ پروانه صفت سوزم و پروانکند نوشته
نماند که قافیه معمول اگرچه فی نفسه صنعتی است اما اجتماع ان در یک بیت معیوب است
شعبه پنجم در تقسیم قافیه باعتبار وزن باید دانست که خلیل بن احمد این قافیه را دو ساکن
قرار داده چنانچه در صدر این مبحث اشارتی بان کرده ایم و ازین قرار قافیه را بچهار قسم بر
نخواهد بود اول انکه ان هر دو ساکن بلا فصل واقع شوند چنانچه درین بیت سنائی
نایب مصطفی بود زغدیر ٭ کرده در شرع خود مرا و را میر ٭ واین قافیه را مترادف گویند
دوم انکه یک متحرک میان آن دو ساکن واسطه باشد چنانچه درین بیت وله در صفت
زرم پای او محکم ٭ وزدی مرجان او محرم ٭ وچنین قافیه را متواتر نامند سوم انکه دو متحرک
میان آن دو ساکن واسطه باشد چنانچه درین بیت خاقانی جوش صورت بردن
کن در صف مردان در آ ٭ دل طلب کز وادی لک دل تو ان شد بادشاه ٭ دال لفظ بادشا
در تقطیع متحرک میگردد واین قافیه را متدارک خوانند چهارم انکه سه متحرک میان آن
دو ساکن واسطه باشد چنانچه درین بیت سنائی زو اوست شکر ز روز ازل ٭
دست او تیغ زن بر اوج زحل ٭ واین نوع قافیه را مترا کب گویند پنجم انکه چهار متحرک
میان آن دو ساکن واسطه باشد واین را متکاوش نامند واین قسم مخصوص بشعر عربی است و
فارسی نمی آید یا قافیه مترادف در بحر هزج در حالتی که عروض وضرب مقصور یا اخرم آید و در رمل در حالتی
که مقصور و مشعث باشد و در مضارع در حالت قصر و تسبیغ و در سریع و منشرح در حال وقف و در جز
وقتی که بذال باشد و در منقارب گاهی که مقصور باشد واقع میشود [illegible]

عروض و ضربش سالم یا محذوف باشد می آید و در رجز مقطوع و در رمل سالم و مخبون و
مقطوع و در مضارع سالم و در بحر متدارک مقطوع و متقارب سالم و در رباعی ہر قسم
می آید و اما قافیه متدارک و در رجز مسبغ و در رمل محذوف و مخبون محذوف
و در متدارک سالم و مخبون و در مضارع محذوف و در سریع مطوی مکسوف و در منسرح
مطوی مکسوف و در هزج مجبوب و متقارب محذوف و کامل سالم و مضمر واقع می شود
و اما قافیه متراکب و در رجز مطوی می آید و بس و قافیه متکاوس در شعر فارسی نمی آید
و در اشعار تازی بر پنج قسم بانحای شتی واقع میشود و تعداد و قوع این چهار قسم را در بحور
که بر شمردیم بر سبیل حصر نیست چه ممکن است که در اوزان دیگر هم واقع شود شعشعه شعشعه
و در بیان ردیف بباید دانست که ردیف عبارت است از یک کلمه مستقل یا بیشتر
که در اواخر مضارع یا ابیات بعد از قافیه آرند و اختلاف آن جائز نیست و
مثالش این دو بیت مولانا ظهوری در آه و ناله تقصیری نکردم چه حاصل فکر تاثیری
نکردم دولت خراب باده سرجوش کرد و یارا و بهوش باش که بیهوش کرد و یارا و
و نزد خواجه نصیر الدین طوسی رحمة الله در ردیف تکرار لفظ معتبر است نه تکرار معنی و
لفظ نیز تکرار او در ردیف شرط نیست بلکه مطلوب آنست که ردیف باید که کلمه مستقل باشد
و هم یک معنی جائز است که تمام مصرع مشتمل بر قافیه و ردیف آید چنانچه در رباعی مولوی جامی
من در غم هجر و دل بدیدار تو خوش تن در غم هجر دل بدیدار تو خوش
اندر غم هجر دل بدیدار تو خوش و شعرائی که ردیف را در اواخر متابعت شعرای عجم اختیار

چہارمین

کرده اند و در لیف از مخترعات شعرای عجم است اما سکاکی چند بیت خود که بطریق مرقوم گفته
و مفتاح کرده این دو بیت از انجاست سکاکی ختام تنکر قدری بها الزمن بغیاد تو
تو غصه دری ایها الزمن تو آرمی و را لاقوام طلعن بهم الاطلوع البدری بها الزمن و خلاف آن
اشعار در شعر اصلا جواز ندارد دیگر در صنعتی که اشارتی بان کرده شود چنانچه کمال اسمعیل گفته
سپیده دم که نسیم بهاری از گذار کردم و دیدم که یار می آید و بعد از چند بیت این
قصیده را لیف را انگیزانده و اشارتی بان نموده و له زبحر خال زناضی شدم مستقبل
که بر امام چنین خوشگوار می آید در هی رسید بجائی پیش خالق تو خان بسیر آشکار می آید اما
عاجب عبارت از دانفی است که میان و قافیه آرند و این اخل صنایع لفظی است و شاعر
و حدیقه دوم مذکور شد الحدیقة الخامسة فی فن المعما باید دانست که معما کلامیست
موزون که دلالت بر اسمی از اسما بانواع دلالات حرفی و اشارات لفظی و قید موزونیت
و دلالت کردن اسم بنا بر الغلبیت است و الا میتواند بود که نثری مشتمل معما باشد و بجای اسم
عبارتی از ما حاصل شود و حیوان حصول مفهوم معمائی کلام مذکور بالات حروف و اشارات الفاظ
می شد و بحث در این فن از تحلیل حروف اسم و تکمیل آن میکنند پس موضوع این فن حروف
و کلمات تواند بود و حروف را دانسته که صورت است اول صوت لفظ دوم صورت کتبی سوم
صوت عددی و دلالت و اشارات معمائی در این سه صوت سائر و دایر میباشد و معما در کمال نقصان
بها درجه دارد اول آنکه دلالت بر حروف اسم بر ترتیب کلمات کند چنانچه در اسم حسن
در حسن از بر آنام میگوید تو دل دوز سکون با رفت و زوجه فیروزی بفت و در اسم علی



پیشم بکشا زلف بشکن جان من * بحر تسکین دل بریان من * ود اسم حسن اگرچه میم باشد نقد دکان * بکاه سکه شد محتاج سندان * مح را تاج سن گفته باصحیح حرکات فافهم این قسم اتم و اکمل اصناف معماست درجه دوم آنکه معماد لالت بر تحصیل حروف اسم بترتیب آن کند و اشارتی باصلاح حرکت و سکون اسم در و نباشد و این قسم نیز خالی از کمال و تمامی نیست و اکثر معمیات ازین قبیل میباشد چه اشارت بحرکت و سکون اسم از محسنات معماست نه از ضروریات اما درجه سوم آنکه معاد لالت بر ماده اسم نماید و اشارت بترتیب حروف در ان نباشد و این قسم خالی از نقصانی نیست درجه چهارم آنکه معاد لالتی اجمالی کند بر مجموع حروف اسم بی آنکه اشارتی بخصوصیت حرف حرف در و باشد چنانچه در اسم مسیح گفته اند

ز دو عالم گزیده ایم سه حرف * که چهار صد بشمار است نام آن یار * شش ز اول چهار صد شین و میم سیصد چهل سه و این قسم ناقص تر و نازل ترین اصناف معماست نزد ارباب این فن مردود و متروک و پوشیده نماند که از اجزای بیت معما انچه ضروری از نباشد آنرا اصول گویند و انچه ضروری نباشد آنرا لواحق نامند از اصول انچه تحصیل ماده اسم تعلق دارد آنرا اصول مقومه گویند و انچه تکمیل صورت اسم باید آنرا اصول متممه نامند و از لواحق انچه بطالبیت باصول دارد آنرا لواحق محسنه خوانند و انچه منافرت از اصول داشته باشد آنرا لواحق مشوشه گویند انچه نه منافرت دارد و نه مناسبت آنرا لواحق سالمه خوانند و ازین مقدمات واضح شد که حروف و کلماتی که در نظم معما اندراج مییابد بنظر بمعنی معمائی پنج قسم بیرون نیست اصول مقومه و اصول متممه و لواحق محسنه و لواحق مشوشه و لواحق سالمه تفصیل این پنج قسم ضمن امثله بر تو ممد خبیر واضح خواهد شد و باید دانست که چون مقصود از معما افاده اسم است

اساطین این فن عملی چند برای آن قرار داده اند بعضی برای تحصیل مادّه اسم یعنی حروف آن
و بعضی بجهت تکمیل صورت یعنی ترتیب حروف اسم بعضی برای تحسین یعنی تصحیح حرکت و سکون
حروف اسم و بعضی دیگر برای سهولت دو قسم اول بنا بر این اعمال معمائی بچهار قسم منقسم میشود
اعمال تحصیلی و اعمال تکمیل و اعمال تبدیلی و اعمال تسهیلی و انواع هریک از این چهار قسم جدولی
نموده میشود و چون اعمال تسهیلی بسبب سهولت حصول دو قسم اول میگردد و گویا بمثابهٔ خادم
مدّگار آن دو قسم است پس اول شروع آن در فن اول **جدول اول** و بیان اعمال تسهیلی
و آن چهار عمل است انتقاد و تحلیل و ترکیب و تبدیل اما انتقاد اشارت کردن است بعضی از
اجزای لفظ برای تصرف کردن در آن و این عمل تصرفی است که وسیلهٔ تصرف دیگر میشود چنانکه
در ضمن امثله معلوم گردد و حذف لفظ مشار الیه از سه حال بیرون نمیباشد یا در اول کلمه واقع میشود
و یا در وسط یا در آخر اگر در اول کلمه است تعبیر از آن بلفظ سر لب رخ و مبدا و اول و تاج و قسم
و کلاه و مانند آن از آنچه دلالت بر ابتدا داشته باشد نمایند اگر در وسط کلمه است از الفاظ دل و قلب
و مرکز و میان وسط و نظائر آن تعبیر کنند و اگر در آخر کلمه باشد بلفظ پا و قدم و دامن و پایان
و انجام و اشباه آن تعبیر نمایند چنانچه در اسم **اختیار** گردی آشفته و شیدا همه شیدا یا نرا پرسانی
بی سر و پا بی سر و بی پایانرا بود در اسم **فرید** اول فصل بهار است بیا کاخر روز خوشتر بود و در اسم
باغی و رخ دلداری بود در اسم **فتوح** اگر ناز بماه نو سپهری مه ترا بندد و بگلاه فخر
بر سر تو بان گوشهٔ ابرو بود در اسم **الیاس** آن شوخ که از اهل نظر
دل برد و وی روی چو مه کرد نهان باز نمود از وی از آن زمزمه خواسته چنانچه

دزدن بین عروض اگر اهل
بجای این طرح که یک مقصور
اور دوسرا محذوف بود نامونزین
نشین بود دیگا بحر مسدس اخرب
مقبوض اشتر مسبغ کتا ست که
اب زکیخ تو آیین پایین دل سے
ترسا بچم تلک رایین نقطه کتا
پچ تو آیین مفاعیلن مفاعیلن
سے مفعول ترسے بچم مفاعیلن
تلک رایین مفاعیلن
اور اگر نون کو بسبب
قافیه ہونیکا اعتبار
نکرین دل مفاعلن
کاں ام بود ہا وسیلا
جنوفی ہا تی ہیلا
پس بود زدن اخرب
نظائر بسبل بھی جا
کبھی اس دزدن بین
بین بحر ای شنبہ

در اسم مجد چون شرف و صف کله دار شاه هم گوید سر جم زآرزو پیش افسر دار اجوید و
غره و سلخ و اوج و حضیض و فراز و نشیب و بالا و زیر صافی و دردی و شاخ و پیچ و جیب
و دامن و امثال آن گویند و اول و آخر کلمه اراده نمایند چنانچه در اسم شکر الله گفته که رو
نماید از غره ماه تا بسلخ * در دلها شمار مه گشت مگر ای شرف و در اسم نجیب گریبان سپید
جانم ز شوق و اهن افشانی * بدوزاد اهن من گریبان گریبانی * و در اسم سیف الدین
در سفالین کاسه افگن صاف یاقوتی عقار * در بود و دردی درش هم دران آنجا بیار
و الفاظی که دلالت بر احاطه شی نماید مثل پوست و جامه و مانند آن گرفتند و اول و آخر
کلمه ازان اراده نمایند چنانچه در اسم موسی پوست از ندعی مغز از دوست * خوه این
مغز آمد و آن پوست * و در اسم خواجه چو قد خویش را از جامه بامی نمیاراید * خوش
آید بر قد او جامه خود را کاش بنماید * جامه جامه جامه جامه است و حرف وسط اگر زیاده بر یکی
مقصود باشد دلها و مرکز ها گویند چنانچه در اسم ابو اسحاق یک نیمه حلوا آنشب از شرم
دندانش کرد نهانا گوشه گوشه لبش * لهاز حلوا سوخته و در اسم ثابت رقیب خجل است که
یابد ز نام دوست خبر * چو در ثبات دو دل بود گشت یار زبر * و گاهی بطبق قاعده صفر فان
حرف اول کلمه را افتاده و دو مرا عین و سوم را لام گویند چنانکه در اسم سعد فا رتاق عین لام
و لام سه و در سما عین الا مشغل فا سپس * و جانب موی گوشه کن و پهلو گویند و نشان گاهم
حرف اول او گیرند و گاهی حرف آخر چنانکه در اسم آدم و مرا می انخسته شکایت مکن ز مسمت خویش
میر سد جانب ما یک خوبان هم و پیش عجایب * بالجمله هست که در آخر کلمه واقع شده اگر زیاده آنجا

جانب اول الف ست که در اول کلمه واقع گردیده و گاهی این اشارات انتقال بجای سطه اعمال
دیگر حاصل شود چنانچه در اسم و لیسی آن شوخ نفس ساحری هر نفسی * پنهان زیر دو
گشته لیسی * ساحر که کمان و تیر فریاد کار * از موئی بدیم و ندیده ست کسی * پوشیده
نماند که کمان و تیر و لفظ ساحر حاوی الف ست و کار فرمون این عبارت از اندا ختن است
و بعد از اسقاط آن لفظ شر از ساحر میماند که وسیله انتقاد شده چنانکه در اسم سراج ال او بود
که آه بباد فنا دهد تا جان بجمع دانش آشفته وا رهد * لفظ تاج جان شر کیب یافته که وسیله انتقاد
ست و از یک تاج افسر و از دیگری لفظ تاج مقصود ست و از لطائف انتقاد ست که تعیین
حرف مذکر احوال او صاف آن باشد چنانچه در اسم کریم انچه دندان ست و را با گهر کیان همه
از شکر نیم شده پوشیده پنهان زیر ماده اسم لفظ شکر نیم ست و چنانچه در اسم نعمان
دل من آفتاب طلعت آن سیمبر گشته ساکن غمخانه خود ساکن نمیخواهد دگر * نوعی از انتقاد ست
که حرف را بند کرده جمله او که در حرف کلمه دارد و مثل ثانی و ثالث و مانند آن تعیین بخشند چنانچه
در اسم وحید همان پیرا زکرم یار و مرد باش باید که بهر حسنات عنایات خود بیفزاید * از عبارات
سابع عنایات خود که تحلیل و ترکیب حاصل آمده حرف او بقصد ست اما عمل تحلیل عبارت از ست که
لفظی را که باعتبار معنی شعری و احد باشد باعتبار معنی معمای متخبری بیاز ند بدو جزو یا بیشتر و مراد
از هر جزوی معنی باشد یا بالفظ یا از بعضی اجزا معنی مراد باشد و از بعضی لفظ و همچنین اجزا همه مستقل باشند
یا همه غیر مستقل یا بعضی مستقل و بعضی غیر مستقل و معنی مستقل آن جزو ست که محتاج ضم جزو دیگر نگردد
بالعیان یا بدلیل خود دنباشد اما امثال تحلیل بدو جزو مستقل که از هر جزوی معنی مراد باشد چنانکه در اسم حرم که مشتمل بر

دندان ❊ شرف ازدو زخم خندان ❊ دون بمعنی خم و دان بمعنی کمر زدن است و مثال دو جزو مستقل که از هر یک لفظ مراد باشد چنانکه در اسم بدر عاجز ندارد رک نامش خاص عام ❊ و بقا باشد شرف قادر شود ❊ لفظ قادر بدو جز تحلیل یافته و مراد از هر دو لفظ است نه معنی و قس علی هذا و امثال دو جزو مستقل که از یکی معنی و از یکی لفظ مراد باشد چنانکه در اسم خرم صاف راح روح پرور خمار نیست چون دومی و دت سازگار ❊ لفظ خمار بدو جزو تحلیل یافته و از اول همان لفظ خم مراد است و ثانی بمعنی مرست از آوردن یوشیده نماند که اگر از اجزای تحلیل لفظ مراد باشد در بعضی صورت تحلیل زیاده بر دو جز نخواهد آمد و فائده این نوع تحلیل تسهیل عمل تبدیل با عمل قلب خواهد بود چنانکه در اسم بدر گذشت و چنانکه در اسم شاهی که در تیر غمزات تاراج کین ❊ در دل شیدا رهی نازنین ❊ در دل شی و ارهی گفته و لفظ رهی بدو جزو که یکی از ان غیر مستقل است تحلیل یافته و آن دلالت بر قلب ها میکند فافهم اما اگر از بعضی اجزا معنی و از بعضی لفظ اراده کرده شود در بحالت تحلیل بسه جزو و چهار جزو نیز ممکن است مثال تحلیل بسه جزو مستقل چنانچه در اسم علا باید ان نشین ای خواجه بحر خوار همی پیست ❊ بنده عمر ابدی یافت بنیکان تازیست ❊ لفظ نیکان بسه جزو تحلیل پذیرفته یعنی نی که ان تازی است و در تازی نی را لاگویند و تحلیل بچهار جزو مستقل مثل لفظ مازندران که اسم مکان از و حاصل شود چون تحلیل سبب سهولت اعمال دیگر پیشه و در امثله اعمال تحصیلی تکمیلی اکثر خواهد آمد تفصیل اقسام آن در آنجا گذشته خواهد یافت درین محل از مخافت تطویل و تکرار بر همین قدر اقتصار رفت تحلیل در حقیقت از نوع عمل است چنانچه ذکر کرده شود اما عمل ترکیب عبارت از انست که مجموع اجزا را که پیش از مرکب

در معنی شعری یک لفظ بنوده باشد در معنی معمای یک لفظ اعتبار نمایند و مراد از ان معنی یا
لفظ خواه آن اجزا قبل از ترکیب مستقل باشد خواه غیر مستقل اما مثال ترکیبی اجزای
آن قبل از ترکیب مستقل باشد چنانکه در اسم عمر مرغ دلهای کسان ابتمام آن عمر
صید خود ساخته بی دانه و دام آن عمر و لفظ دامان ترکیب یافته و مثال غیر مستقل
چنانکه در اسم بیک گرچه پیش رقیبان با من دل خسته یار هست از بیگانه
لیک آن ندارد اعتبار و لفظ نهالی بود و جزو غیر مستقل ترکیب یافته و چنانکه
در اسم درویش مرد عاشق از غمت بگشا بناز ای سیم بر و بر دل شیدا ش تیری دوز
اندر و هش تیر و لفظ داشتی در اینجا ترکیب یافته چنانکه در اسم شیخ طاهر خطا گوید
کسی کش تیره شد دل و خطا گوید بلی چون هست غافل و لفظ کشتی از دو جزو
مستقل و غیر مستقل مرکب شده و گاهی ترکیب از عبارت فارسی بلفظ عربی مستفاد
شود چنانکه در اسم عبید این خسته کوی آن صنم باید که باشد جای او دیدار تر میر بر
یاسر نخصد بر پای او و از لفظ ترمی که ترکیب یافته اسقاط الف از مقصود مستفاد لفظ
رو برش تبدیل ای بحرف یا مراد است فاضل و مولانا می شرف الدین علی یزدی جلیل مطلع
عمل ترکیب را برا سند کرده نقشا ر ترک این عمل نما نهیم باشد که ترکیب اکثر متفرع بر
تحلیل میشود پس در نظر تحقیق زائد بر عمل تحلیل نیست بلکه داخل در دست اما در جائی که ترکیب
از اجزای مستقل حاصل شود تحلیل را در آن دخل نخواهد بود چنانچه در اسم عمر گر نشست و در این صورت
ترکیب را بر اسند عملی باید شمرد و از اینجاست که مولوی جامی ملا امیر حسین نیشاپوری را ترکیب اعلی

علیحده قرار داده اند اما عمل تبدیل عبارت از انست که بعضی از حروف را که ضمن کلمه حاصل شده باشد بعضی از حروف دیگر که غیر حاصل باشد بدل نمایند بیک تصرف یعنی اسقاط مبدل و ایراد بدل بجای آن یک عبارت مستفاد گردد بی توسل بصیوت کتابی و تشابه قلمی حروف و غرض از قید یک تصرف احتراز است از انکه اسقاط مبدل و تحصیل بدل بجای آن هر یک از عملی دیگر واقع شود چنانکه در اسم سعید از نهایت و هست که در مهتاب پیوسته گداز و دو چندان گردد بجای لفظ مهد بوسیله عمل انتقاد ساقط شده و یای بجای آن مبدل عمل حساب حاصل آمد و این نوع خارج از عمل تبدیل است و مبدل اصطلاح این فن فاخر شد و مبدل اگاریم بیندا مثال تبدیل چنانکه در اسم عوض بترجمه فض چون آن بان شستی چشمه مخضر شد کناره حوض و چنانکه در اسم اسعد دام چون گل بسبوی خوش گشت بین بنان خاک و خوش و چاک ذیل جمله اسامی چهارگانه خاک و خوش و چاک باشد چون بحرف را تبدیل باید خاره خورده زند چار حاصل آید و گاهی تبدیل بواسطه تحلیل حصول باید چنانکه در اسم نبی اید نشان قدمت رویشان خواهند از ان نشان ترابی ایشان از لفظ نشان هم آن شاترابی ملفوظی سازند بنی شود لفظشان را و بهیت مخاطب ساخته تحلیل کلمه ایشان و گاهی عمل تبدیل متضمن کتابه باشد چنانکه در اسم رشید از گردش هر انچه بنیاد بتغییر خواهیم کرد بود صورت آن ماه منیر و هر اچون قلم کتابه ای و تغییر نمی بذیر ابی که صورتی است مستقل گردد چنانچه در اسم مقصود با خزان وقت گل زیاد مرصع خوانی و هر برات قبا دوخت و هر بیابانی از لفظ مربع بهار گوشه مراد است از لفظ بهار گوشه تبدیل قافی و بدل الغرض است چنانکه در اسم محسن

مانند زر شود رخ من تا تو بنگری ✤ مسکین بمیل تست کیمیا گری ✤ مرا دار کیمیا گر می شود
مس ست او وزان تبدیل مس بعین مقصود ست فتامل وچنانکہ در اسم اسماعیل بعد
یک سال ساقیا سینہ ✤ سنود مرا زان شراب پارینہ ✤ لفظ قبا نیز کسیب یافتہ انچہ قبا ہے
بنا شد سماعی ست و از سال کہ شمالی و بلفظ سماعی بدل شود اسمعیل حاصل آید گاہی
عمل تبدیل بتصرف در صورت کتابی حروف حاصل شود چنانکہ در اسم فصیح میداد
رقیبان سعی قد را پند ✤ کند در رخ ہر کس چو گل از نا بخندد ✤ از حد پسند نصیحت آن شوخ گزند پیر شود
امروز دو سر پیش افگند ✤ گوشہ ابرو نمی ست و از گزند زدن و سر پیش افگندن ان تبدیل نون
بفا مراد ست و گاہی تبدیل بحسب طرف قرب مخرج حاصل آید چنانکہ در اسم ایوب شمشاد
بپیش یار سیمین بر ✤ پیوستہ زر سم غرت استادہ بپا ✤ تصحیف ✤ غرت عرب شود
وچون زای او را استادہ یعنی راست بنویسند رقم شش میشود و بواو تبدیل می یابد گاہی
لفظی کہ در تصرف نمایند تبدیل شود چنانکہ در اسم نعمت می فروشد یار ما نازہ رقیبی آن
مانع ست انما را و ما بقیمت داد جان ✤ و از نوادر و بدایع طرق تبدیل ست این تصرف
در اسم و ار از لفش کہ نقاب آن رخ گلگون ✤ بزد شانہ و آن شب دراز افزون شد
بزہ چو کشید آن ضم دامن لف ✤ از زلف دمی انچہ بود کج پیرون شد ✤ کشید دامن لف
اسقاط حرف لام ست از لفظ دال را نسبہ قمر و از ان حرف را بہ تجنیم و از لفظ تا نی حرف لام
خواستہ و چون کجی او پیرون ✤ بالف تبدیل یابد جدول دوم دیگر اعمال تحصیلی و ان
ہشت عمل ست اول تنصیف و تخصیص دوم تسمیہ سوم تلمیح چہارم ترادف و اشتراک پنجم کنایہ ششم

تصحیف هفتم استعاره و تشبیه مستتم عمل حساب بالتخصیص تخصیص عبارت از وقوف

یکی ذکر بعض حروف اسم باتمام آن بعینه و این را تخصیص گویند دوم قصد اختصاص

و امتیاز آن حروف و بقرینه که بوجهی از وجوه دلالت بران نماید این را تخصیص نامند طریق

نصب قرینه آنست که صریحا بمحل مراد نشان دهند و این بچند نوع متصور است یکی آنکه

مقصود اشارت نمایند بی تعرض بحروف و کلمات دیگر چنانکه در اسم کریم کریم و خنده

میکند دشمن نام چو بشنود کرده خویش دیگر آنکه تعیین حد مقصود بلفظی کنند که

متصل بآن باشد چنانکه در اسم یاری ای تو بهاری چو پیدائی بس از پیش تو حاصل شد

نام تو بس پس آنچه در مصرع اول ماقبل لفظ تو واقع شده حروف اسم است دیگر آنکه لفظی

یا زیاده بترک بحروف مقصود متصل نباشد اشارت بلو نمایند چنانکه در اسم جمال

تاج مالک رقاب کشور حسن و جمعیت بس ست مالب لعل تو دیگر آنکه تعیین مقصود از

سیاق سخن و فحوای کلام حاصل آید چنانکه در اسم بهار روی تو کلی روضه حسنش بستان

نام تو بهاری که ندارد پایان و حاصل این عمل مجرد حروف ملفوظ ست و جائز نیست

که از بعضی حروف تنصیصی لفظا اراده کنند و از بعضی معنی مثلا اگر الف یا دال این عمل گویند باز

را بهمان لفظ خواهند و از یا یا را نخواهند جایز نباشد و اگر ضرورت افتد که از بعضی احتراز

اراده معنی کنند تا ذهن از حروف دیگر منتقل شود باید که اشارتی بآن نمایند چنانکه در اسم

افسر سیاه اگر ز پا افتد سر بتازی خوانی ار بپارسگانی ف سر و تازی این حروف بعد از

تحلیل حاصل شده گاهی مجموع حروف تنصیصی بعد از حصول تعرفی میکنند از

اعتبار مینماید و در نصیوت باید که ایمای بتعدد آن کرده شود چنانکه در اسم میر امان
دیدم معنی امان زان بر دال و زین سر معلوم شد شرف انام شریعه لبر دگاهی مجموع حروف
دو اسم را ممزوج بیکدیگر در یک محل آرد و بجدائی سر هم اشارتی کند چنانکه در اسم حیدر
و تو ران و تو حیران آن در زین افتاد چون بیندیشد که بنام تو و نام غریب آرد کلف در هم
امام و زین من میان در دو غم را دکشد از جور کین ۵ از بیانم آن نکی این سو یکی آن سو
ببین ۵ و گاهی تخصیص بعمل قلب حاصل شود چنانکه در اسم شادی شاه در پیش
رقیبان نتوان گفتن فاش ۵ نام صنمی که هست دلباشد آتش ۵ و گاهی متضمن کنایه
باشد چنانکه در اسم امام که گهی چون یاد زدآورده ام ۵ آئینه پیش نظر آورده ام اما عمل تسمیه
عبارت از انست که از اسم حرفی اسمای مخواهند یا از مسمائی حرفی از اسم او را کنند و باید دانست
که هریک از حروف تهجی را سیصد و شصت مثل الف و با و تا الخ و دول هر اسمی مسمائی آن اسم باشد
و انچه را مدبر مسامت از بیانات آن حروف گویند بنات شانزده حرف باتفاق و دو حرفی را که
مشدد مثل ال م ن ر ح و ذ ص ض ق ک س ش ع و دوازده حرف دیگر باقی
سیمانا اختلافست بعضی بنیات این و خرفیست باعتبار الف ممدوده و قصر بعضی الف مقصوره است
و مقطعات سوره قرانی متعوی قول اخیرست مثل الرحمن پس کریم قرات با الف ممدوده روایت شده
و ازین قرار عمل تسمیه متنوع بسه نوع میشود نوع اول آنکه از اسم حرفی مسمائی خواهند نوع دوم آنکه از مسمی
اسم خواهند نوع سوم آنکه از اسم حرفی بنیات اورا دکنند و این نوع از محترعات الامام شرف الدین علی
یزدی صاحب حل مطرزست که اکثر تسمیات امثله در کتاب از نتایج طبع او برافتاد اما نوع اول

چنانکه در اسم **شرف** زین جانب شرع از ان سوی کشف پرتوی است و درین میان سر او گاهی
حصول اسم حرفی با عمال معمای باشد چنانکه در اسم **صاعد** نیست این بلکه آخر که بعضا و
کف خونی است زدریای تن افگارم ٭ لفظ ضاد تحلیل و ترکیب حاصل شده چنانکه
در اسم **فتحی** چون بخواند یا رباآوازی ٭ بشنو از نی آن نفس تحسین کنی ٭ از لفظ سین
که بعمل تحلیل حاصل آمده حرفش مراد است و درین قسم گاهی اسم را تثنیه یا جمع گویند و
ازان مسمیان انداخواهند چنانکه در اسم **مقصود** من نیم از ناخوشی خویش مشوش ٭
بهر من آفاق گشته پر زدل خوش ٭ لفظ نافاق که تحلیل و ترکیب حاصل شده
چون برگرد و قافان میشو و چنانکه در اسم **یحیی** کو آه پر آتی از دل محنت کش تو
آتش دل علم بگردون برکشد ٭ کو خون دل کز مژه خونش ازدیده ٭ کو از دل پاگیر یا آتش ٭
از لفظ یا آت جمع یا مراد است اما نوع دوم از تسمیه که از مسمی اسم خواهند چنانکه در اسم
فیروز بقصد جان دل ناتوان رنج کشی ٭ رنج چو ما بیابی نمود ما وشی ٭ یکبار از رنج چو ما
فی خواسته دیار دیگر روا ده کرده و چنانکه در اسم **نوری** ما حرفی که آن بی قدر دوی یار ما
راست آخر کی بود بی وجه خویش و است ٭ از اسمای حروف انچه بی الف و یا با نون است و گاهی لفظ
مشتمل بر مسمی که اسم او مراد باشد بعینه مذکور نمی سازند چنانکه در اسم **مهنا** نام مه بی مهر من از عنایت
نازه از و امین چین بر میخزد ٭ و ز بیخبر تر او ف و سیله تسمیه شده و گاهی لفظ حرف را که میزله اخص است
ذکر کنند و ازان هم مسمی را ده نمایند چنانکه در اسم **قاسم** چو خواست شرف که نامش از لفظ می کرد
دو حرف را بقانون ستم ٭ از لفظ قانون ستم اسم نون و مسمای را ساخته نمونه انواع سوم که از اسم حرف

بینیات انزالارد گیتند و این را صاحب جلل طرز ابداع نموده و باید که اشارتی باراده بینیات
واقع شود چنانکه در دو اسم امام و امین بعلش بینیات دو جوهر کان خویش نام رقیب
لفت گهی گاه از آن خویش ۴ دو جوهر مراد از اسم لام عین ست و چون دو بار بینیات لام را
بگیرند امام شود و اگر یکبار بینیات لام و یکبار بینیات عین بگیرند این حصول یابد چنانکه در اسم
عبد القادر جنده چو دامان خود را بسط کرد و شد تمام ۴ دل رمید از قصر و فضل اسم داد ان
مقام ۴ صاد قصر را ساقط نموده و بینیات صاد را بجای آن آورده اما عمل تلمیح عبارت
از آنست که اشارت نمایند بحرفی یا بیشتر که در محلی معروف مسطور یا مذکور شده چنانچه
در صنائع شعر مذکور شده انچه در معما بآن نشان توان داد و در حال بیرون نیست یا از قبیل
کلماتست که در محلی مشهور مسطور یا مذکور میگردد یا حروف مفرده ست که در مواضع
معین از برای علامت اشیا مرقوم سازند مثل رقوم تقویم و اصطلاب و مانند آن چنانکه
در اسم احمد گیر فاتحه را دریابی ۴ حاجت بنو شرف بسی پاره تراود در اسم الیاس
سوره حسن چو بر صورت خوبت شد ختم ۴ صورت خاتمه ذکر مجید شد تمام ۴ خاتمه قرآن
سوره الناس ست و باید دانست که اصحاب تنجیم در وضع ارقام تقویم اصطلاح چند برای اختصار
مقرر کرده اند که در عرف ایشان متداول و مشهور ست مثلا در بیت اکواکب سبعه بحروف اخیر
آن اکتفا مینمایند و شمس و قمر را سر و مینویسند و علی هذا القیاس بروج دوازگانه را اسم سبعه
و شرف و هبوط و اوج و حضیض و امثال آن چنانچه علامت روز دل علامت شب و صفر علامت حمل و
الف علامت ثور و ب علامت جوزا و ج علامت سرطان بدین قیاس ی علامت د و ه علامت حوت

هست و در تقویت ایام هفته الف علامت یکشنبه و قمر و علامت دوشنبه و همچنین
از برای یکی حرفی معین نمود و بجای آن می نویسند و چون رمز معاشرت بآن چیزها
ذهن منتقل میشود بحرفی که مخصوص باوست چنانکه در اسم شمس دوش سرخ و نیلوفر
گل و بید آه و قمر از شب نهان گشت چو خورشید آمد و بیخار و قد و سیله تلمیح شده
چه خورشید مراد شمس است چنانچه در اسم او سین یا سپند مهر مشتری میگردد
او قیمتی است و مشتری دارد مهره و چنانچه در اسم فیروزبخت باشد مشتری یا
بین از دل اوج بصوت بیچ بدیباچه تقویم نگارد و در اسم صاعد با آنکه دل من
هستم بجان اسیرش ببیدل صفاست یارا با چشم شیر گیرش و کاهی بین قسم
لفظی را که حرف مقصود علامت او باشد بعینه ذکر کنند و مراد او اسم نباشد بلکه
در تحصیل آن بعلمی دیگر توسل جویند چنانکه در اسم طیفور ترکی که فدای نام او کرد
هندوی فلک دو خانه بر فور ده و خانه زحل که جدی دلوست کنایه بان نموده
علامت ان طاوی مقرر است و امثال انچه در محلی مذکور باشد چنانکه در اسم بیک
ای محرم کعبه انچه در ره کوی تو باید که بهفته ذکر آن مه کوی تو انچه محرم کعبه دوتا میگوید
لفظ لبیک است اما اعمال تراوف انست که از دو لفظ یا بیشتر که برای یک معنی موضوع
باشند یکی را ذکر کنند و دیگری را خواهند اعم از انکه در یک لغت موضوع باشند یا در لغات مختلفه
چنانکه در اسم شروان شرف از نام شریف تو نشان میجوید و لب شیرین تو چو سیمجان میگوید
و در اسم بهمن کشافی ز نام بت المنوان و بهمن لعب تو لن گفت بازوا ز جان رنج ان خواست

از جوونهرو پوشیده نماند که الفاظ مستعمل بر دو قسمت مفرد و مرکب مفرد یا اسم
یا فعل یا حرف مرکب یا تام است یا غیر تام و عمل ترادف در جمیع این اقسام واقع میشود
مثلاً اسم جنس چنانکه در اسم بحر گذشت و در مصدر چنانکه در اسم مسعود خواهد بود
جانان عمری در از گشتن تا آن دهان و دندان بنیم بیاز گشتن از لفظ باز گشتن معنی
مراد است و آن مصدر است و در ضمائر چنانکه در اسم هندو افغنه حسن بت شرف دل از
جزروی نگار و لب لعل مجو و در اسم نام خوبان ستارگان سپهر ملاحت اند
ماهست و میانه ایشان نگار ما نه و در موصوف چنانکه در اسم مجد الدین بکه مسجد
برون نه پای هوا س ای خطیب نقش آنان جو که از ند از حضور دل نصیب نه لفظ
آن مرادف الذین و نقش و الدین میشود و در فعل ماضی چنانکه در اسم تهمتن زان شاه سوار اصفدر
میدانی چون نام سوال کردم از میرانی بر طرف سمن فگند یکتا زموی بر اپر گفت تمام
گشت اگر میدانی باز موشعر خواسته و مراد از تمام گشت لفظ تم که مقصود با تمثیل است
و در فعل مضارع چنانکه در اسم یحیی گر شرف عود از مزاق دوست جان نامه نمیکونه میتواند
بدن مرا و زنده میماند لفظ یحیی است و در حرف چنانکه در اسم یوسف هوس مدو مرع بود شرف
راه دل نه از دل چو در آمد هوست نهار فت نه از دل قلب تا نه مراست و در مرکب تام چنانکه در
اسم نظامی گار سی جمع شیرف شیر زبان کمینه غلامش بگمان نیز گر گرد و نشان نه زنامش از لفظ
گمان نیز باطن مراد است و در مرکبات غیر تام چنانکه در اسم عیسی از صوت نام و نشانی بر و شن
چشم تو صبح تر زبانی گوید و در اسم نور الاسلام مست نام آنکه روشن شد بدین چشمها

روشنائی مسلمانی بنیکو تر زبان و درین معنی واقع نزبانی کہ لفظ مقصود از افعال آن بیان
باشد اشارت کردن بسیار پسندیدہ است چنانکہ در اسم عبد گفتہ شد چنانکہ در اسم عبد السلام
بندۂ تو کی شدم و نزانکہ می پرسیش نام من آنچہ اول گفتہ شد بر خوان تبارک و السلام تا ظاہر
آنست کہ لفظی را دو معنی یا بیشتر باشد و اشتراک تمامی تراوف و معنا نمیتوانند آمد بیرا کہ
مقصود در معنی معمائی حروف الفاظ است و بایزوہش یعنی کاہیست و در تراوف بمجرد
دریافت معنی حقیقی ذہن از مذکور مقصود انتقال مینماید ادراک آن بعد از علم بوضع موقوف
و در بندیست وقت و خفائی کہ در معما باید و در تراوف تمامی نیست و نزد ارباب این قصور
را بتراوف ضم میکنند و طریقش آنست کہ لفظ مشترک بعینہ مذکور سازند و مراد از و بحسب معنی
شعری مفہومی باشد و نقصد معمای لفظی کہ مرادف او باشد باعتبار معنوی دیگر چنانکہ در اسم
الغ بیک گرانی گشت حاصل پی چو بزم بر سر کویش + سبکسر و خانہ نگاہ شتم بجان
دل دعا گویش و درین بیت لفظ گرانی بحسب معنی شعری مقابل سبکی آمدہ مقصد معمای مذکور
ازانی و ازان لفظ علاحدہ خواستہ کہ مرادف گرانی ست گاہی لفظ مشترک را بعینہ مذکور نسازند بلکہ
تراوف آرند چنانکہ در اسم سعدی در جواب شنیدم سحری نام نگار و شوقی کہ نظم آنرا گشت نیاز
او می یابد توام قرار و مہری مہر و یار تو باشد کہ بینیم دیار از مہر اول بطریق تلمیح می خواستہ از دوم
لفظ عید و از و بعلاحظہ اشتراک و تسمیہ حرف عین اما عمل کنایہ عبارت ازانست کہ خبری
بلفظ غیر موضوع لہ ذکر کنند و ازان لفظ موضوع لہ را خواہند و این عمل بر دو قسم است
کنایہ ابداعی و کنایہ غیر ابداعی اما کنایہ ابداعی آنست کہ موقوف بر مادہ کہ بعمل سابق خاص شدہ

نباشد بلکه مواد اسم را بصفات وحالات وعوارضی که اختصاص بان دارد نشان دهند چنانکه
که اندیشه از لفظه آن انتقال مقصود نماید واین نوع قریب بلغز است چنانکه در اسم خضر از اسما
تمثلی که غشش حاصل است بوس + بشنو ز شرفای جزالمعی + او را بر است بهم
مرکز و محیط و نصف محیط و مغز بیش ثلث مطلق + پوشیده نماند که حرف را نصف محیط در اسم
مذکور واقع شده و آنرا باعتبار تاجر مغزی گفته و حرف خا را باعتبار تقدم محیط مطلق گفته و عدد
حرف ثالث شمرده میشود چنانکه در اسم شمس نام تو هم سه حرف است روشن کنم مفصل ثانی و ثلث
ثالث و آن هر دو ثلث اول + واین نوع را باعتبار حصول اسم معما میتوان گفت و الا در حقیقت لغز است
دگاهی در گنجد ابداعی لغز اعد و مصطلحات علوم توسل جو بینند چنانکه در اسم کمال الدین
بی خار تعب کسی گل کام نچید + بی رنج طلب کس بمرادی نرسید + رنهار دلا تو در کمین باش
و بگرد + تا در تو شود دوات تعریف پدید + مراد از دوات الف و لام است و نوعی از کنایه ابداعی
بطریق تلمیح حاصل میشود چنانکه در اسم علی شیر مانی که فرشته صورت و حور تمثال است +
پیرایه جنسش ادب و علم و حیا است + نامش بولای شه و شیر است و لی + بشنو ز شرف که اولین شیر
خداست + و فرق درین قسم کنایه و تلمیح آنست که در تلمیح حرف یا کلمه نشان داده عین مقصود میباشد و در کنایه
مقصود مشتمل از قبیل کنایه ابداعی آنست این بیت میر حسین شفیعی نیشابوری در اسم معز انکه بست از زیر
روز بروزم بهتر + هم هست که زیر قدمش مانم سر + و در اسم قبا و دلا دوری از کار و ما جهان
+ وزان آنچه باشد رخ دلبران به + انچه وزان باشد باد است و در اسم عبدی حسن عارض
و سرو قدان چو زنار + تنه نابنده باشد بود سرو آزاد + ماده اسم لفظ الی مرادف تمام اشتمال لام

مثلاً راه گفته و ساقط نموده الف او را بنده گفته و بلفظ عبد تبدیل کرده و چنانکه در اسم لطیف
هست بر روی طبق ماه بجای نانش چرخ فیروزه چو اقطار کند خوانش ماه را لقط فیروزه
روزه برده باقی قلب شود لیف حاصل آید یا کنایه از اختراعی است که اشارت نمایند بتکرار
لفظی که بعملی از اعمال معمای حاصل شده یا شد یا بتجدید حاصل شده یا لفظ سابق منضم گردد و یا
از و بلفظ دیگر منتقل شود بوجهی از وجوه پس کنایه از اختراعی اشارت نمودن است بتکرار لفظ چنانکه در اسم
محمد بدخش گفتم چو باز گفتم فرزود زاول و دوم از دوم سوم زاید بود و نوعی از صنوتکرار است که
از لفظی معنی اراده نمایند و از ضمیری که راجع بان لفظ باشد معنی دیگر خواهند بطور صنعت استخدام
که در فن بدیع ترد آئمه عربیت مقرر است چنانکه در اسم سعد رقم مهر چو باد دیدم فرود از خانه
نشان پرسیدم از رقم مهر حرف سین و از ضمیر او که راجع بمهر است عین خواسته و صنع
ثانی کنایه ایداعی است چه خانه چهارم خانه مهر و محبت است و از چهار حرف دال مقصود است و
چنانکه در اسم ابو اسحاق میان سر و قدش رسم نونگایشان نهاده سر بهم در میانه دال محمود
از سر قدود و الف خواسته و رسم نو بوست و از ضمیر ایشان که راجع بسر و قدست سر بهم گفته
و سین و قاف حاصل کرده از دال حشام راست و درین قسم کنایه اکثر توسل بذکر کلام خود و خویش
و مانند آن جویند چنانکه در اسم امام انچه زائینه ام توقع بوده آب عکس خویشتن بنموده
و در اسم قوام ایشبی شرح جمال تو نشرف دارنده ماه بخود شود و در دلش آن دارنده و زینجهت شد
ماه اسقاط را می قسم مراد است و گاهی این نوع کنایه با تسمیه صنم گفته چنانکه در اسم سیف قدت
حرکت کرد و الف بخود شد بدنا تو دل گشته اش آرزوی ماه بخود شدن لفظ الف حذف سمای او مراد

ولفظ سرگشته در بنجا از محسنات معاشت و از لطائف این نوع ست این معما

باسم آدم محتسب خمهای می دی بر سر کوی بر بخیت ✣ شد تماشا کرد آن بادیه
که هر سوی بریخت ✣ لفظ شاگرد بتحلیل و ترکیب حاصل شده اما عمل تصحیف عبارت
از انست که بتغییر صورت رقمی حرفی یا بیشتر بحدث حسن اداء رسم اشارت نمایند و این را اصطلاح
و وطریق ست یکی آنکه بصیغهٔ تصحیف یاد شده آن لفظ تصحیف مقصود رسم
و نقش و شکل و صورت و نظائر آنست و این نوع را تصحیف وضعی نامند و دوم آنکه اشاره کنند
بجویا اثبات نقطه که مابه الامتیاز بعضی حروف ست از یکدیگر و این را تصحیف عملی گویند
و صور این عمل از حروف هجا بست و دو حروف ست و شش حرفی یکدیگر عمل تصحیف تواند
و آن در لفظ کوه عمل مجتمع ست و تصحیف وضعی با وضاع مختلفه و نوع میاید و بالجمله یکی
آنست که صیغهٔ تصحیف را بجمل تصرف یا کلمه که دال بر عمل تصرف باشد اضافت کنند چنانکه در اسم
ابوتراب ف در صورت ایوب صابر ✣ تراجوید که هست از در دشاکر ظهور اسم **فتح الله**
در صورت بوسه تو حال عجیب ست ✣ میرود شرف و آب حیاتش سبب ست ✣ و چنانکه در اسم
میرحسین چون بشود سوار بر خش ستم زکین ✣ سر میرود تو صوت این با همین
و در بنجا تصحیف بضمیری که راجع بمجمل تصرف ست مضاف شده گاهی صیغهٔ تصحیف را بی اضافت
استعمال کنند چنانکه در اسم **یعقوب** گر دران بت عفو باشد ای شرف ✣
صوتی زان خو بتر نیابد یکف ✣ و در اسم **بشیر** بامید کامی که آید یکف ✣
لبی نقش بر دل نگارد شرف ✣ و در اسم **عمران** گر ندانی نام آن شکر لب

شیرین دهان ✤ دید و بشکل دهانش بند و زان نقشی بخواند در رسم **ناصر** نام ترا
ای ناصر در بادل و الا گهر ✤ تا نقش کردم بر بصر شد محو از و نقشی دگر ✤ از یک نقش
تا تا نخواسته دارد دیگر حرف با الا تصحیف جعلی که در ان بجوبا اثبات نقطه حاجت افتد و تغییر
از نقطه گوهر خال و دانه و زره مانند آن نمایند بسه طریق می آید یکی آنکه حروف مهمله را منقط
سازند یا برعکس آن یک نقطه دار نقطه دیگر بیفزایند چنانکه در رسم **افضل** گوید و سه افضل شتا
ز ابر عطایت ✤ یک قطره چکید سر و بر آید ز کنارش ✤ و در رسم **شیخ ویس** آید بدی شود
پیدا من و پیش را بیکسم صرف می در های اشک خویش ✤ و در رسم **خضر** ترا ست بر ورق گل
و خال عنبر فام ✤ که گر بحبر در آید شرف بر آرد نام ✤ و جامع تصحیف جعلی و دو ضمیمه این معما ام
شیخ علی آمد بسن چهره بپرداز نقطه خوی ✤ دیدم رخ او سوال کردم از وی ✤ بر ماه شمار ها چه
تصحیف بود ✤ چون گفت بتصحیف دگر بردم پی ✤ مراد از تصحیف دگر نقطه جعلی ست
که تصحیف اوج علی میشود طریق دوم از تصحیف جعلی انکه حروف مجرد را مهمله سازند چنانکه
در رسم **حسام** از چشم من چو رخت هران گوهری که بود ✤ در چشم خلق بازر در یا در گشود
و در رسم **مسعود** ✤ انها بهر شمار فشاند و دل بر سر نهاد ✤ شمع در بزم تو دود و دوش از سر
بگذشته بود ✤ طریق سوم انکه نقطه را از محلی بمحلی انتقال نمایند چنانکه در رسم **یوسف**
خالها دارد تو در گرد و بر لب عیان ✤ از شرف جز صورت بیدل نماند انزمان ✤
و در رسم **رستم** دلدار گر گذاری افتد بر سیم اشک ما قدم ✤ بالا فشانم خرد ها بهر شار تر دمبدم
از بدائع صور تصحیف جعلی ست این معما باسم **شرف** از طرف [illegible]

گردد بجایش طلوع مهر و سه چیز دگر * مهر و سه چیزای عجب هست یکی بر چهار * از شرف
این نکته پرس گر تو نداری خبر * در اسم **عمران** سوختن داغ از نعم جانان خوش بیش *
در طریق کار ما نیز آن خوش است * طریق کار مائی که تحصیل حاصل شده نقش ست فاهم اما
عمل تشبیه و استعاره عبارت از آن ست که لفظ را نوکر کنند در ازای حرفی یا بیشتر اراده نمایند
که با آن لفظ مشابهت داشته باشد بطور تشبیه یا قاعده استعاره که بیان آن مشروحا
در حدیقه اولی گذارش یافته و چنانچه در استعاره مذکور شده که وجه شبه در استعاره و استعانه
باید که ظاهر باشد در پنجا نیز باید مقصود ایاند کور مشابهتی جلی باشد که میان قوم متعارف بود
تا ذهن بسهولت انتقال بان نماید و از حروفی که تحصیل آن با این عمل بسیار واقع میشود
یکی الف ست و تشبیه آن بقد و سرو و علم و نخل و نظائر آن کنند چنانکه در اسم **ابراهیم**
گفتم نه براه است که نام تو ندانیم * نمود قد و خندد و زنان گفت بر اهم * و در اسم
حسام حریم چشم در اسروت اربار آید * کند نثار بران گوهری که دارد چشم * و در اسم
حیدر روایت و صف نیست چون برانداز و شرف * از حیا دارا بیند از و علمدار اهم *
و در اسم **محمد** هر که ران لب چشید طعم رطب * نخل خرما زبن بیند از و * دیگر از حروف
مذکوره بسین بست و تشبیهش بماره و دندان کنند چنانکه در اسم **سعد** گزاره نمی بر سیرین بیند و
بیدل از حقانکه مهر تو نبرد سر سوی * و در اسم **حسین** **شاه** لب شیرین دندانش نگه کن *
نشان چو وزیر پس آن ترک مکن * مرادا زشیرین حاوست در سته دندان نیز گویند
چنانکه در اسم **شمس** از طرف لبش رسته دندان چو نمود * بشکل دهنش در امیان پیدا شد

و دیگر از معروف مذکور و نون ست که آنرا بر باد و بال تشبیه میدهند و جیم و دال و لام را
بزلف صاد را بخشم چنانکه در اسم نجم الدین جمالی بیان و شکل او بیش شرف
صبح و دین بهاخت و کوشش مدد و در اسم انتقیا زنا او و دلال و چید از ناخن
من نقش از دوم تعلم اش نیا زما و در اسم محمود تبسم سوخوبان ست ما بش اسم عیان بود
و بجای شکل ندانش اگر نقش دهان بود و اکثر اشکه این عمل و سعادی ایجاد
دیگر گذاشت یافته و زنجا همین قدر کافیست ما حصل حساب ان منتهی بر پنج اسلوب ست
اول اسلوب اسمی دوم اسلوب صفتی سوم اسلوب فعلی چهارم اسلوب اعصای پنجم اسلوب
انعصای اما اسلوب اسمی آنست که اسم عددی را ذکر کنند و حرفی را از حروف ابجد که اختصاص
بآن عدد دارد اراده نمایند چنانکه در اسم عماد بهر نظاره تو بگاه حساب فشم خواهم
من از دماغ پریشان هزار خشم و چون گویم اسم و اراده مسمی از قبیل تصریح ست این نوع
معما چندان رغبت ندارد پس اگر حصول اسم عدد با عمال معما باشد در قوت لطف می افزاید
چنانکه در اسم تاج زلوح سینه بشوق نقش نام غیر تمام و چو سینه تهی گشت یابی از تمام
و در اسم علیه نام آن شه عجب ست آمد با صبر تش چون نهفت پیدا شد صوت شه ست
و از ان حرف جیم خواست چنانکه در اسم بلال پیچ گفتمش که بلا برچه شد بنام تو ختم نماد بر لب تا تو
رشته دندان رشته دندان سین لب ت قوت ست از تالیف آن لفظی حاصل شد
که لام از ان مراد ست اما اسلوب صفتی آنست که حرفی را ذکر کنند و از اسم عدد آن حرف اراده
چنانکه در اسم موسی گفتم که چیست هستای جانفزای دلبند آشفته گشت صوا ز ابر

از خدا دور باد جنت شد میعاد کلیم ۞ فتح تاز سطقسات آمد ان فتحات کریم ۞ خدا یکی دو رباعی
جنت هشت و میعاد کلیم ۞ چهل و سطقسات که عناصر باشد چهارست و چنانکه در رسم منصوب
مستور بود نامش و نقش مکند مشرف از بهر کشف مزشمار جهات هشت از لفظ مستور
بعض تامل کرده و شمار جهات شش بر نهضت و در مصطلحات طبی گفته باسم مجدبری کن مزلم
از امور طبیعی ۞ که از قدر بالای ارکان برآمد ۞ امور طبیعی هفت و ارکان چهارست اما
اسلوب قمی عبارت از انست که اشارت به بعضی از ارقام هندسی نمایند و از ان عدد
او را خواهند و این بدو طریق می آید یکی آنکه اشارت نمایند باثبات صفر از برای رقمی
یا اسقاط صفر از رقم دوم آنکه ارقام را به یکدیگر ترکیب دهند اما اول چنانکه در رسم سریع
در خط خوبی چوزمه خواهی باج ۞ صفری کم کن اولین لفظ خراج ۞ چون یک رقم صفر از رقم
شود همین گردد و فقیر گفته در رسم رضا چون دل اشفته ام یکپایه بالاتر رود ۞ می سزد
در راه بی پایان عشقت گرد و ده و اثبات و اسقاط صفر گاهی بوسیله اعمال دیگر باشد
چنانکه در رسم جمال تا طلوع ماه مهرانیش از شوق شمال ۞ شد مکرر اولین برج شمالی را
غروب ۞ مراد از اولین برج شمالی حمل ست رقم آن در تقویم صفرست و از تکرار نهضت
اسقاط دو صفر مراد ست از سنه صد که رقم شین ست در لفظ شمالی و چون دو صفر از رقم شین
کم کنند جیم شود و مثال طریق ازین اسلوب چنانکه در رسم حمید رسوال کردم ازان و البر مجاسب
نام ۞ از لطف کلک گهربار ساخت ذیور دست ۞ یکی میانه هشت و دو زر رقم دان را بشمار
کرده و در آور حرفی از سر و ستمه چون رقم یکی را میان هشت و دو بنویسند دو صد شمرده شود

جدول سوم در اعمال تکسیری و آن سه عمل است تالیف و اسقاط و تعلب اما عمل تالیف عبارت
از آن است که مولو مفروض را که بوساطت اعمال دیگر حصول آمده باشد به ترتیب حروف
اسم جمع نمایند و فرق درین عمل و عمل تفصیل آنست که در انجا مجموع حروف حاصله از حکم یک
مفرد میباشد باعتبار معنی مسمائی در تالیف مواد اسم را بعد ابعد ایراد مینمایند در مواضع معد و
و انضمام و التیام ایشان مرادی باشد و مراد از مواد مذکوره در تالیف عم از آنست که حروف
مفرده باشند یا کلمات تالیف بدو طریق می آید یکی آنکه خبر بهم پیوندد و بی آنکه جزوی در جزوی دیگر
داخل شود و این را تالیف اتصالی گویند دوم آنکه بعضی اجزاء را در بعضی داخل سازند و این را
تالیف امتزاجی نامند اما تالیف اتصالی آن گاهی از نظم بحسب تقدیم و تاخیر تفاوتی مستفاد گردد
بی آنکه در کلام شعاری بتقدیم و تاخیر حرفی باشد چنانکه در اسم حیدر بنمای که ابتدای حال
دستی زبرای آخر کار بود و درین صورت رعایت تقدیم و تاخیر حروف اسم بحسب ترتیب واجب است
چنانکه در بیت مذکور اما اگر قرینه دال بر ترتیب یافته شود روا بود که متقدم را موخر و کرکنند
چنانکه در اسم بایزید آن سرزلف که پیوسته نمی پاید بر دست گر بدست شرف افتد بجانی ندهد
و از مواد این قسم ست انچه ملا میر حسینی هروی گفته در اسم محمد مشرف میر را در مدح و
ثنای شاه جمشید مکان سلطان فلک سریر دارای جهان بگردون می نوشته آمد
ایدل اگر خورشید نهاد دل بهر حرفی از ان جگاهی و اسقاط و تعلب بر ترتیب ضمن ابیاتی که
بعد از و اذکر شود موخر باید داشت انچه ماقبل ایست مقدم باید شمرد چنانکه در اسم
شکر الله شرف وی وفا از شکوه بر تابد زجان میگو بجایش غایت شکر و رضا و فضل و

افضالیش ✻ و وادی که در معنی شعری بمعنی عطف نباشد در معنی معمای گاهی بمعنی عطف
گیر مروگاهی بای معیت و بر که مرادوف علی می آید افاده تالیف کند چنانکه در اسم جنید
سوی جانان بین دل و دیدان ✻ بر که قافل بکعبه کو دیدان ✻ و در اسم عماد بر افکن ای شاه کرم
چشم عنایت ✻ کز ره تو در مانده درین شهر بماندیم ✻ و در اسم ابو سعید از غایت دوستی اسم او
دل ✻ زر بر سر دست و بر سر رندان ✻ و اوج فراز دنها سر آن تا قائم مقام بر مشود چنانکه
در اسم مسافر چون اسم راه و تهر تاجش گویند ✻ باید که بود تاج مناسب او ✻ اف سر راه و تاج
سین و تا مناکه سیم ست و ستار او گفته و چون مواد تالیف اتصالی زیاده از دو جزو باشد
و خواهند که تصریح نمایند بتعیین وسط و طرفین از برای ترتیب وسط را اصل سازند و طرفین را
بان ضم کنند چنانکه در اسم علی در طالبت شد فلک بے سر و پای پری ✻ از طرفی آفتاب
و زطرفی مشتری ✻ و در اسم فتوح تو دی آنکه آغاز و انجام فتح ✻ یمین و یسار تو زیر و گشوده
و گاهی وسط را بیان طرفین آورند چنانکه در اسم مسعود خورشید سر انداز د و گل دل باز د ✻
هر گاه که شفقت آورد سر بیان ✻ و درین قسم گاهی بند کرا زونا که مراد من والی باشد
توسل جویند چنانکه در اسم صدیق هر مجا بیچ آن بری باشد ✻ قاف تا قاف مشتری
باشد ✻ و در اسم ابو طالب زابر و مکو شرف کاست ✻ از سطر و تا بلب خ او ✻
اما تالیف امتزاجی اکثر بتوسط کلمه رحاصل میشد چنانکه در اسم شاه رستم سر و شش کاهی
اسا از سد سر بر گذشته ✻ در شهر نا در آمد رستم سر گذشته ✻ کاهی لفظ در تحلیل اصل شود
چنانکه در اسم برهان شدم بان در جستم ز نام خواجه نشان ✻ و ندادو بار دم و گفتا طریق

دربان است ❊ و لفظ قلب و دل و اشباه آن در این عمل مرادف دست چنانکه در رسم
بخت یار آن بت که دل او پارهٔ خارا دارد ❊ ناشن که پرسیم که یارا دارد ❊ و گاهی
اوساط کلمه را بمعنی وضع و مقام تعبیر کنند چنانکه در رسم منصور یوسف غنی طلب کن کز دولت
عزیزی ❊ در مصر هر محل از تو فزوده چیزی ❊ و گاهی لفظ پرشدن و آمیختن و مانند آن
ذکر کنند و خول بعضی از اجزا در بعضی اراده نمایند چنانکه در رسم علی عیدی ای رسوده دوست پر بلاست
و ز بلا جمله کاست دل بر جاست ❊ و در رسم میر قاسم تا شرف در دست پیمانه گیرد قلم ❊
با رقم اسمی برآمیزد بهم ❊ مادهٔ نام لفظ رقم اسمی است که از امتزاج حروف بیکدیگر حاصل شده
و از غرائب تصرفات تالیف امتزاجی این چند معماست و در رسم احمد دل با طرف دل انطوف ❊
و ز لب دوست بر فی سوتوف ❊ و در رسم حمید دری اگر گوید حد باید دون شرع است و
دین ❊ عکس آن گوید شرف گوید معما باشد این ❊ و در رسم کمال رسم بود کی گل رخ آنجنان
خوی بروی تو عکس کرد از آن جمال ❊ و در رسم مبارک کام دل ست ناست دل ز ان گرفته و بس
رمز شرف نفهد جز عارف هنر ور ❊ و در رسم محمود صورت جود ست و بس خوجه والا گهر ❊ انسر
ملکش کلاه شمل کلاهش کمر ❊ و در رسم شاه گر گدین میخ بر دو سف ما بار قیبش بجمل ❊ با
آن گرگ شود طعمهٔ شاهین اجل ❊ اما عمل اسقاط کز اتخلیص نیز گویند چنانست کز حرفی
یا بیشتر از حروف حاصله را بیندازند یعنی اشارت بعدم اعتبار آن کنند تا متصور از آنچه غیر
متصور باشد خلاص گردد و در اصطلاح این فن حرفی یا بیشتر کز لفظی ساقط گردانند
آنرا منقوص خوانند و آن لفظ را منقوص نامند گویند و آنچه بعد از اسقاط باقی ماند آنرا

حاصل نامند و اسقاط بر دو قسم می آید یکی آنکه منقوض آخر من منقوض منه بدف ناک تعرف
سازند و از درجهٔ اعتبار بیندازند و این را اسقاط عینی گویند دوم آنکه منقوص را در تغییر
منقوض منه معین ساخته از درجهٔ اعتبار ساقط نمایند و چنین اسقاط را شکلی خوانند و اسقاط
عینی تخصیص منقوص و تنقیص او از یک صورت حاصل میتواند شد بنوعی که بهیچ عملی از اعمال
اصولی و فروعی احتیاج نمیفتد چنانکه در اسم قوام مه ابتدر رک تو خواندیم تمام شد و آن
در دلش بماند دلی ناتمام بود ✻ اما اسقاط شکلی تخصیص منقوص بسیلهٔ عملی از اعمال
تحصیلی صورت نه بندد و الفاظی که دلالت بر تنقیص نمایند از صیغهٔ اسقاط گویند و این
بر دو گونه می آید خاص و عام صیغهٔ خاص آنست که مفهوم او مقتضی زوال جزوی معین باشد
از منقوص منه و چنان صیغه دلالت بر تخصیص و تنقیص مع یکند مثلا لفظ ناقص و ابتر و کوتاه
و مختصر دلالت بر نقصان حرف آخر مینماید چنانکه در اسم علی در جسیم ناقص آید یا تمام نزد
جز صورت بخوانند اهل کمال معنی ✻ و در اسم کیخسرو کی سخن کوته کنم تا رو نماید وصف یار ✻
زیر بالائی است باقی سخن پیدا شود اشارت ✻ و لفظ مجوف و معنی فحوای آشیانه ان تهمارت بر نقصان
مابین الطرفین کلمه یکند چنانکه در اسم سیف تشنه ایم و جهان پر آب حیات ✻ با سبوئی
کنار فرات ✻ و صیغهٔ عام آنست که مشعر باشد بر جزء معین بچیزی لا علی التعیین و در این صیغه
نامها یاست از انضمام امری دیگر که افادهٔ تخصیص منقوص نماید چنانچه در مطاوی امثله معلوم
خواهد شد و باید دانست که اظهر طرق اسقاط صیغهٔ نفی ست و این گاه لفظیست بنوعی مانند
آن شکم منقوص شود و اگر بصیغهٔ نداری و مانند آن بود عائد بمنقوص منه گردد چنانکه در اسم

بلال بہ تیغ ار میکشی شاید دلی پیوند ازگسل ✻ بلا بر دل خوش است ار سر دہی غم مدار دل ✻ و صیغہ کہ درین عمل بسیار واقع میشود کلمہ ہے ست و آن در استفاط یعنی بر ادات انتقادی داخل میشود و استفاط مثلے بر لفظ منقوص یا انچہ دال بر باشد می آید چنانکہ در اسم **یعقوب** قیب چون شرف از روی یار شد خرم ✻ عقوبت تو اگر بی نہایت ست چہ غم ✻ و چنانکہ در اسم **احمد** صباح مرد چو بی صبر ماند از غم یار ✻ بنام دوست صبوحی کن و شراب بیار ✻ و در اسم **قطب** اشک خونی من گریبان خواہم پنہان کنم ✻ قطرہ بی رفت در دامان محبوب اوفتاد ✻ و دیگر الفاظ کہ شعر بر سقوط منقوص باشد شامل رفتن و رفتن و شتن و باختن و ہشتن و گداختن و افتادن و کشادن و ریختن و چیدن و بریدن و دیدن و پریدن و پوشیدن و پاشیدن و شکستن و گسستن و سوختن و نہفتن و زیان کردن و بر باد دادن و زدودن و سائر انچہ بوجہی از وجوہ دلالت بر نیستی و جدے نماید چون فراق و وداع و دور و مہجور و اشباہ آن و ما ساد ایں افعال گاہی بصیغہ امر کردہ شود و گاہی بنفوص و گاہی بلفظ دیگر غیر ایں ہر دو گاہی متکلم یا مخاطب یا غایب بر سبیل افراد یا جمع بصیغہ ماضی یا مضارع یا امر میاتی چنانچہ اکثری ازان در ضمن امثلہ ماتقدم گذارش یافتہ و چنانکہ در اسم **حسین** دل بندہ از حبس غم میرہاند ✻ رقیب انگبین آستین بر فشاند ✻ و در اسم **محمد** گر باز نہان کنی مروت روے ✻ دامان تو گیرم و امانت ندہم ✻ و در اسم **سلطان** لب ساقی و لطف بیحد او ✻ گر بود کوہ مباش می بیمان ✻ و در اسم **مسعود** دوش از شبنم بگلبن خویش اثر ساخت گل ✻ رمح کشادی پیرہن انقاب ساخت گل ✻ بلفظ کشادے تحلیل یافتہ و از وی مس مراد است و پیراہن و رمح چون بر انقاب اند و انقاب بالا خواہد بود و مقصود

بالتمثیل لفظ ریخ کشادی ست و کاهی صیغه امر بطریق لغت آرند و آن چنانست که منقوص مذکور
باصفة ذکر کنند که مشعر باشد بر اسقاط منقوص از و و این صفت یا بلفظ مفرد باشد که دلالت بر اسقاط
و تعیین منقوص نماید یا بلفظ مرکب بود که بعضو اجزایش بر منقوص دال شود و بعضی بر اسقاط آن چنانکه در بیت
جمشید چون دید شرف کرشمه ساقی ما ✻ از جام تهی زیا درآمد غیر از لفظ تهی که صفت
جام ست هم دلالت بر تعیین الف میکند و هم بر اسقاطش چنانکه در اسم بهمن در شعر شرف نام
شریف تو بیان کرد ✻ بهر من دلسوخته بود انچه عیان کرد لفظ دلسوخته در معنی معانی لغت
لفظ بهر من واقع شده اگرچه در معنی شعری لغت متکلم ست و لفظ دل دلالت بر تعیین منقوص
میکند و لفظ سوخته بر اسقاط آن و چنانکه در اسم منوچهر در کتاب چوگرد و جوان تیر انداز
چو چشم خویشتن از نام خویش گوید باز ✻ لفظ تیر انداز که صفت جوان واقع شده
دلالت بر تعیین الف دارد و لفظ انداز بر اسقاطش و چنانکه در اسم بهرام گزینی لو سعت
جان شرف نام نیک یافت ✻ بجران جانگداز تر امروز دیدست اکمل قلب عبارت ست از تغییر
ترتیب حروف و تقدیم و تاخیر کلمات تا حصول اسم بران مترتب گردد و درین عمل اگر لفظ
مذکور نماند که دلالت بران کند مثل لفظ قلب و دل و عکس و باز گونه و نظایر آن
در بصورت آنرا قلب وصفی گویند و اگر فحوای کلام مشعر باین عمل باشد بی توسط بالفاظ
مذکور آنرا قلب حملی خوانند و در حملی اگر همان چیزی که قلب بر مراد ست بعینه در محل خود هدف
تیر تصرف گردد و آنرا قلب حملی عینی نامند و اگر مثل او در محلی دیگر تحصیل نمایند و ان
تصرف کنند قلب حملی مثلی خوانند چنانچه در مبحث اسقاط گفته شد و اگر محل تصرف

این عمل یک کلمہ باشد و بترتیب برگردد آنرا قلب کل گویند و اگر بعدم ترتیب قلب شود قلب بعض نامند و اگر زیادہ بر یک کلمہ باشد آنرا قلب کلی خوانند و وقوع این عمل یا بر سبیل وجوب است یا بطریق استحسان چنانکہ در ہم **ایوب** نام او میجستم و گم شد دل من ناگہان ہد بوی دل گر بشنوم یا ہم زنام او نشان ✤ و قلب در مصرع اول کہ دل من بران دلالت میکند استحسانیست چہ اسقاط میم و نون از لفظ نام واجب نیست کہ بترتیب حروف باشد و در مصرع ثانی وجوبی است فافہم و صیغہ قلب کل لفظ قلب و از گونہ و عکس و گشتن و نظائر آنست و صیغہ قلب بعض لفظ شفتہ و پریشان و ہم برآمدہ و اشباہ آن امالفظ زیر و بالا اگر بر دو کلمہ اطلاق نمایند صیغہ قلب کل خواہد بود و اگر بکلمہ دو حرفی اطلاق کنند بقلب کل تعلق خواہد داشت و امثلہ این اقسام در مطاوی اعمال سابقہ سمت گذارش یافتہ و در ین مقام نیز مثالی چند ازان نمودہ میشود مثلا چون لفظ ترسم مادہ اسم رستم سازند و کسوت نظم دراین منوال باشد رستم نامن تو گویم و گمو پیش رقیب ✤ ترسم کہ ہم برآمیہ شفتہ شود ✤ قلب بعض مضمی باشد و اگر چنین ایراد نمایند **ستم** ترسم کہ سرش بر قدم افتد روزی ✤ قلب کل جلی یعنی بود اگر چنین گویم **ستم** ترسم کہ سریغ زند بسر من ✤ قلب جلی شکلے باشد امثال قلب چنانکہ در ہم **منوچہر** دل پی نام رمتہ بادیدہ ✤ رہ چونم پو بباز گردیدہ ✤ و قلب بعض چنانکہ در ہم **حمید** دوشینہ شرف چوزار در ماندہ شفتہ بیع باز مینماند ✤ و قلب کل چنانکہ در ہم **حمید** رمجنون کہ دانم چون شوی معشوقہ دارد در دروں ✤ وحی خود پیش اوفتد دیدار لیلی باک نیست دگاہی وضع این عمل بگیر اعمال معاً حاصل شود چنانکہ ہم **نبی** کاتب تقدیر خط مشکبار ✤ بقلم بنگاشت بر خسیا یا ✤ از عبارت او قلم بنگاشت بن گشت حاصل آمد چنانکہ در ہم **صہرا** ز سیل سرشکم ای سمن قد ✤

هست آب گرفته راجید * عبارت پیش تاب گرفته به تحلیل حاصل شده و قلب جعلی خواهد عینی
باشد و خواهد شکلی بی وساطت عمل دیگر از اعمال معمای تمام میشود چنانکه در اسم حسن
سخن را چو اسم در میان ذکر کنم * بی حرف صورت نام نیکو نبود * اینجا عمل انتقاد وسیله
اتمام قلب جعلی عینی شده و چنانکه در اسم امین که جهان پر شود از سر و قد لاله خدا *
زان میان سرو تو خواهم که درآرم بکنار * و در اینجا عمل تشبیه و استعاره واسطه اتمام
قلب مذکور شده و چنانکه در اسم رشید شوق نامت نهان میداشتا زمن * چو رشتهٔ
در دلم گشتی روشن * و در اینجا عمل تنصیص و تخصیص وسیله اتمام قلب
جعلی شکلی شده قائل و در اینمقام مباحث اعمال ضروریه معمائی باتمام پیوست جهد و
چهارم در اعمال تبدیلی و آن شش عملست اول تحریک و تسکین دوم تشدید و
تخفیف سوم مد و قصر چهارم اظهار و اسرار ششم معروف و مجهول ششم تعریب و تعمیم و
مولانا شرف الدین علی یزدی در بحث علل تعرض بذکر این اعمال نموده بنابر آن که
از ضروریات معمائیست و معما بدون اینها تمام است اما مراعات این اعمال در حسن معمای فرد
اما تحریک و تسکین عبارت از اثبات نمودن بحرکات و سکنات معروف با تبدیل حرکت بسکون
یا بالعکس در اسم مهنا کنان می آید بلکه تحریک بواو عجب * گر زیر و زیر یا نقطه در اهر یک *
هر لوازم نقطه دل است در یک کاشانه فتح و کسر آن بود در اسم حسن * اهل خلوت نشین چون
دیده حسن آنجوان * چون دل ما شد دلش مفتون آن ابرو کمان * از نقطه مفتون نون را
بجای دل کرده و مفتوح ساخته و در اسم الفتح گشته نیز وقد شش دل گرآیدم مردم

بزار زلف پیاپی بپیش و قامت هم + یعنی میم را لام پیاپی بپیش آید و همچنین لام را
الف و از یک پیش تقدیم و از دیگر پیش احداث ضمه مراد است و در اسم امان مین
لباس ازرق صوفی و دامن کش زدی + کرده می پرسش نهان و میکند انکاری +
لباس ازرق اق میشود و از زیر می نهان کردن استظهاریای او مقصود است و انکار
میکند یعنی زیر جود را نهان میسازد و اینجا مراد از زیر کسره است تشدید و تخفیف
عبارت از انست که حرفی را مشدد سازند یا تشدید از حرفی نمیدارند چنانکه در اسم فرخ
خوش بود هنگام زینت آن رخ همچون قمر + هر مه آن رخ کشیدن دانها از مشک تر +
لفظ دندانها بتکریب و تحلیل حاصل شده و مراد از ان تشدید است آمادو قاصر انست که حرفی
را مدود سازند یا از حرفی نمیدارند چنانکه در اسم بهجا بهر سو نهان بیند اما چه حاصل نه بیند سوی
آن زرو بند بیدل + بند بیدل پدید میشود که اشاره باسقاط آن نموده و در اسم شهاب
رابعه او اصوت مقصود بود پیش ما مقصود دلبر پیش را نمود + از زلف جیم و از لفظ سنخ است
که حرف شناسا و از آبرو است مقصود مافیش را نمود یعنی مقصود ما از اظهار و سر عبارت انانست
که حرفی مکتوب را که بلفظ نیاید پیش مانی نالد بلال و مانند آن و بلفظ آرند یا حسن آن کنند چنانکه
در اسم محمد بیش ضمه که دل غم خون کرده + احوال دل ز ما بغم پرورده گفته بیخ و بنا گفته تمامتش
+ زین پیش گفته ام دگر پرده + ماده اسم لفظ بهمه راست که الف الا واسقاط نموده و یکی دوم
اظهار کرده و در اسم خواجه ان نخ خنک غرده ترکانه + خوی عجبی کرد لها خانه نا گفته دل از خوف
او رنگش آخر نگذاشت + دلها اثری جانانه + فانی حرف را بالف که خذ نگ عبارت + از انست تبدیل

نمودن دواو او را فتحه ساخته باشارت نقطه نگفته و درین عمل باید که اشارت باظهار یا اسرار
کرده شود اما معروف و مجهول آنست که حرکتی مجهول را معروف سازند یا بالعکس و بمعنی معروف
و مجهول در بحث قافیه مذکور شده اما مثال اینعمل چنانکه در اسم نور تا بکی دل خون خورد میگوید
از لعل تو بهر + پیش نوش ایدکه باشد سیر از ان در دی زهر + پیش نوش آید که سیر باشد یعنی اشباع
داشته باشد و در دی زهر حرف راست و چنانکه در اسم زر کی یکی باطلع و بخت همایون + یکی نیز
زر برگشته و گرگون + مادهٔ اسم نقطه یکی است و گرگون شدن زیر اشارت بمعروف شدن کسره
کاف و از گرگون شدن زیر تبدیل یای یکی بحرف را مقصود است و چنانکه در اسم نویان در طرف
نقاب نگر اهل دل که بود پیش رخ آن نکار مائل بکشاد از طرف نقاب نون ملفوظی مراد است و پیش
او را مائل بکشاد گفته و این اشارت بمجهول بودن ضمه نون است اما تعریب و تعجیم آنست که چهار حرف
را که مخصوص بلغت فارسی اند بدل کنند بحروف تازی یا بالعکس خلق نگه در اسم پسر شیر بست ای
پسر از تو بهر جا دلی اخور شید و ستاره را پناهی + از نقطه پسر چون خود او که حرف سین است تبدیل بنقطه
شین باید پشیر بنای فارسی شود و نقطه پناهی بدو جزو تحلیل یافته یعنی یای فارسی بهی گشته
دو ستاره است و دو نقطه باشد و در اسم سراج از بهر دعای آن مه تاب چهر + بر داشته دست
عالمی از سر مهر + حاصل این دعای تست بر داشته بین + اکثر ستاره کرده و سوی سپهر + حاصل دال
چار است چون برگرد و راج میشود و بر داشتن اکثر ستاره اشارت است تبدیل جیم فارسی
بجیم تازی و این دو عمل اخیر از مخترعات متاخرین است و بعد از این جمله دل از تتابع
[illegible] شرح لغز و ماهیت آن

بباید دانست که لغز کلامی است که دلالت کند بر چیزی بعد از ذکر صفات و خواص آن چیز دلالتی که دران خفای باشد و فرق در معما و لغز آنست که مقصود اصلی در معما لفظ و الفاظ است و در لغز مقصود ذوات اشیا است و گاهی یک سخن را بدو اعتبار بتوان گفت و هم معما چنانکه درین قطعه جلال ای حکیمی که ز نکته تو اگر نقطه بر رخ جمله نشینان فلک خال شود چیست آن نام که بر حرف نخستش الف اگر کنی ای خسرو و این دال شود و در فصیحی نخجوانی باقی آن نام بزرگ بر زبان کند لال شود و مولانا شرف الدین علی یزدی در جلال مطرز آورده که در چه وجه قصد الغاز می گردد و لغز دلالت بران کند مقصود همان باشد بی ملاحظه انکه دلالتی هست بر چیزی یا نه و در معما چون مسرح انظار قصد اسم می باشد و اسم لفظی است که دلالت کند بر مسمی پس در مطرح اشعه اشارت معمای صلصل مالیش امری دیگر معتبر است و شعوریان مستتبع شعوری دیگر پس اگر قطعه مذکور لغز دارند حاجت بمحو لفظ و حروف باشد یا تعیین معین قطع نظر از انکه او را مسمی هست یا نه و اگر معما شمارند مراد ازان لفظ باشد یا ملاحظه دلالت او بر مسمی تا اینجا سخن ما بود و از مفاد این عبارت فرقی دیگر میان لغز و معما ظاهر گردید فتامل و از موجبات حسن وجوه لغز آنست که احوال و اوصاف چیزی را مقصود ذکر کنند بی تکلف بر آن صادق آید و صفات و احوالیکه چیزها را یا مقصود دران شرکت باشد بقسمی دانسته

که مجموع آن مجتمع باو باشد چنانچه بعد از شعور بمقصود شبیه نماند و اگر صفات متناقض
و احوال غریب که در ظاهر محال نماید و در حقیقت مطابق واقع باشد برای مقصود
مجمع کند هر آینه تمام از قبول یابد زیرا که طبایع از سماع امور غریبه جبلی تمام میباشد و فائده
نغز تشحیذ خاطر و تجوید ذهن است و درین مقام بذکر نغزی چند اقتصار میرود
در خلال آن تیر صفت که شد دهان آماجش + و رطوطی کلیم را زجو معراجش +
هر چند بجز دمی و صفیری مثل است + حکام و هند ازین دو زبان باجش + و فقیر گفته
اما چیست آن شکل مدور در مثال آسمان + نیست گردون لیکه جا دارند در وی
اختران + اختر انش را همیشه از شفق باشد قبا + دان همه چیده یکجا در جریر زرفشان +
ضبط را زاروی نیاید کز زنی تغییش لسیر + پوست کنده میکند را زغل خود را بغباب +
ظرف او زخوان قسمت لقمها را دادلند + لیکه در طرفش نیابی لقمه بی استخوان +
گرچه دلگیر است و دندان برجگر افتاده است + در تبسم خنده دندان نما سازد
عیان + چون نیخ زرد بست افتاد نگذارد زدست + شیشه مانندش بدست هر که
افتد در جهان + خوب او در ملک هند اکثر نصیب اغنیا است + کی فقیر بینوا را دست
باشد بران + و گاهی نغز بزبان مقصود گفته شود چنانچه + کمان من خود کج
و راستان زمن راست روند + راس ظفرم چو گشت دولت روند + بیست آسے
خدمت چو کنم خم دهم + از هر طرفے زمزمه زنده شنوند + و گاهی در نغز اسم مقصود را بطریق
در آخر ذکر کنند چنانکه در عصا و شکری که دید یا بر جا + کز سر دست میرود یا لیش +

موسوی نسبت و از آدم + بیشتر ذکر کرده قریش + چون صبا عاشق است
و آشفته + شقی از وی بیان و بنمایش + و درین موقف صدیقه پنجم سمت اتمام
پذیرفت خاتمه کتاب در سرقات شعریه و شرح احوال و اقسام آن و بیان آنچه
بآن تعلق دارد و باید دانست که اتفاق قائلین عموما در غرضی را غیر این
مثل آنکه شخصی را بشجاعت یا سخاوت یا غیر آن ستایش نمایند یا بضدان
صفات مذمت کنند داخل در اعداد سرقه نیست چه این معنی در عقول و عادات
کافه ناس تقرر دارد و فصیح و غیر فصیح همه درین امور شریک اند ما دوجهی که دلالت
بران غرض مینماید مانند تشبیه و استعاره و کنایه از نظائر آن سرقه ادراین وجوه
مداخلت نمیتواند بود مگر بعضی از تشبیهات و استعارات که از غایت شهرت
در عقول و عادات استقرار یافته باشند و حکم غرض مذکور پیدا کرده مثل تشبیه شجاع
باشد وجواد بدریا و اشباه آن و چون این مقدمه مقرر شد گوئیم که اخذ و سرقه
در شعر بر دو نوع میباشد ظاهر و غیر ظاهر و هر یکی ازین دو بر چند قسم میتواند بود اما
قسم اول از نوع ظاهر سرقه است که شعر دیگری را بی هیچ تغییری در لفظ و معنی اخذ کند و این
را در صنعت شعرای عرب نسخ و انتحال نامند و چنین سرقه پسندیده موجه و معیوب است علماء
نقاد را در مبطل آورده که عبد الله بن زبیر در مجلس معاویه حاضر بود این بیت
را تمام خواند سه اذا انت لم تنصف اخاک وجدته + علی طرف
الهجران ان کان یعقل + و یرکب حد السیف من ان تظلما + اذا لم یکن عون من

ترجمه آنست که هرگاه تو با برادر خود انصاف نکنی میدانی و برطرف خدای اگر عاقل است
دوم شمشیر را سوا میشود بدل ظلم کردن تو اگر تصوری غیر ازان نداشته باشد پس معاویه گفت که
بعد از من تو شعر گفته و هنوز عبدالله از مجلس برنخاسته بود که من بن اوس داخل شد و قصیده
خود را که این دو بیت نیز دران داخل بود بر خاندان گاه معاویه بعبدالله بن زبیر گفت که آیا
تو نگفته بودی که این دو بیت از من است عبدالله گفت که لفظ و معنی همه ز دست اما چون
او بیاد رضای من است من متصرف شدن این شعر او سزاوارتر هم و این قسم را شعرای صاحب
در ... بعد از ... نمایند مگر بسبیل توارد خاطر چنانچه غزل خواجه حافظ که مطلعش
اینست حافظ ... وصل تو باید ... رضوان آب ... شرار
در ... باب ... آخره در دیوان سلمان ساوجی تفاوت لفظی از الفاظ موجود
و این هر دو بزرگ ... بوده اند و همچنین این بیت شیخ محمد علی حزین
... رفت بعد دگار آن لب ... چند + با مشک هم کرد و بداغ دل ما ریخت بصینه از دو بوا
تقو او حدی یافته شده و نزدیک باین قسم است سرقه که معنی را بتمام اخذ نمایند و جمیع الفاظ
یا بعضی الفاظ را استراف بیارند چنانچه این بیت اعز الاقتباس و عوفا بها صحیح علی مطلعهم
یقولون لا تهلک اسی و تجمل + لفظ و فوفا کجمیع واقف است حال واقع شده و ضمیر بها
راجع بمنازل است و بیت ماقبل آنکه ... و ترجمه اش اینست که یاران من در حالتی
که مراکب شان در منازل می ایستند میگویند بمن که بلاک مشو از خزن و صبر کن و این بیت را
طرفه که متاخر از دست و قصیده دالیه را آورده و بجای تجمل تجلد گفته و همچنین این بیت

عباس ابن عبد المطلب ﷺ وما الناس یا ناس الذین عمتهم ولا لدر یالدر
التی کنت تعلم فرزوق بکلام خود آوردہ و بجای تعلم تعرف گفتہ و چنانکہ این دو بیت
مولوی جامی سیل خم ابروی تو ام برسشت و تاکردہ و در شهر چو ماہ نوم انگشت نما کرد
حزین با نجمہ عشق تو ام برسشت و تاکردہ و در شهر چو ماہ نوم انگشت نما کرد اما قسم
از نوع ظاہر سرقہ است یعنی آنا جمیع الفاظ یا بعض الفاظ اخذ نمایند و ترتیب نظم
را تغییر دہند و این قسم را غارہ و مسخ نامند و درین قسم اگر شعر ماخوذ از ماخوذ منه ابلغ
باشد مقبول و ممدوح است چنانچہ درین دو بیت بشار من راقب الناس لم یظفر
بحاجته و فاز بالطیبات الفاتک اللهج سلم من راقب الناس مات غما و فاز باللذة الجسور
ترجمۂ بیت اول اینست کہ ہر کہ حذر کرد از مردم ظفر نیافت بمطلوب خود و در سید بحسرت
پاکیزہ مرد شجاع قتال صاحب لجوج و معنی بیت دوم این کہ ہر کہ حذر کرد از دم مرد باندہ
و بلذت رسید صاحب جرات مضمون ہر دو شعر واحد است اما شعر ثانی بسبب اختصار
لفظ خوبتر است و ازین قبیل است این دو بیت امیر خسرو سر گفتم کہ بیا لامی تو ماند لیکن
نتوانم کہ ازین شرم بیالانگرم و مولوی جامی سر گفتم قد تو اور شرم خموشی انگیرد
گردد و اگر ماخوذ و ماخوذ منه در رتبہ مساوی باشند فضل و رجحان اولین است مثل این دو بیت
سنائی دانۂ خود پیش تو بنهاد نقش اسد جاوید ماند انوری نقش طبع بی ستر و دن
نقش الہی تواند ستیزد و این بیت کمال اسمعیل گر بہ موی چنگ لف تو دلی آشتی
کرد ملی ن ہمہ سایی تو کانفصاف ست حافظ کہ بہ موی سری بریدن چاقطا باشد ہمچو

ترجمه صداقی الصبابه

ریفت همه ۵ و قدمت اندازه چه ۵ و اگر با خود از با خود منه بیت شاه اندوه موم و مرد و است
چنانچه این دو بیت **ملا محمد صوفی** چنانم با رفیقان در عشق ۵ که مولنگ با چابک سواران ۵ **حزین** سلوکم در طریق عشق با یاران مدان یارب ۵ که مولنگ همرکابی چابک سمندان را
ظاهر است که شعر اول با عتبار اختصار لفظ ابلغ است از ثانی و قسم سوم از نوع ظاهر تر است که معنی را
تمام نخفته نماند و در کمتر الفاظ دیگر او اساز ند و درین قسم نیز اگر شعر ثانی بلیغ تر از اول باشد
مقبول و ممدوح است و اگر برعکس و در رتبه مساوی صحیح اولین است و اگر ثانی نازکتر از اول باشد
مذموم معیوب است **مثال** هر یک ازین ابیات پیدا است استاد ابوالشکور بلخی در سنه تسعین و ثلثمایه در بحر
متقارب بنظم آورده این قطعه از انجاست ۵ بد شمن مبر بت زندگانی مباد ۵ که دشمن
درختیست تلخ از نهاد ۵ و رختی که تلخش بود گوهرا ۵ اگر چرب و شیرین بود گوهرا
ار و پدید ۵ ار و چرب و شیرین نخواهی مزید ۵ و حکیم فردوسی که متاخر از و ست گفته ۵ درختی
که تلخ است وی را سرشت ۵ اگر بنشانی بباغ بهشت ۵ و ر از جوی خلدش بهنگام آب ۵
بیخ انگبین ریزی شهد ناب ۵ سرانجام گوهر بکار آورد ۵ همان میوه تلخ بار آورد ۵ ر باب
مذاق ظاهر است که قطعه فردوسی از حیثیت ملائمات الفاظ و سلامت کلام خود برتر واقع
شده و درین بیت **فردوسی** زگرد سواران که بر شد بدشت ۵ زمین شش شد آسمان
گشت هشت **ازرقی** آفرین بر مرکبی کز ماه پیکر نعل او ۵ هر جرم خاک اندر سپهر نیلگون گردد مکان
اغراق در شعر ازرقی زیاده تر است **فاضل مولوی جامی** بر من جور تو هر چند کز بیم تو پیدا در
چون رخ خوب تو بینم همه از یاد رود ۵ **اهلی شیرازی** هر چند که از بهر تو ام خون ز دل و

ازدرچودرائی همه نیرون دارد ول و این هر دو بیت در رتبه تساوی دارند ظهوری ان
ناتوان صید بیداد رفت * که در دام از یاد صیاد رفت * حزین ای ای امیر کز یاد رفته
باشد * در دام مانده باشد صیاد رفته باشد * شعر اول بسبب لفظ ناتوان و اختصار کلام بلیغ
تر از ثانی است و این دو بیت ابو الفرج گر ز جودت مصاهرت یابد * زاله زین مدعی
انوری گر یک بخار بر گفت سوزد * تا روز حشر زاله زین دم بسوزد بیت اول بسبب تناسب لفظ
مصاهرت و عقیم لطف زیاده تر دارد اما نوع غیر ظاهر سر قرمز آن بچند قسم می آید اول آنکه هر دو شعر
در معنی تشابه داشته باشند و شاعر ما بر آنست که در انصافی تشابه کرده شد کما قال حریری فلا
یمنعک من ارب لحاجم صوم و ذو العمامة و الخمار * فقال ابو طیب من مبلغ کفتیم
قناه * کمن فی کفه منهم خضاب * ترجمه بیت اول اینست که مانع نشود ترا از حاجت تعیین
ایشان که صاحبان عمامه مقنعه یکسانند یعنی مردان شاب مانند زنان شیخ و ترجمه بیت ثانی اینکه
از ایشان کسی در دست او نیزه هست مثل کسی هست از ایشان که در دست او رنگ خضاب
هست و تعبیر کردن ابو طیب یعنی مانند کردن او مرد نیزه دار را بزن حنا بند مثل مانند کردن مرد
است مرد عمامه دار را بزن مقنعه دار و اینست معنی تشابه و از این باب است این دو بیت انوری
بر انی کنونم بزاری بپرسی * نه برائی رضای تو من هم بر آنم خاقانی تو برآی که حاتم آن
تو است * نه که خاقانیم بر آنکه تو می و ظاهر است که ادعای بیت ثانی مشابه ادعای بیت اول است اما وجه دوم
از نوع غیر ظاهر سر قرمز آنست که معنی شعر ثانی عامه شامل تر از اول باشد کما قال حریری و اعضت
علیک بنو تمیم و وجدت الناس کلهم عضاریط * و قول ابی نواس لیس من اللہ بمستنکر

ان یجمع العالم فی واحدة ترجمہ بیت اول اینکہ چون بنو تمیم بر تو غضبناک شوند جمیع مردم
را غضبناک می یابی و معنی بیت ثانی اینکہ از خدا مستبعد نیست کہ تمام عالم را در یک کس
جمع نماید مراد شاعر ازان یک کس فضل بن جعفر برمکی است و پوشیدہ نماند کہ مراد از ہمہ در
جامعیت ممدوح ہست اما شعر ثانی عموم و شمول زیادہ تر دارد زیرا کہ عالم کل است و نوع ما جزوے
از عالم است و ازین قبیل است این دو بیت سعدی ترا ہر آئینہ باید بشہر دیگر رفت کہ دل نماند درین شہر
تا ربائی بانہ امیر خسرو کسی نماند کہ گوید نماز کشی مگر کہ زندہ کنی خلق را بابد کشی عموم و شمول
امیر خسرو ظاہر است قسم سوم از نوع غیر ظاہر سرقہ است کہ معنی از حالی بحالی نقل کنند از بابی بیابی
برند چنانچہ درین دو بیت تجری سلبوا واشرقت الدماء علیہم محمرة فکانہم لم یسلبوا ابو الطیب
میں النجیع علیہ و ہو مجرد عن عمدہ فکانما ہو مغمدہ ترجمہ بیت تجری کہ در باب جماعتی از مقتولان
و مجروحان گفتہ اینست کہ لباس ایشان را نکندہ اند و خونی کہ بسبب کشتہ جراحات بالائے بدن ایشان
چنان بنماند کہ گوئی لباس شان را نکندہ اند یعنی خون بمنزلہ جامہ شدہ ہست و ترجمہ شعر ابو الطیب کہ سلف
خون آلودہ شدن شمشیر گفتہ نیست کہ خون بر آن شمشیر منجمد و خشک شدہ و حالتی کہ برہنہ از غلاف ہست
و چنان مینماید کہ گویا غلاف کردہ شدہ است پوشیدہ نماند کہ معنی ہر دو شعر واحد است اما تجری محلی صرف نمودہ
و ابو الطیب در محلی دیگر بردہ از ین عالم است این دو بیت امیر خسرو ز لف تو چیست یا ناک
بسیار در افتاک شتہ ہست صائب نہ سیر خانہ آئینہ چون بزن آید گمان برند کہ در آفتاب
گردیدہ ہست چیزیرا کہ امیر خسرو ز لف نسبت دادہ میز را صائب بروی معشوق نسبت نمودہ
و مقصود ہر دو آفتاب رخ بودن معشوق ست فافہم و ازین باب ہست این دو بیت

سعدی شکایت ازدل سنگین یار چنین کرد که خویشتن زدام آبگینه بر سندان ملامت من خود کرده بکار خود اند اختم نه تو در زین پیش با من گفتی که چنین نبود در بیت اول بجای معشوق را بسنگدلی تعبیر کرده در بیت دوم بچنین پیشانی باقی مضمون هر دو احد است

قسم چهارم از نوع غیر ظاهر سرقه آنست که معنی شعر ثانی ضد معنی شعر اول باشد چنانکه در بین دو بیت ۵ احد الملامتین فی هواک لذیذة ۵ حبالذکر ک فلیلمنی اللوم او اطیب او اجب و اجب فیه ملامة ۵ ان الملامة فیه من اعدائه ۵ ترجمه شعر اول اینست که من با ملامت را در عشق تو لذیذ از روی محبتی که بذکر تو دارم پس بگو که ملامت کند مرا ملامت کرد ترجمه شعر دوم اینست که آبا میشود که دوست دارم او را و دوست دارم عشق و ملامت را یعنی این نمیشود زیرا که ملامت فعل اعدا است و فعل اعدا را دوست نمیتوان داشت از این قبیل است این دو بیت ابلی شیرازی اینکه زد ناقه لیلی و سه گامی بغلط ۵ آسمان تا چه بلا بر سر مجنون آرد شفائی بغلط سم نزد بر سر مجنون لیلی ۵ عاشق این نکته ندارد سخنی ساخته اند و اینهمه ضد معنی اول است قسم پنجم از نوع غیر ظاهر سرقه آنست که بعضی از معانی شعر دیگر را اخذ نمایند و چیزی بار کنند مورث مزید حسن کلام باشد بران بیفزایند چنانچه در بین دو بیت امیر معزی شرق او رطل است جام و غرب او خلوست است و کام و چون شرق آید بغرب انوار آورد خاقانی می افتاب فشان جامش بلور بین آسمان ۵ مشتری کف ساقیش و ان مغرب لب یارانه معزی جام او شرق و کام او غرب گفته و خاقانی جام او بلور بین آسمان گفته و کف ساقی را مشتری و لب یار را مغرب قرار داده بر جسن کلام افزوده چنانکه در بین رباعی رودکی و شعر شاپور طهرانی رودکی چون

گشته بینیم و لب گزیده فرازه و زجان تهی این قالب فرسوده بهاز پیر بالینم نشیند و میگوید بیار
کای گشته ترا من و پشیمان شده بیاز شاپور خوش انگه شب گشی و روز ایم بر سر شه که این چه
کس است او که گشته است این را پشعر شاپور از شعر رودکی نغز تر و با مزه تر واقع شده زیرا که
مشتمل است بر صنعت تجاهل عارفانه که شرح آن در حدیقه دوم سمت گزارش یافته از بین قبیل
این دو قطعه عنصری آمد آن گزین مسیح پرست ۵ نیش الماس گون گزیده بدست ۵ هشت زین
و آبدستان خواست ۵ بستر انوی او بنشست ۵ نیش بگرفت گفت غریک ۵ این چنین دست را
که یارد خست ۵ سر فرو برده بوسه داد ش ۵ و زسمن شاخ ارغوان بر جست ۵ لغزه
زحیرت پای در گل ماند فصاد ۵ که آزار گل دستش نمیداد ۵ تا که سایه مگر گلش بردست
فتاد و ارغوان از یاسمین جست ۵ قطعه دوم ترقی واره بسبب استعاره چرگان بالشتر کیوتر
لطیف ادا کرده و ازین بالست این دو بیت حکیم سنائی کوک از سرخ و زرد شکیبه بدیدار
سرخ و زرد ناید پدید ۵ خاقانی مروارید لعل و زر نبوید ۵ طفل است که سرخ و زرد جوید
خاقانی بسبب لفظ لعل و زر رنگ دیگر پدید آورده اقسام غیر ظاهر مقرر که مذکور شد نثر و بلغا مقبول نمی
است بلکه اطلاق لفظ بر آن نیست چنانکه صاحب تلخیص گفته و اکثر ند الالفاظ و نحوها مقبولة و منها
اخرجه حسن التصرف من قبیل التنبیه علی خیر الاتباع و کل ما کان شاهد بانحطار کان اقرب الی القبول
و باید دانست که حکم بسرقه وقتی تواند کرد که علم باخذ شاعر حاصل باشد و این اشعار را ستاده که بطریق
امثله مذکور شده ممکن است که بر سبیل توارد خاطر با ما و از ملتقطات این مبحث است تضمین و اقتباس
چنانست که کلام تضمین آیه یا حدیثی یا مثلی بآمایه نحوی اشاره نماید و این از قرآن یا حدیث است

بلکہ از شوق کلام چنان مستفاد شود کہ مجموع یک کلام است کقولہ ؎ لئن لحظات فی مدحک ما لحظات فی منعی ؛ لقد استرلت حاجاتی بوادٍ غیر ذی زرع ؛ یعنی اگر چہ من لحظہ کردم در مدح تو اما تو لحظہ نکردی در منع عطایا من بتحقیق فرود آوردم حاجت خود را در وادی بی زرع و بیجا صل و کلمہ اخیر یعنی در قرآن نازل شدہ است و قال صاحب عباد قال لی ان رقیبی سیء الخلق فداره ؛ قلت وعنی وجهک الجنۃ خفت بالمکارہ ؛ یعنی گفت معشوق بمن کہ رقیب من بد خلق است پس مدارا کن با و گفتم بگذار مرا رہ می تو بہشت است کہ دیگر روایات پیچیدہ شدہ و آخر مصرع ثانی عبارت حدیث است قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خفت الجنۃ بالمکارہ وخفت النار بالشہوات و از اطائف و نوادر در تضمین این دو بیت است کہ یکی از شعراء عرب باب صبیح الوجہی کہ بحجام عشقہ و شروع سر تراشی نمودہ گفتہ است ؎ تجرد بالحمام عن قشر لوبہ الیس من تعب الملاحۃ ملبوسا و قد جرد الموسی لترئین راسہ ؛ نقلت لقد اوتیت سوئک یا موسی ؛ ترجمہ این است کہ برہنہ شد برای حمام از لباس خود کہ باشد قشر مروارید بود و پوشیدہ از جامہ ملاحت ملبوسی او برہنہ کردہ شد استرہ برای آراستن سر او پس گفتم کہ او باشد تمنای تو ای استرہ و شاعر کلام دیگر یرا چون در کلام خود ذکر کنند از اقسام تضمین نامند و فصحای عجم هرگاہ مصرعی یا بیتی یا زیادہ از کلام دیگری تضمین کنند اشارہ بنام آن شخص مینمایند تا از شائبہ سرقہ مبرا باشد و متاخرین تضمین را چنان می آرند کہ کلام غیر بنحوی با کلام خود مربوط شود کہ یک کلام نماید با وجود این حال دلالت بنام غیر نمی کند

Sample Text

باشد و مثال هریک ازین بند کورات نموده می آید انوری لالئ مثال خود را شعر
معنوی یکیده و هیت ؛ شاید ایا تضمین کنم کان هست تضمین را ثواب ؛ اندرین مدت
که بود ستم زدید او تو فرود ؛ جفت بود با شراب و با کباب و با رباب ؛ بود اشکم چون شراب
لعل و زیر قدح ؛ ناله چون زیر باب و دل بر آتش چون کباب ؛ امیر شاهی شبی
با صراحی همیگفت شمع ؛ که ای هر شبی مجلس آرای دست ؛ ترا چنین قد پیش
قدح ؛ سجود و مادم بگوزیده روست ؛ صراحی بدو گفت نشنیده ؛ تواضع گردن فرازان
نکوست لمولفه دم کرم تفکیری نزد ؛ فقیر آتش بجان من ؛ چراغی را که دودی هست
در سر ؛ دود در گیرد و له در گوش من زروح قعانی رسد خیر ؛ صد آفرین بنجامه سحر آفرین تو
سد الحمد و المنة که انچه ؛ همت این بی بضاعت بود با حسن وجوه صورت اختتام
پیرایه اتمام یافت و چون این روضه دلکشا و بهشت طرب فزا مشتمل بر پنج حدیقه
هست برای اتمام آن پنج تاریخ بهمت گذارش می یابد اول بساتین مستنفیدان
دوم خزاین تکمیل سوم تقویم و المشهوران چهارم نیت گفتار پنجم مخزن نکات
و السلام علی اشرف البریات و سید الکائنات محمد و اهل بیته الطاهرین المعصومین

خاتمة الطبع

بعد ستایش خدای کبریا و نیایش حضرت خاتم الانبیا صلی الله علیه و آله وسلم واضح باد
که در ین ایام فرخنده فرجام بهاستان بلاغت و فصاحت کتاب حدائق السلاطین
تصنیف لطیف محقق عدیم النظیر شمس الدین فقیر - دهستن و ترجمه آن بزبان اردو

بجٹ نامہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس کی تعداد

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ

۳۔ طلبا

۴۔ طلبا

۵۔ طلبا

۶۔ طلبا

۷۔ طلبا

۸۔ طلبا

۹۔ طلبا

۱۰۔ طلبا

۱۱۔ طلبا

۱۲۔ طلبا

۱۳۔ طلبا

۱۴۔ طلبا

۱۵۔ طلبا

۱۶۔ طلبا

۱۷۔ طلبا

۱۸۔ طلبا

۱۹۔ طلبا

۲۰۔ طلبا

۲۱۔ طلبا

۲۲۔ طلبا

۲۳۔ طلبا

۲۴۔ طلبا

۲۵۔ طلبا

۲۶۔ طلبا

۲۷۔ طلبا

۲۸۔ طلبا

۲۹۔ طلبا

۳۰۔ طلبا

۳۱۔ طلبا

۳۲۔ طلبا

۳۳۔ طلبا

۳۴۔ طلبا

۳۵۔ طلبا

۳۶۔ طلبا

۳۷۔ طلبا

۳۸۔ طلبا

۳۹۔ طلبا

۴۰۔ طلبا

۴۱۔ طلبا

۴۲۔ طلبا

۴۳۔ طلبا

۴۴۔ طلبا

۴۵۔ طلبا

۴۶۔ طلبا

۴۷۔ طلبا

۴۸۔ طلبا

۴۹۔ طلبا

۵۰۔ طلبا

۵۱۔ طلبا

۵۲۔ طلبا

۵۳۔ طلبا

۵۴۔ طلبا

۵۵۔ طلبا

۵۶۔ طلبا

۵۷۔ طلبا

۵۸۔ طلبا

۵۹۔ طلبا

۶۰۔ طلبا

۶۱۔ طلبا

۶۲۔ طلبا

۶۳۔ طلبا

۶۴۔ طلبا

۶۵۔ طلبا

۶۶۔ طلبا

۶۷۔ طلبا

۶۸۔ طلبا

۶۹۔ طلبا

۷۰۔ طلبا

۷۱۔ طلبا

۷۲۔ طلبا

۷۳۔ طلبا

۷۴۔ طلبا

۷۵۔ طلبا

۷۶۔ طلبا

۷۷۔ طلبا

۷۸۔ طلبا

۷۹۔ طلبا

۸۰۔ طلبا

۸۱۔ طلبا

۸۲۔ طلبا

۸۳۔ طلبا

۸۴۔ طلبا

۸۵۔ طلبا

۸۶۔ طلبا

۸۷۔ طلبا

۸۸۔ طلبا

۸۹۔ طلبا

۹۰۔ طلبا

۹۱۔ طلبا

۹۲۔ طلبا

۹۳۔ طلبا

۹۴۔ طلبا

۹۵۔ طلبا

۹۶۔ طلبا

۹۷۔ طلبا

۹۸۔ طلبا

۹۹۔ طلبا

۱۰۰۔ طلبا